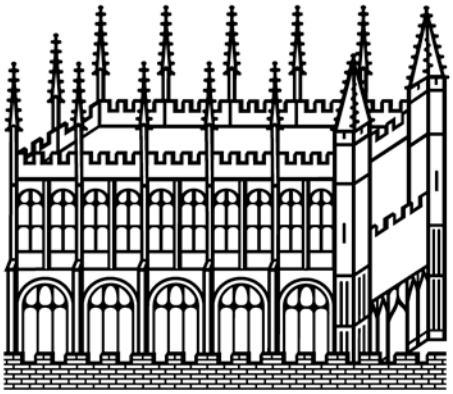


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.





فہرست کتب

اصول فقہ مین طبع ہوا ہے کہ ان نادرات کتب کو یکجا کیا ہے قابل دید ارباب علم و فضل ہے۔

مثنویات قصص نظم و نثر فارسی

مثنوی مخزن اسرار تصنیف مولانا نظامی۔
مثنوی تحفۃ العراقین۔ محشی تصنیف حکیم خاقانی۔
مثنوی تحفۃ الاحرار۔ تصنیف ملا جامی رحمۃ اللہ
مثنوی یوسف زلیخا جامی۔ محشی تیسری مرتبہ چھاپی گئی۔
شرح زلیخا۔ مطبوعہ کلکتہ تصنیف حکیم محمد ساجد
یوسف زلیخا ناظم ہروی۔ بجواب یوسف زلیخا جامی
زلیخا فردوسی کلان۔ تصنیف فردوسی طوسی۔
یوسف زلیخا فردوسی۔ سنہ ۷۰ چوصرعہ مکرر طبع ہوئی۔
نگارستان۔ عیار دانش مصنفہ شیخ ابوالفضل کا انتخاب مطبع کی طرف سے ہوا ہے کہ عبارت مختصر ہو گئی مگر قصے سب موجود ہین یہ کتاب سر رشتہ تعلیم مین بہت مروج ہے۔
انوار سہیلی۔ محشی تصنیف ملا حسین واعظ مشہور کتاب ہے۔
ظفرنامہ مولانا ہاتفی۔ تیمور کے فتوحات کا حال بطور سکندر نامہ ہے۔
مفرح القلوب۔ عرف گیدڑ نامہ کتیک و منک کا قصہ ہے۔
مثنوی سبستان۔ بہ تتبع بوستان سعدی تصنیف منشی ہرگوپال تفتہ۔
گلدستہ فارسی۔ تصنیف قاضی مثنویات مین ہمپایہ زلیخا ے جامی ہے۔
لیلی مجنون ملا ہاتفی۔ مشہور قصہ ہے اور بلاغت مین بے مثل ہے۔
لیلی مجنون خسرو۔ امیر خسرو کے پنج گنج سے یہ ایک کتاب ہے۔
لیلی مجنون نظامی۔ تصنیف مولانا نظامی گنجوی
خسرو و شیرین۔ نظامی گنجوی مشہور کتاب ہے
ہفت پیکر نظامی۔ تصنیف نظامی گنجوی قدس سرہ
سکندر نامہ بری۔ تصنیف نظامی گنجوی قدس سرہ ایضاً۔ کاغذ گندہ سفید و گلابی۔ گنجوی
سکندر نامہ بحری۔ تصنیف مولانا نظامی گنجوی
شرح سکندر نامہ۔ تصنیف محمد نصیر الدین شاہ امیر سلطان سیفانی اس شرح مین اشعار مشکلہ سکندر نامہ کو حل کیا ہے طلبا علوم کی قدر دانی سے آئندہ مہینے مین مکرر طبع ہوئی۔

شرح اسکندر نامہ معروف بشرح محمد گلوی یہ شرح دیار پنجاب وغیرہ مین نہایت مقبول ہے حسب فرمائش نبیان چراغ دین تاجر کتب لاہور مرتبہ اول اس مطبع مین طبع ہوئی حصہ اول۔
شرح سکندر نامہ کلان۔ موسوم بہ منتخب الشروح و مشہور بشرح علماء کلکتہ مولفہ جناب مولوی بدر علی صاحب عظیم آبادی و مولوی سید حسین علی صاحب جونپوری حکیم صاحبان کونسل کلکتہ مین شروح کثیرہ سے مرتب ہوئی فی الحقیقت یہ شرح بے مثل ہے۔
مثنوی نیرنگ عشق۔ تصنیف محمد اکرم غنیمت لاہوری۔
مثنوی نشتر غم۔ تصنیف مولوی محمد مقیم سہارن پوری۔
مثنوی قضا و قدر۔ تصنیف میر علی رضا متخلص بہ تجلی۔
نالہ منظور۔ تصنیف سید منظور احمد صاحب مذاق تصوف مین ہے۔
مثنوی زلالی۔ مسمی بہ آیاز و محمود و محشی ہے
قصائد عرفی۔ محشی مشہور کتاب درسی ہے
ساقی نامہ ظہوری۔ مشہور کتاب تصنیف ملا ظہوری ہے۔
قران السعدین۔ یہ کتاب معز الدین شاہ بادشاہ کی ثنا و صفت مین حضرت امیر خسرو دہلوی کی تصنیفات سے ہے۔
قصائد بدر چاچ۔ مشہور کتاب ہے
شرح قصائد بدر چاچ۔ معروف بشرح عثمان خانی شارح انکے مولوی محمد عثمان خان شہید بدار المہام رام پور ہین اس شرح کے ضمن مین عمدہ رسالی ہر علم و فن کے ہین خصوصاً رسالہ جات رموز طلسم قابل دید ہین
بہار دانش کلان۔ واضح و خوانخط۔ تصنیف مولوی عنایت اللہ۔
ایضاً مجرد۔ تصنیف ایضاً۔ ولی رام
مثنوی ولی رام۔ عرف حیثہ عرفان تصنیف ولی رام

INDIAN INSTITUTE OXFORD

کتب مذہبی اسلام فارسی وعربی

بدایع منظوم — مسایل فقہ مین ہے —
تذکرۃ المعاد — قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصنیف بیان معاد —
تمام حق — مشہور کتاب مسائل فقہ کی —
تفسیر القلندر — فی تحریر الانور سلسلہ قلندریہ کے بیانمین
مدارج النبوۃ — تصنیف شاہ عبدالحق دہلوی مشہور کتاب ہے —
منتہی الکلام — مولوی حیدر علی فیض آبادی مناظرہ مذہب شیعہ وسنی —
مسالک المتیقین منظوم — علماء ولایت نے اسمین مسائل حنفیہ فقہ کے مبسوط مندرج کیے ہین —
فتوح الحرمین منظوم — فارسی مع نفحات از کلام حضرت عبدالقادر جیلانی —
الیضاً کاغذ خانائی —
شرح وقایہ فارسی — مع ملتقی الابحر — مشہور ترجمہ مولوی عبدالحی محدث سے ہے —
مالابدمنہ — مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فقہ مین —
تفسیر حسینی — یہ کتاب قرآن مجید کی تفسیر مین —
واعظ حسین واعظ سے مشہور ہے نہایت خوشخط و صحت کامل کے ساتھ اس مطبع مین چھپی ہے —
الیضاً — کاغذ رنگین عمدہ دلائی —
روضۃ الشہدا — تصنیف ملا حسین واعظ —
فتاوی برہنہ — اسمین مسائل دینیہ فقہیہ مذہب ابوحنیفہ رح کا صاف صاف بیان ہین مصنفہ محمد نصیر الدین مرحوم مفتی لاہوری چھاپا خوب اہتمام بلیغ سے طبع ہوا —
فتاوی عالمگیری — یہ فتاوی لاجواب ہے کہ بخارا شریف اور افغانستان اور حرمین الشریفین کے مفتون کا مدار اس فتاوی پر ہے اسکی چار جلد ہین —
سفینۃ الاولیا — تصنیف شاہزادہ دارا شکوہ —
رسالہ فرائض — مصنفہ فیاض الدین صاحب تقسیم ترکہ مین —
حجج الکرامہ — مسمی بغایۃ الشعور تصنیف مولوی محمد شاہ صاحب تاریخ وحالات معتبرہ مین نہایت مستند ہے —
الیضاً — کاغذ سفید —
عین البکا — معروف بہ وہ مجلس وچہل مجلس اوعیہ زیارات مدینہ منورہ —
فتاوی البیرات — معروف بشرح نظم الفرائض —
میزان الفرقان — تصنیف مولوی محمد عثمان نقشبندی مجدد

شہید —
جذب القلوب فارسی — تصنیف شاہ عبدالحق دہلوی
نفحات الانس — مع سلسلۃ الذہب مصنفہ عبدالرحمن بن احمد الجامی احوال وکرامات اولیاء التقدیر —
خلاصہ شرح اسلامیہ — مسایل وراثت جسکے روسے عدالت ہاے دیوانی مین کارروائی ہوتی ہے —
معارج النبوۃ — تصنیف ملا معین الدین کاشی بیان شرائف احوال حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والتسلیم —
ہدایہ عربی مجتبائی کے ہر چہار جلد کامل ہولوے خادم حسین صاحب جلد اولین ۱۰۴۰ ورق جزو جلد ثانی آخرین ۶۰۰ ورق جزو —
ترجمہ فارسی ہدایہ حامل المتین — ہدایہ مع ترجمہ وشرح فارسی منقول از مطبوعہ کلکتہ جو چند علماء نامدار نے باتفاق رائے ترجمہ و شرح فرمایا ہے بطبع ہذا کامل —
فتح القدیر مع تکملہ نتایج الافکار ومع ہدایہ کامل تصنیف شیخ الاسلام کمال الدین ابن ہمام اور تکملہ تصنیف علامہ زین الدین اقتدی یہ کتاب شرح ہدایہ فقہ مین مبسوط ومعتبر ہے اور ہدایہ بقدر شرح ہر صفحہ کے اغاز مین مرقوم ہے —
عمدۃ البضاعت — فی مسایل الرضاعۃ —
مصنفہ مولوی تراب علی بن شجاعت علی مسایل فقہ مین مستند ہے —
طوارق احمدیہ لاستیصال نہار دین النجدیہ —
تصنیف مولوی محب احمد —
عینی شرح ہدایہ حامل المتین — من تصنیف الشیخ الاجل والعلامۃ الاکمل ابا محمد محمود بن احمد العینی ہے اس کتاب کا سارے ہند و ممالک مین صرف ایک نسخہ بہم ہو بخارا سے نہ پورا نسخہ اس نایاب کتاب کا یکجا کہیں پایا گیا — جلد اولین ۱۰۴۰ ورق جزو جلد آخرین ۶۰۰ ورق جزو —
کنز الدقائق فارسی — تصنیف مولوی نصیر الدین صاحب اعلی درجہ کی کتاب فقہ حنفیہ مین نہایت مستند ہے —
انوار النہار فی مین — در مسائل نصوف و ایسی توضیح و تلویح مع حاشیہ چلپی اور حاشیہ شیخ الاسلام و حاشیہ ملا خسرو — یہ ایک مجموعہ غریب و نادر

خاتمۃ الطبع

زیبائش سخن سرائی ستائش ایزد نامتناہی کہ از قدرت کاملہ خویش نطق آفرید کہ بوسیلہ اش باد ای ما فی الضمیر ہر یک متکلم گردید و آرائش ناطقہ پیرائی نعت حضرت رسالت پناہی کہ واسطۃ العقد موجودات اند و شمع کاشانہ کائنات پس تر واضح باد کہ ہرگاہ انسان فی نفسہ مدنی الطبع است و مختلف المزاج پس لا محالہ میان اینہا واسطہ باید موجب ایتلاف و امتزاج آن رہگذر این مفاد حق سبحانہ و تعالی انبیا علیہم السلام را مبعوث کرد تا ایشان بحسب طبائع مختلفہ نوع انسانی قانونی برگمارند کہ شریعت عبارت ازانست تا خلق خدا براہ عدل و انصاف پوید و دست از ظلم و اعتساف شوید و ماحصل از ترویج شریعت غرا تعلیم و آموزش تہذیب اخلاق حسنہ است و احتراز از تلبیسات سیئہ آن بجاست کہ حکما و فقہاے کاملین نخستین در اصلاح تہذیب اخلاق ہمت می گمارند و از بہر تنقیش خواطر مضامین اندرز و نصائح را برائے قابلیت قبول طبع بہ پیرایہ نقل و حکایات می آرند پس متحقق گشت کہ بہتر از تہذیب اخلاق چیزے در دنیا و آخرت نبود نظر بر نیمعنی بحمد اللہ و المنہ کہ دریوزہ از تایید غیبی و امداد لاریبی کتابے نادر و نایاب در بیان تہذیب اخلاق انتخاب مشتمل بر ہفتدہ ابواب با اندراج مثالیہ حکایات ہمانا لطف عبارتش را در سلاست و فصاحت ہمپایہ تصنیفات حضرت ملاحسین واعظ علامہ مثل اخلاق محسنی و انوار سہیلی توانگفت موجز و ملخص ہفتدہ ابواب اینکہ باب اول زندہ معنویست در جہ یاب شہادت (۲) وصال یا محبوب حقیقی وسیلہ عشق ست (۳) در پاداش بیوفائی (۴) در فضیلت دیانت (۵) مفاد وفا شعاری (۶) در پاداش تہمت (۷) در عدل و داد (۸) محاسن قناعت و رزی (۹) ثمرۂ صدق مقال و اکل حلال (۱۰) منافع استغنا (۱۱) بخشایش الہی (۱۲) تخمیر طینت آدم از غم و الم (۱۳) در ندمت فقر اضطراری (۱۴) مشاہدۂ عجائبات از پردۂ غیب (۱۵) حقیقت سرود (۱۶) دانائی اہل تنجیم (۱۷) پاداش اندیشۂ تباہ در حق بیگناہ پس کتاب مذکور بصفتہائیکہ یاد کردہ شدہ مصنفہ حکیم سخن شناس **ملا طرزی** کہ اسم با مسمی **معدن الجواہر** نام دارد بفرمان واجب الاذعان جناب مستطاب نواب **کشور صاحب** دام اقبالہ در مطبع عالی باہتمام نوبر ۱۸۶۶ء مطابق ماہ شوال ۱۲۹۳ ہجری بمقام لکھنؤ بزیور طبع محلی شد

اعجاز خسروی مایۂ عجز و عزت الکمال دال بر زوال ست واگر جامی ام انجام کار ساقی دہر جام
زہر آکود از روی قہر در گلوی آرزوے من خواہد ریخت حیف ہزار حیف جز مدح سرائی وجود ستائی
امری از من سر نزد کہ وسیلہ رہائی از آتش دوزخ باشد من پیر پر نیرنگ را مگر آن آتش از ننگ
نسوزد بیت آتش از چون منے چہ افروزد ؛ ملک دوزخ ز ننگ من سوزد ؛ لیکن امید کہ
دارم ہمین ست کہ بطفیل مدح جہانگیر شاہی از غضب الہی نجات یابم بار خدایا چون طرزی
مسکین از کردار و گفتار خود سراپا ندامت ست او را رسوائے قیامت مساز و اگر حرفی تلبیقین
ابلیس لعین خلاف شرع متین بر زبانم گذشتہ باشد آن گفتہ را ناگفتہ انگار و روزے کہ
ازین دخمہ سرائے فانی رہ گرائے عالم جاودانی شوم بہدایت بدرقہ عنایت بسر منزل
رحمت فرود آرد چون در دم واپسین کام جانم بہ سکرات نزع تلخ گردد بشہد کلمہ شہادت
شیرین کن **مثنوی** ای کرمت عفو کن ہر گناہ ؛ گرچہ کہ طرزیست سراسر گناہ ؛ ہست
ز لطف تو امیدم تمام ؛ آنکہ بہ نیکی گنہم والسلام

قطعۂ تاریخ اتمام کتاب گوید

بنام جہانگیر اقلیم بخش ؛ شہنشاہ جم جاہ گردون محل ؛ نوشتم من این نسخۂ دلپذیر ؛
چو بر طبع من ریخت فیض ازل ؛ زبان را گہ خواندنش لذتیست ؛ کہ ہر نقطہ شیرین ترست از عسل ؛
شدہ جلوہ گر چون عروس این کتاب ؛ برآراستہ باجلی و جلل ؛ پے سال تاریخ گفتا خرد ؛

زہی نسخۂ نادرے بدل ؛
۱۸ ۴۵

ایضاً

صد شکر کاین کتاب مرتب شد و تمام ؛ باد ایسند خاطر شاہ جہان پناہ ؛ دیباچہ اش بنام شہنشہ
مزین ست ؛ زان شہرتے گرفتہ زماہیست تا بماہ ؛ چون گفتہ ام بنام جہانگیر ازان شدہ ؛

تاریخ او کتاب جہانگیر بادشاہ
۱۰۲۵

ازین نامہ شنگرف دیدہ وران ارادت گزین راچون مردمک چشم روشنی وفروغی بخشیدہ و
ہر حرفی ازین نسخہ برنگ دشنہ کینہ کشان حسد آئین راجگر خراشیدہ ؎ زین ہمایون نامہ
کزوی زینت عالم بود ؛ دوستان راشادمانی دشمنان راغم بود ؛ استغفراللہ استغفراللہ
این چہ لاف وگزاف بیہودہ بود کہ ازمن ناوان سرزد اینہمہ انفاس گرامی راکہ گنج باد آورد
درجنب آن خاک کمتر ست درفراہم آوردن افسانہ چند کہ مادہ دروغ ومنشاء تزویر ست
برباد دادہ برباد شدہ ام وچون آتش زبان درازیہا نمود دست ازآبروے قیامت
شستہ بایستے کہ اوقات خجستہ درتلاوت قرآن وتحصیل حقائق عرفان وذکر خفی وجلی و
اثبات دلائل وجود لم یزلی مصروف می شد کہ مقصود ازایجاد آدمی زاد ہمانست افسوس
افسوس کہ چند اوراق سفید برنگ نامۂ اعمال خود سیاہ کردم ووسیلۂ سرخروئی خود میدانم
ونزد سبز پوشان عالم ملکوت زرد روشدہ ام جای آنست کہ چہرۂ خود رابطپانچہ ہای ندامت
نیلگون کنم سفالی چند رابطرز اطفال فراہم آوردہ معدن الجواہر نام کردم من بیچارہ
این خزف پارہ ہارا بدست جوہری خردہ شناس بازار عقلی چگونہ خواہم فروخت وازین
سودائے خام چہ چیز خواہم اندوخت خامہ بگاہ نگاشتن این نامہ برحال تباہ من میگرید
وخط خاک برسر می کند ودوات ازقلم انگشت تاسف بدہان میگزد وصدف شنگرف ازتحریر
اینحرف جگر خونست مسطر سررشتہ ازدست دادہ وکاغذ طومار ازانکار برخود می پیچد وقلمتراش
سراپازبان گشتہ برسن تاتراش نکوہش می کند وقطرزن ازین غم استخوان گشتہ دریغ
ہزار دریغ کہ درفن ناستودہ بیہودہ شعروانشا کہ خوبی ولطافت آن ازکثافت گزافست
تضییع اوقات خود نمودم فی المثل اگر فردوسی وقت خودام شہنامہ درہنگامہ قیامت معصیت نامہ
منست واگر نظامی عصرم فرداتیجہ پنج گنج اندوہ ورنج ست فردز گنج چنین بہرہ جزمارنیست
کہ فرداچنین گنج درکارنیست ؛ واگر سنائی دہرم ازحدیقہ شعرم خارآزار دردل خواہد شکست
واگر سعدی زمانم گلستان من دربرگ ریز رستخیز ازانضارت بازخواہد ماند واگر خسرو دورانم

حقائق کیش بطریق تبرک بمن گذراند این را بکمال عقیده ونهایت یقین تناول نمای وهیچکس
مده چون تو پیشداری باشد که وهاب حقیقی به یمن تبرک درویشان ترا فرزندی سعادتمند کرامت فرماید
آن عیاره پرنیرنگ در انحال معجونی بکار برده بود که تخلیط نیک داشت ناگزیره اشتهاالتهاب یافته
وجوع الکلب چاق شده بود آن دونان زهرآمود شکر اندود بلذت ورغبت در شکم شوم خود
فرو برد و تیزی زهر قاتل جگرش را بشگافت وحق بمرکز خود قرار یافت ولبعذاب گوناگون سپرد
وازین سرای مکافات پی بدرکات جهنم برد شرمتی که بهبت دیگر آمیخته بود ساقی دوران بزود
در گلویش ریخت وچاهی که برای غیرے کنده بود گردش گردون سرنگونش در آویخت فاعتبروا
یااولی الابصار این نکته را بگوش هوش راه داده زنهار پیرامن اندیشه بد مگردید وعن خیرکم
از دست ندهید وسر از گریبان نکوئی برآرید وتخم کینه کسی در مزرعه سینه مکارید که هر عمل را اجرے
وهر کرداری را پاداشی در پیش ست مصرع هر عمل اجرے وهر کرده جزای دارد ۔ قطعه
تا بد و نیک را جزای عمل ۔ میرسد از خدای عزوجل ۔ شه جهانگیر تا بروز جزا ۔ به نکوئی وخیر باد مشل ۔

در خاتمهٔ این کتاب گوید

الحمد لله که این عروس زیبا و شاهد رعنا غازه اختتام بر رخساره و وسمه اتمام برابرو
کشید و بانواع حلی وحلل محلی شده بنظر دوربینان نکته آفرین جلوه ریز گشت ۔ خداوندا
از قبول خویش کن یار ۔ نه از چشم ناقبولانش نگهدار ۔ الله الله این چه گلها و شقائق و دقائق ست
که از گلزار فصاحت در چمن زار بلاغت شگفته و این چه کواکب ثواقب ست که از اوج سپهر فطانت
وفراست درخشیده و از نکهت آن مشام آرزوے هنرمندان عالم معطر و از پرتو فروغ آن
دیدهٔ تمناے خردپروران جهان منور این چه لآلی متلالی ست که از لجهٔ ضمیر بر ساحل تقریر آمده
و این پرده گیان معانی اند که از نهانخانه فکرت برا رائک الفاظ دلپذیر جلوه گر شده جوهریان
دیدهٔ ور دانند که این چه گوهر شب چراغست که از معدن اندیشه بکاو و کاو دماغ و جگر تراش
سرزده صرافان دانا بفهمند که این چه زر شمس سریست که از کان خردپروری برآمده و هر نقطه

ومردم را بلاف وگزاف ترسانیده چون آن زن را ابلیس ره زن از جادهٔ صدق وراستے
انعطاف داده در بادیهٔ کجی وکاستی آواره وسرگردان ساخته بود ازین مضمون حقیقت مشحون آگہی
نداشت که آفریدگار جهانیان در قرآن مجید غنودگان بستر غفلت را بزلال این مقال بجهت بیدارے
وهوشیاری آب بروزده که مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا پس آن بدسرشت پاره آرد با آب
زهر قاتل سرشت وخمیر کرده دوزواله زوال ساخت واز روی خامی دونان پخت وبروغن بسیار چرب کرده
وشکر بروریخته بسائل داد ومطلبش از ارتکاب این فعل قبیح واندیشه ناصواب آنکه ببیند که چگونه
شامت این کردار ذمیمه بر همزن هنگامه روزگار من خواهد شد وسخن آن ناصح بر کرسی خواهد نشست
سائل ازین رمز غافل که نانها مسموم ست وحقیقتش معلوم نه بکمال رغبت نانها ازو بگرفت وآن
سفیه ساسفیه دانسته آداب شکر سرائی ودعاگوئی بتقدیم رسانیده بدرود شد چون آن مسکین
همان شهر مسافر بود آن دونان راتوشه خود ساخته رخت سفر بربست وازان معموره
بیرون خرامیده در نزدیکی شهر رودی که آب آن چون رای روشن ضمیران صاف وچون ادائے
شکر لبان شیرین بود آن نیکبخت لختی بر ساحل آن نشست تا نفسی آرمیده دونان خورده ومی چند
آب آشامیده از دریا گذار شود چون داد بین مظلومان بیکس داد ار جهان آفرین ست از نواد
اتفاق وبدائع سوانح آنکه شوہر آن زن که برسم بازرگانی بملک دگر بار بسته بود درین حال
مراجعت نموده وازان آب عبور کرده بر ساحل رود فرود آمد تا غبار راه وکسافت سفر راشست وشوے
داده بخلعت فاخره مزین شده بشهر جلوه گر شود درین حال خرقه پوش را دیگ طمع در جوش آمده
او را متموّل وصاحب غنا وثروت دیده آن دونان را بطریق مشکون نیکو در پیش نهاد که تبرک
فقیران بلطف وکرم بپذیرد مامول آنکه بوسیله آن دونان قوت چند روزه حاصل کند وآن
سخاوت منش والا فطرت در وجه آن دونان گندم یک قرص نقره با وعطا فرموده چون استلاے
طعام داشت نانها نخورده وبرسم تبرک بوابتهاے سپرد که نیکو نگاه دارید پس بدریا غسل نموده
بکسوت قیمتی خود را آراسته بخانه خرامید وآن بیدار بخت آن دونان به همخوابه خود داد که در وقتے

دلش را قراری و اطمینانی حاصل گشت و رنگ رویش بحال خود آمد و مزاج اعتدال گرفت و از خدو ک
و دغدغه رهائی یافت و مرگ منجم موجب جانفزائی شهریار شد پس وزیر را از خیر اندیشان حقیقی و
دولتخواهان صمیمی خود دانسته بالتفات گوناگون سربلند ساخت و باصناف مکارم و احسان بنوا خت
و همیشه با آن صائب اندیشه بزم یکجهتی و یکتا دلی گرم می داشت و او را از هواخواهان بے ریا
و اهل حقیقت و وفا می پنداشت **قطعه** تا نبرد یک عارفان جهان ؛ قول اهل نجوم باشد زور ؛
شه جهانگیر عادل و غازی ؛ جلوه گر باد بر سریر سرور

باب هفدهم در پاداش اندیشه تباه در حق مردم بیگناه گرفتار آمدن بپاداش آن

حکایت در نامهای پارسانی دیدم که در پیشین زمان شخصی در لباس درویشان در شهرے
خانه بخانه میگشت و بیانگ بلند بر زبان میراند که ای دانشوران دای خردپروران از هر فردے
که اعمال شایسته یا افعال ناستوده سرمیزند درین جهان و دران عالم نتیجه و ثمره آن بروزگار
او عائد میگردد و اگر باور ندارید سر از گریبان تجربه برارید تا در آئینه آزمون تمثال حقیقت احوال
جلوه گر شود هر کرا ازین نکته ازان صاحب تحقیق گوش گذاری می شد سر بتصدیق فرو می آورد
و آمنا و صدقنا می سرائید تا آنکه بر در خانه رسید و همان نوع حرف بر زبانش گذشت دران کاشانه
زنی بود سست عقیده موصوف باخلاق ناپسندیده شیوه جهل و جنون ورزیده اندرز او را شنیده
از اقرار کناره گزیده در انکار زد و هرزه درائی نمود که آنچنان را که دیده است اما درین
عالم بخلاف آن معمول زیرا که بسا کسان مرتکب ناشایسته و بے اعتدالی میشوند و اپسین
بمسرت و خوشحالی بسر می برند و از اکثر مردم خیرات و مبرات کرات و مرات بوجود آمده و از همان
مردم که درباره ایشان عواطف گوناگون و نوازش از حد افزون بجاے آورده اند موید آزار
و جفا ها گشته این سخن هاست که اندرز گویان جهت گرمی هنگامه موعظت از خود تراشیده اند و

او بعد از نا بچه کشیدن طالع و گرفتن هیلاج و حساب و شمار آن گفت که پس از یک سال شهال عمر تو
بصدمه صرصر اجل از بیخ افتد و رواق حیات تو بسیلاب مرگ خراب و منهدم گردد ازین ریگذر جهان
در چشم من سیاه و نشاط و عیش من تباه ست ؎ آنکه کم ماند عمرش از یک سال ؛ خود بگو کو چه سان
شود خوشحال ؛ وزیر گفت تقریر او آلوده تزویر ست هیچ دغدغه و خدوک در خاطر قدسی راه مده
بدلائل قاطع و حجج و براهین ساطع کذب و زرق او را ثبوت رسانم زیرا که حقیقت روح و تعین مکان
و زمان مرگ و حدوث رستخیز و نزول باران اسرار خاصه خدائیست و دانای آن عالم الغیب ست
و ازین سرائر ضمائر انبیا را آگهی نه بخشیده اند اختر شناسان کذاب را ازین باب چه خبر و ازین نثار
چه اثر در علم خدائی لاف دانائی زدند بر سوائے بر اوردن پس شمشیر تیز کرد بتصور آن دل غنیم
دونیم شود در پیش خود نهاد حاجبی را باحضار منجم فرستاد **مثنوی** درامد دران خلوت اختر شناس
دلش بود پر بیم و خوف و هراس ؛ چو بنمود کورنش بکشور کشائے ؛ بفرمود او را که بنشین زپائے
مراسم تسلیم بتقدیم رسانیده بنشست پس وزیر آگهی طلب شد که باعانت علم نجوم از عمر خدیو روزگار
چه معلوم نموده آن بی سعادت رازی که پیش مرزبان برملا افگنده بود اعادت کرد وزیر گفت
در طالع خود مدت عمر خود فهمیده ؛ و در پله دانش سنجیده ؛ که چه قدرست گفت بے آنکه فکر دقیق
در تحقیق آن بکار برده شود ازین باب حرف زدن خطاست وزیر گفت اندت حیات خود
نیز ما را آگهی بخش که تا چند چراغ عمر تو روشنی خواهد داد اختر شناس پس از تامل بقیاس بے بیم و هراس
بر زبان راند که پس از سی سال ازین مرحله رحلت خواهم نمود چنین این حرف تمام نکرده بود که وزیر
برق جهانسوز از نیام برکشید و بران بدروز زد که سرش از تن جدا شد و در لحظه جان سپرد
پس وزیر بشهریار گفت که اکنون کذب و تزویر آن کذاب بر ضمیر تو روشن شد تا هنوز شبهه
پیرامن خاطر اقدس تو میگردد قول او را در باب عمر خود ازین قیاس فرمائے و خوف و هراس را
از دل بکسون که از علم الهی هیچکس را آگهی نداده اند ؎ کس را خبر ز راز خدائی نداده اند
مردم اگرچه رنج تفحص نهاده اند ؛ از تقریر وزیر دوازده تجربه که هوش افزای آنجهان کشائے شد

عیش او بر بمردگی راه یافت هر روز که بشب رسیدی جانش از غایت اندوه بر لب آمدی در محاسبه شبانروزی
اشتغال می نمود و انفاس گرامی را می شمرد همگی اندیشه او برین مصروف بودی که از سال چند روز
کم شد از بیم مرگ دلش دونیم و بمرگ تازه مبتلا بود باندیمان بزم طراز و خوبرویان دلنواز و خنیاگران
خوش آواز صحبت نداشتی و بانگ چنگ و رباب و آواز قلقل شیشه شراب در گوش آواز نوحه شیونیان
خسته درون و ماتمیان جگرخون وحشت فزاد جگر گزا تر بود و هرگز بتماشای گلزار و تفرج مرغزار
و سیر و شکار خرامش نفرمودی پیوسته سر بزانوی غم نشسته آه سرد از دل پردرد بر میکشیدی بر نگ
چوبی که او را کرم میخورد مغز در استخوانش کاهید و عیش شیرین بر وی تلخ گردید و پیرهن بر بدنش
بجای کفن و پوست بر تنش زندان بود روزی دستور خلوتسرای جهان کشای خود را بتکلف
در او رو و رنگ زرد آن اورنگ نشین فرهنگ آرای واندوه ملال دیده سوال کرد که ای
مسند طراز انجمن دولت و اقبال این چه حالست و باعث خشک دماغی و خلوت گزینی و تنهانشینی و
پریشانی خاطر و شورش باطن چیست **غزل** شاها توئی که حکم تو بر هفت کشورست ٭ از شرق تا بغرب
جهانت مسخرست ٭ گردون ترا مطیع زمانه غلام تست ٭ دولت کمینه بنده و اقبال چاکرست ٭ در بزم عیش
باده خور از بهر خرمی ٭ در کنج غم نشستنت آخر چه درخورست ٭ و اگر عیاذ بالله واقعه سخت گریبان گیر
شده یا مرضی صعب طاری گشته بگو اندیشان حقیقی و دولت خواهان صمیمی آگهی بخش که در علاج آن
جد و جهد بکار برند و بحسب حفظ صحت ناموس تو جان فشانیها نمایند و حقوق نمک مرعی داشته
مراسم خدمت و آداب فرمانبری بتقدیم رسانند شهریار گفت ای دیرینه همدم پرسی کار من از اندیشه و تدبیر درگذشت **شعر**
چه پرسی ز جان بجان آمده ٭ گلی در سموم خزان آمده ٭ این درد را دوائی و عقده را گره کشائی پیدا نیست وزیر گفت ای
مرزبان حرف ناامیدی بر زبان مران آفریدگار جهانیان هیچ دردی خلق نکرد که نخستین آنرا دوائی
نیافرید رباعی بسا قفل کانرا نباشد کلید ٭ کشاینده ناگه آید پدید ٭ بسا درد کان به نشناسد دوا
که از لطف حقش شفائی رسید ٭ گفت منجمی که بخدمت من سر بلندست تو خود میدانی که دانائی
او در نجوم و انواع علوم بچه مثابه است از مدت عمر خود را سوال کردم که بعد از چند گاه پیری شود

مرزبان راسخت عقیده براحکام او بود و بر هیچ امرے در مهمات ممالک بی اتفاق آن رزاق اقدام
نمودی بمثابه که بے دستوری او انجوش نخوردے و تا آنکه او ساعت خوش نکند لقمه فرو نبردے
روزی از روزهاے جهان کشاے در خلوتسرای بان نزاز خای سرگرم عاطفت و التفات بود
و هیچکس از وزرا و ندماو ران انجمن راه نداشت هر دو به نشه راوق نشاط سرخوش و شگفته خاطر
بودند و پیمانه یکتا دلی در بزم یکجهتی می پیمودند و مقربان دیگر را در دل حسد میجوشید درین اثناء
شهریار از و پرسید که ای دانای اسرار الهی و ای واقف تاثیرات گردش آسمانی میتوانی که باعانت
علم نجوم معلوم کنی که چند سال بر اورنگ دولت و اقبال جلوه گر خواهم بود و مدت حیات من کے سپرے
شود و پیمانه زندگی پس از چند گاه لبریز گردد و منجم چنین نیاز بر زمین نهاد و گفت ای فرمانروائے
ممالک شام و روم این کمترین پایه از دانش و علوم منت و بهره نصیبی که از فضائل گوناگون
اندوخته ام و دماغ خود را شبها در مطالعه کتب علم غریبه سوخته اگر اینمقدار دانائی و رسائی حاصل
نکرده باشم آنهمه خون جگر خوردن و رنج و محنت بردن ضائع و باطل است پس دوات و قلم خواست
و زایچه طالع او آراست و نظرات کواکب و سعادت و نحوست آن و تربیع تثلیث نیک ملاحظه کرد
و تعمق و امعان نظر بجای آورد و اندیشه عمیق و فکر دقیق در تحقیق اینحال بکار برد پس سر برآورد
و گفت که اگر خدیو روزگار جان مرا در حمایت خود گیرد و خطا امان بمهر مزین ساخته بمن سپارد حرف
راستی بر زبان رانم و گرنه بر نگ تملق پیشه گان بزم لبق و چاپلوسی را گرم دارم و چهره وقت را
بگلگونه خوش امد آرایش دهم مرزبان فرمود که عهد کردم و تا زنهار دادم که باد گرم بر تو نوزد
و سر موی تو کج نشود انجمن اینحال را بشمع صدق روشن کن و سراز گریبان راستی برآر و هیچ خدوک
و دغدغه در دل مپیار منجم ترسان بعرض رسانید که پس از یک سال ازین وحشت سرائے فانی
و زندان گاه خلد جاودانی انتقال میفرمائی و روز و ساعت معین بر کاغذ نگاشته بشهریار سپرد شاه
را ازین سوال اندوه و ملال افزود و بر نگ شمع در گداز افتاد و روز بروز آن والا قدر بر نگ
بدر و کاهش افتاد و رنگ رخساره ارغوانیش زعفرانی شده و در صفای وقت او تیرگی در هنگامه

ورموز دانی چالاک وچست ست وچہرۂ گفتارش بغازۂ راستی مزین وقولش از غمائبہ غلطہ مبراست
امایک نکتہ دقیق فروگذاشت نمود وفہم بلند وطبع مشکل پسندش بدان پایہ نرسید وپای اندیشہ اگر
درین پیشہ بر نشیب وفراز لغزید کہ گفت جنبیش اثر پسیدی ذارد زیرا کہ این نشان بر دم اوست
زبر پیشانی شاہنشاہ روشن ضمیر واستادہای پایہ سریر از تفاوت تقریر ملا ومیر در شگفت
ماندند ومتصدی آن شدند کہ در ساعت این راز پوشیدہ بر منصہ ظہور جلوہ گر شود ندیمان و
وسمسازان محفل سپہر مشاکل کہ یارای گفتار وزہرہ سخن نزد خدیو والا مقدار داشتند بعرض معلا
رسانیدند کہ زندگانی خداوند دراز باد حکم شود کہ گاو را بکشند وگوسالہ از شکمش برآورده تماشا
فرمایند تا عیار گفتار ہر کدام گرفتہ آید وخاطر ازین خدوک وکشمکش بیاساید شاہنشاہ حق جوی و
فرخندہ خوی را اگرچہ کشتن آن مادہ گاو زیبا بر خاطر والا گران نمود اما طوعا وکرہا حکم فرمود کہ گاو را
قربان کنند چون شکمش بشگافتند گوسالہ را بوضعی یافتند کہ دم سپید بر جنبیش پیچیدہ بود دیر تفاوت
دم وجبین نتوانست نمود حیرت وشگفتی بر نظارگیان مستولی شد بر دقت طبع ملا فکرتیز وخاطر
نکتہ انگیزش آفرینہا کردند وتحسین سراشند بادشاہ قدر شناس وروشن قیاس ملا را بخلعت فاخرہ
وصلہ شایستہ سربلندی داد ودر گنہ پنوار ملوکات گوالیارست انعام فرمود وزان روز دلفروز پایہ
ملا رو در ارتفاع اعتلا نہاد ویکی از محرمان راز ودمسازان بزم بہشت سرشت آنحضرت شد و
اختیار نمودن ساعت نیک وخوش کردن اوقات در ہمگی مہمات بدو تفویض یافت **قطعہ**
تا کہ اہل نجوم ورمل دہند ؛ خبر از رازہای پوشیدہ ؛ شہ جہانگیر باد ازان رخ خوب
روشنائے فزائے ہر دیدہ

گذارش احوال ستارہ شناسی کہ بلاف دانائی دعوی دریافت اسرار خدائی میکرد وآن بصدمہ غیرت ایزدی از پا درافتاد وسر خود را بر باد داد

یکی از ستارہ شناسان باطل قیاس در ممالک شام نزد خدیو ایام تقرب تمام داشت وآن

شہریار درویش نواز و بداندیش گداز شمع انجمن عدل و انصاف بزم زن ہنگامہ ظلم و اعتساف
چراغ دودہ چنگیز خانی قدوہ خاندان صاحب قرانی حضرت عرش آشیانی نور مرقدہ شخصے
مادہ گاوی خوش رنگ از گوش تا دم و از پشت تا شکم تناسب اعضا داشت و یک من شیر کہ کمالات
ولذت خوشتر از آب حیات می بود میداد با آنحضرت بر سبیل پیشکش آورد اتفاقا آن مادہ گاو آبستن بود
و پنج شش ماہہ حمل داشت درین اثنا اندیشہ بر ساحت درون آن سایہ بیچون پرتو انداخت کہ آیا
گوسالہ در شکم این حاملہ نر ست یا مادہ و بچہ رنگ مزین ست بمیر مرتضیٰ شیر یعنی کہ سید صحیح نسب و از
سرامد علمای خراسان بود و از ہمگی علوم سیما در رمل و نجوم و بدقت طبع مستقیم عدیل و سہیم نداشت فرمود
کہ در مسلک دانائی و روش قیاسی شتافتہ اینمعنی را دریافتہ منصورت احوال را بر ہنگاہ تقریر جلوہ گر سازد
میر از حکم جہانمطاع کہ سخت متعذر و دشوار بود بورطہ حیرت فرو رفت **مثنوی** لیکن چہ کند
نداشت از بیم ۔ بیچارہ دلش بغیر تسلیم ۔ آنکس کہ بحکم او قضا رفت ۔ باید رہ حکمش از رضا رفت
تغییر قضا نمیتوان داد ۔ زورش دہد آنکہ این کمان داد ۔ باری میر سراپا فکر گشتہ استمداد بہ توجہ
آن منبع عدل و داد نمودہ کمال تامل و تعمق بجا آوردہ و نہایت دانش و بینش بکار بردہ عرض نمود
کہ اگر ارادہ موافق ست بحکم ضابطہ رمل و نجوم چنان مفہوم میشود کہ بچہ در شکم گاو نر ست و سرتاپا
احمر اما بر جبینش نشان سپیدست گویا ستارہ بر ناصیہ ثور پرتو انداز ست چون آنحضرت را تقریر میر
گوش گذار شد بملا خواجہ اویس کہ جد جامع حکایات ست و او یکی از فاضلان کامل ہندوستان
و در اکثر علم غریبہ عجیبہ سیما در رمل و نجوم بے بدل و ضرب المثل بود و از طلسمات و عجائبات و حکمتہا
تگرگ آگہی داشت و بارہا بنظاہر ساختن حکمتہاے نادر سرت پیرائے خاطر آن اورنگ آرای تبدہ بود
چنانکہ ہلال را در نظر آن اوج اقبال شب بیست و ہشتم جلوہ گر ساخت کہ باعث تشنگی نظارگیان شد
و بمتانت بیان و رزانت تقریر بے نظیر بود توجہ فرمودہ گفتند کہ شما نیز در استکشاف این حال خوض نمودہ
در لجہ فکرت غواصی کردہ گوہر مقصود بساحل آرید ملا بحکم شاہنشاہی از روی آگاہی و پس از تفکر
و تامل کماہی مکنون ضمیر را بر ملا افگند کہ تقریر میر دلپذیر و اندیشہ اش درست و در مسلک مشکل فہمی

با لتفات گوناگون مینوا ختم ؎ این چه بے شرمیست و بے ادبی ؛ سگ نۂ استخوان چه میطلبی
ای بیمغز استخوان پوسیده پدرت که در غطام حرامیان و دزدان درهم و برهم شده بچه رنگ
جدا توانی ساخت گفت استخوانهاے پدرم نشان دارد که ازان توانم شناخت راجه از روے
اعتراض جاجی را گفت که این ماده سگ را ببر و استخوانهاے پدرش بجاے او در کشتن گاه
گنهگاران که استخوان زار بود او را برد و آن زن جادو فن در انجا نشست و آوازے
جان بخش و نغمه دلکش برآورد چنانکه استخوانهاے پدرش که از سوز و گداز جا بجا سوراخ
سوراخ بود در حرکت و جنبش آمدند برنگی که اهل وجد و حال تواجد میکنند و برنگ نے از
سوراخهاے استخوانهاے وی آواز می آمد که باعث شگفتے نظارگیان می شد فی الجمله استخوانهاے
پدر خود را فراهم آورده روبراه نهاد ؎ دلا مرد آنگی ز ین زن بیاموز ؛ چراغ دل
ازین روغن برافروز ؛ فی الجمله آن استخوانها در آب گنگ انداخت و چهرۂ دین خود را آبے افزود
و بسوی وطن خود مراجعت نمود بتاثیر آن استخوان ترانه جویبار بغایت ملائم و موزون شد چنانکه
از آواز آن ماهیان در رقص و اهتزاز آمدند و صدف بشنیدن آن همه تن گوش شد و مرغابے
از شوق پریز و زهی سرایت سرود که بعد از مردن استخوان از شوق می جنبید صوفی زنده دل
اگر در رقص پاے کوبد شگفت نباشد **قطعه** تا با واز نغمۂ دلکش ؛ اب گردد ز روی قت سنگ
شه جهانگیر تا بروز جزا ؛ باش خوش دل ببانگ نغمۂ چنگ

باب شانزدهم در کمال دانائی و رسائی اهل تنجیم و دریافت طبع سلیم ایشان و خبر دادن از مغیبات و آگاه بودن از نهانی و پاره کردن شکم ماده گاو

حکایت از پدر بزرگوار خود که یکی از راستی منشان صداقت کیش و عارفان حقائق اندیش بود
شنیده ام که در زمان خدیو کشورستان فرمانرواے سواد اعظم هندوستان حقیقت پژوه دانا مسکن

قطعہ زمانہ زان سبب او را کشیدہ بود بلند ؛ کہ گر زند بزمین خورد تر شود مسکین ؛ نتیجہ کز ہنر خویش
آن ہنر ورد دید ؛ اگر ز اہل تمیزی بچشم عبرت بین ؛ بکسب فضل و ہنر عمر خود مکن ضائع ؛ کہ اہل فضل
و ہنر را نتیجہ نیست جز این ؛ الغرض دختر حقیقی او کہ بعلم موسیقی از پدر کمتر نہ بلکہ بیشتر بود ازین
واقعہ آگہی یافتہ از دکن راہی شد و بگوالیار رسید راجہ را اوصاف ترانہ سنجی و نغمہ سرائی او گوش گذار
شد غافل از انکہ این دختر آن خنیاگرست آن جادوزن زہرہ فن را در انجمن خاص طلب فرمود و گفت
کہ قبل ازین نم سرائی شیرین مقالی بی ہمالی از ولایت دکن در انجمن ما حاضر آمد و بصوت جان فزا
و نغمہ دلربا ہوش از اہل مجلس ربود و لہجہ او در رود و دیوار سرایت کرد چنانکہ سنگ سائید صندل
از ترانہ آن بی بدل آب شد و او ساز خود را در ان آب انداخت و خاموش شد آب منجمد گشت و ساز
در و بند شد و رشتہ آن بیرون ماند می تو ای کہ بخوش الحان آن سنگ را باز در گداز آری و آن
ساز را از و بر اری گفت از خدا دور نیست و از انسان متعذر و نا مقدور پس آوازے بر اورد
کہ اہل محفل را ست و لا یعقل ساخت و آب از دیدہا روان شد و سنگ و رگداز افتاد و چون آب
نرمی گرائید ساز را کشیدہ در پیش راجہ نہاد جوش و خروش از مجلسیان بر خاست و از انتعاش
و شگفتگی بر ناصیہ راجہ ظاہر شد و سر از گریبان انصاف بر اورده گفت ای جادو منش ہر چہ از من
میطلبی مسئول ترا مبذول فرمایم و مامول ترا بوصول رسانم او گفت من دختر آن خنیاگرم کہ آن یگانہ
زمانہ را پیچ می از قلعہ بزیر انداختی و آن منبع علوم را معدوم ساختی زہری کہ در کاسہ کردے
دست مکافات ایام در کام تو خواہد ریخت و چاہی کہ برائے او کندی گردش فلکی ترا در و سرنگون
خواہد آویخت از تو چہ طلبم اگر انعام تو عام ست صلہ تو بر من حرام ست عطای تو بلقائے تو
نخشیدم و از تو بدین قدر قناعت گزیدم کہ لطف فرمائی و استخوانہای پدرم بمن بنمائی تا فراہم
آورده در خریطہ کشیده سرم و در آب گنگ اندازم و کار آخرت او را بسازم و حق یدی گذارده باشم
و باعث آبروی ما گردد راجہ گفت ای دا حل انعام این چہ انعام خواستی و چہ نوع مطلبی ظاہر
ساختی ای بے طالع بالیستی از من ملک وسیع میطلبیدی تا ترا بدان اقطاع سربلندی می ساختم و

با لتفات گوناگون مینوا ختم ؎ این چه بے شرمیست و بے ادبی ؛ سگ نہ استخوان چه میطلبے
ای بیمغز استخوان بوسیده پدرت که در غطام حرامیان و دزدان درهم و برهم شده بچه رنگ
جدا توانی ساخت گفت استخوانهاے پدرم نشان دارد که ازان توانم شناخت راجه از روے
اغراض جاهی را گفت که این ماده سگ را ببر و استخوانهاے پدرش بنماے او در کشتن گاه
گنهگاران که استخوان زار بود او را برد و آن زن جادو فن در انجا نشست و آوازے
جان بخش و نغمه دلکش برآورد چنانکه استخوانهاے پدرش که از سوز و گداز جا بجا سوراخ
سوراخ بود در حرکت و جنبش آمدند برنگی که اهل وجد و حال تواجد میکنند و برنگ نے از
سوراخهاے استخوانهاے وی آواز می آمد که باعث شگفتے نظارگیان می شد فی الجمله استخوانهاے
پدر خود را فراهم آورده روبراه نهاد ؎ دلا مردانگی زین زن بیاموز ؛ چراغ دل
ازین روغن برافروز ؛ فی الجمله آن استخوانها در آب گنگ انداخت و چهرهٔ دین خود را آبے افزود
و بسوی وطن خود مراجعت نمود بتاثیر آن استخوان ترانه جویبار بغایت ملائم و موزون شد چنانکه
از آواز آن ماهیان در رقص و اهتزاز آمدند و صدف بشنیدن آن همه تن گوش شد و مرغابے
از شوق پریزد زهی سرایت سرود که بعد از مردن استخوان از شوق می جنبد صوفی زنده دل
اگر در رقص پای کوبد شگفت نباشد **قطعه** تا باواز نغمهٔ دلکش ؛ اب گردد ز روی تف سنگ
شه جهانگیر تا بروز جزا ؛ باش خوش دل ببانگ نغمهٔ چنگ

باب شانزدهم در کمال دانائی و رسائی اهل تنجیم و دریافت طبع سلیم ایشان و خبر دادن از مغیبات و آگاه بودن از زانپنهانی و پاره کردن شکم مادهٔ گاو

حکایت از پدر بزرگوار خود که یکی از راستی منشان صداقت کیش و عارفان حقائق اندیش بود
شنیده ام که در زمان خدیو کشورستان فرمانروای سواد اعظم هندوستان حقیقت پژوه دانا کیش

قطعہ زمانہ زان سبب او را کشیدہ بود بلند ؛ کہ گر زند بزمین خورد تر شود مسکین ؛ نتیجہ کز ہنر خویش
آن ہنر ورد دید ؛ اگر ز اہل تمیزی بچشم عبرت بین ؛ بکسب فضل و ہنر عمر خود مکن ضائع ؛ کہ اہل فضل
و ہنر را نتیجہ نیست جز این ؛ الغرض دختر حقیقی او کہ بعلم موسیقی از پدر کمتر نہ بلکہ بیشتر بود ازین
واقعہ آگہی یافتہ از دکن راہی شد و بگوالیار رسید راجہ را اوصاف ترانہ سنجی و نغمہ سرائی او گوش گذار
شد غافل از انکہ این دختر آن ضنیا گرست آن جادوزن زہرہ فن را در انجمن خاص طلب فرمود و گفت
کہ قبل ازین نم سرائی شیرین مقالی بی ہمالی از ولایت دکن در انجمن ما حاضر آمد و بصوت جان فزا
و نغمہ دلربا ہوش از اہل مجلس ربود و لہجہ او در رود و دیوار سرایت کرد چنانکہ سنگ سا ئید صنیل
از ترانۂ آن بی بدل آب شد و او ساز خود را در ان آب انداخت و خاموش شد آب منجمد گشت و ساز
در و بند شد و رشتہ آن بیرون ماند می تو ای کہ بخوش الحان آن سنگ را باز در گداز آری و آن
ساز را از و برآری گفت از خدا دور نیست و از انسان متعذر و نا مقدور پس آوازے برآورد
کہ اہل محفل راست و لا یعقل ساخت و آب از دیدہا روان شد و سنگ در گداز افتاد و چون آب
نرمی گرائید ساز را کشیدہ در بیش راجہ نہاد جوش و خروش از مجلسیان برخاست و از انتعاش
و شگفتگی بزناصیۂ راجہ ظاہر شد و سر از گریبان انصاف برآوردہ گفت ای جادو منش ہر چہ از من
میطلبی مسئول ترا مبذول فرمایم و مامول ترا بوصول رسانم او گفت من دختر آن ضنیا گرم کہ آن یگانہ
زمانہ را بیچرمی از قلعہ بیرانداختی و آن منبع علوم را معدوم ساختی زہری کہ در کاسۂ کردے
دست مکافات ایام در کام تو خواہد ریخت و چاہی کہ برائے او کندی گردش فلکی ترا در و سرنگون
خواہد آویخت از تو چہ طلبم اگر انعام تو عام ست صلۂ تو بر من حرام ست عطای تو بلقائے تو
نخشیدم و از تو بدین قدر قناعت گزیدم کہ لطف فرمائی و استخوانہای پدرم بمن بنمائی تا فراہم
آوردہ در خریطہ کشیدہ سرم و در آب گنگ اندازم و کار آخرت او را بسازم و حق یدی گذارده باشم
و باعث آبروی ما گردد راجہ گفت ای دا حل انعام این چہ انعام خواستی و چہ نوع مطلبی ظاہر
ساختی ای بے طالع بالیستی از من ملک وسیع میطلبیدی تا ترا بدان اقطاع سربلندی ساختم و

عیش خفته را بیدار میکرد و بانگ چنگ و رباب آتش شوق را در التهاب می آورد **مثنوی** می ارغوانی
و آواز چنگ ❊ برخسار گیتی درآورده رنگ ❊ سر می گساران شد از باده گرم شده دلربا چنگ از آواز
نرم ❊ چون مجلسی بدینگونه ترتیب داده آمد و اسباب عیش و نشاط آماده شد استاد را دران نزهت آباد
طلب داشتند و حریفان هنرور بملی نظر بسوی او گماشتند استاد مراسم کورنش و تسلیم بتقدیم رسانده
بحکم راجه در صف سازندها نشست حکم شد که نغمه نوازد و تبرانه دلنواز محفلی را گرم سازد و ضیاگر
با استماع آن سرور شروع در ترنم نمود **مثنوی** باواز آن نغمهٔ دلفریب ❊ ربود از همه اهل مجلس شکیب
❊ سرائید زانگونه شیرین سرود ❊ که مرغ از هوا بیخود آمد فرود ❊ برامد ز مردم فغان و خروش
کسی را نه دل ماند بر جا نه هوش ❊ اتفاقا در مجلس معطر آنسر و سنگی که بر و صندل می ساید نهاده بودند
از غایت رقت در گداز افتاد و برنگ آب شد اگرچه سنگین دلان آبی از آب شدن سنگ را باور نمی آرند
و این نقل را افسانه می پندارند یحتمل که دردمندان پرسوز آهی را باور و معتبر دارند بهرحال آن شیرین مقال
از جای خود برخاست و ساز خود را که جلاجل خوراست و بزبان هندش منجیری نامند آنرا دران آب
فرو برد و از سرود بس کرد در حال آن منجمد گشت و سازدران بند شد و رشته اش که بر سر آن بسته بودند
بیرون ماند استاد براجه گفت که ای خداوند این همه مغنیان خوش آواز دلنواز درین نزهتگاه
جلوه گر اند حکم شود که هر که رشته این کار وقوفی دارد رشته کشیده ساز مرا که در سنگ بند شده
برارد و مطلبش آنکه کسی بدینگونه سرودی سراید که سنگ نرمی گراید تا آن ساز از و بدر آید راجه
شرمنده وار بسوی سازندها و گویندها نظر کرد و هریکی سر از خجلت فرود افگنده ماند زیرا که هیچ زهره نوارا
زهره آن نبود که سنگ را آب سازد و راجه از آب ناشدن سنگ ترشد و در پلهٔ همت آن سنگ گداز
نیرنگ ساز سیک سنگ برامد از غایت خجلت و سنگدلی قرار داد که آن مسکین را ازان قلعه سنگین
بپائین اندازد تا راجه را بمجلس راجهای دیگر رفته بی سنگ و رسوا نسازد و نگوید که از ترنم سازان او
کس نبود که با بن دم مساوات تواند زد و در راه راهزنی همتائی و همفنی تواند نمود ناگزیر آن بی نظیر را
ازان قلعه که سر بچرخ اثیر کشیده بود بزیر انداختند چنانکه مغزش پاش پاش و اعضاش ریزه ریزه شد

تا دم واپسین بزم اتحاد و ارتباط را گرم داشتند و راوق نشاط در ساغر کامرانی می پیمودند و سالها بباده جوانی سرخوش بودند **قطعه** تا کہ شیر و پلنگ مردم را ؛ ندہد آزار جز بحکم قضا ؛ آن جہانگیر شاہ شیر شکار ؛ ؛ ؛ کامران باد تا بروز جزا ؛ ؛

باب پانزدہم در بیان حقیقت سرود داستان سرائی ہزار دستان خامہ در بیان کیفیت خوش آوازہ کہ گویند خوش آہنگ و سازندہ چابکدست ترانہ بربط چنگ سنگ را برنگ آب نرم می سازد و سنگین دلان را بجمال رقت چون موم مے گدازد

حکایت یکی از نغمہ سنجان خوش آواز و ترنم سرایان دلنواز بگذارش این نقل جان گداز اہل وجد و حال را بدینگونہ رقتی و سوزی افزودہ است کہ در زمان راجہ مان کہ قلعہ گوالیار از و تعمیر یافتہ و سرود قرار جہای ہندوستان و عمدہ والیان ایں گبرستان بودہ است و در علم موسیقی و سرود و خوش طبعی و ظرافت و لطافت از بی بدلان عالم بود از ولایت دکن استاد موسیقی دان و ہنیاگرے خوش الحان کہ بنغمہ داؤدی آہن را از نہایت رقت برنگ موم گداختے و مرد کہ صد سالہ را بانفاس عیسوی از سر نو زندہ ساختی صیت مکارم اخلاق و محاسن اتفاق و آوازہ بذل و کرم بے اندازہ و کرد و ار باشایستہ و اطوار بالپسندیدہ راجہ شنیدہ بگوالیار رسیدہ و راجہ مجلس بادشاہانہ سر انجام داد و دمسازان و ہمرازان و حریفان و ظریفان فراہم آمدند و سازندہا و گویندہا کہ بآواز دلپذیر بے عدیل و بے نظیر بودند حاضر شدند و نکتہ سنجان روشن قیاس و شیرین نمکان مزاج شناس جانفزائی و دلنوازی و بزم طرازی می نمودند و مشتاقان صاحب جمال و جوانان لطیف الاعتدال بخدمت کمر بستند و دانایان مجلس آرایان بحکم راجہ چپ و راست نشستہ بساط انجمن بفرشہای ملون آرایش یافت و در و دیوار بزر بفت و دیبا و پردہاے زیبا زینت گرفت و بکمت لخلخہ و بخور عود و عنبر از مجمرہاے زرین ہفت کشور را معطر می ساخت و قلقل صراحی

ازین واقعہ جان گزا وحادثہ وحشت افزا حرفی سرایدہ ولیکن از تقریر آن پیش تو گزیر نیست مصرع
طبل پنہان چہ زنم طشت من از بام افتاد ؛ امشب ہمخوابۂ تو در خانہ تنہا خوابیدہ بود چون روز روشن شد
آن انجمن افروز کاشانہ عصمت را در خانہ نیافتم ہر چند بخانۂ خویش وبیگانہ نشافتیم اثرے از و نیافتیم فندیدیم
وخبری نشنیدیم ازین بگذر روی ما در ہر دو جہان سیاہ ونشاط وعیش ما تباہ است وخدا گواہ کہ اکنون
از زندگی خطی نداریم وبعذاب گوناگون جان می سپاریم جوان از اصغای این قضیہ نامرضیہ از خود رفت
وبطلب ہمخوابہ آمدہ بود ولی خود را گم کردہ پس از تامل وتفکر گفت در آخر شب زنے در نزدیکی دیہ
بمعبدی درامدہ آنجا رویم وبجوئیم تا تحقیق احوال شود یحتمل کہ او باشد ہمگنان باتفاق در عبادتکدہ
شتافتند واورا در انجا سرگرم طاعت وعبادت یافتند پدرش بکمال اعراض دشنام بر زبان راند
وہنگامہ جمعیت اورا بر ہم زد وصفای وقت اورا تیرہ ساخت وگفت کہ تمام شب بہ بے اعتدالے و
ناشایستگی بسر بردی وجہانجہان بدنامی ورسوائی برما وبر خود بستی وروز بدین طاعت ریائی وزنگ
آلود پارسائی مجلس خداع را سرانجام میدہی آمادہ شو کہ ابواب ننگ وہنگامہ فردوس بر روی تو کشادہ اند
وناز ونعیم انجمانی برای تو مہیا ساختہ دختر معصوم نقاب شرم بدان گونہ بر رخسار کشیدہ بود کہ اصلا دم
نمیزد ومیخواست کہ از زمین بشگافد فرورود سخنی کہ با جوان در شب تار بر زبان راند نبود بر کرسی
نشست چون جوان را یقین بود کہ آن دوشیزہ ہمخوابۂ اوست واز چنان مہلکہ بتائید ایزدے
بسلامت برجستہ وعیار عفت اورا خود برگرفتہ بود کہ درین وادی ہمدوش حریم پارساست پس پدر اورا
از تکوہش منع نمود وگفت آن دوشیزۂ پاکیزہ روزگار از آلودگی مبراست وبر گمان ناشایستگی
بردن خطاست پس ماجرائے شب را یکیک بخیر تقریر آورد پدر ومادرش را پس از شگفتگی تشگفتگی حاصل
شد واورا در آغوش کشیدند ومہر آن زیبا چہر از سر تو در دل گرفتند واورا در عفت واصالت مسلم
ومقرر دانستند وجگر گوشہ را بداماد بخانہ بردہ ضیافت عالی سرانجام دادند بلکہ آئین عروسی را از
سر تازہ ساختند وسر وپاہای قیمتی باو وداماد گذرانیدند وبتقطیع گزین وسامان شایستہ او را بشوہر
سپردند وآن پیام بخت ہمخوابہ را با خود گرفتہ بوطنگاہ خرامش نمود ہر دو ستودہ سیر بودہ یکدیگر بودہ

ماوای خود و خویش و اقربای خویش مرا آگهی ده تا ترا پیش ایشان که بمفارقت تو پریشان شده باشند
ترا ازین مهلکه بسلامت برسانم چون دختر آن نیکو سیر را در بارهٔ خود سرگرم عطوفت یافت پاسخ داد که
امی والا نژاد بر کاب تو چگونه بنجانه مراجعت نمایم که پدر و مادر حقیقی و خواهر و برادر صدیقی را مظنون و مرکوز
خاطر میشود که این بدکاره عیار ربوده این جوان شده از وطن آواره گشته بود اکنون مرتکب کردار قبیح و
فعل شنیع گشته خود آلوده ساخته معاودت نموده روسیاهی کونین را آماده شد و ما را پیش اعدا مطعون
و معیوب ساخته و در نظر دشمنان دوست روی سبک و ذلیل گردانیده و تو خود تعقل نمائی که واقعهٔ شگفت
شیر را که نزد عقل محال مطلق است و خالی از اشکالی نه که باور نکند هر چند تو درین ماجرا از وی آگاهی
گواهی میدهی اما بدسگالان در غیبت زبان بطعن و طنز می آلایند و این حرفها می سرایند که این هر دو
با یکدیگر ساخته چهره احوال را بگلگونه تزویر آرایش داده اند جوان را قول آن نازنین پسند خاطر
هوش آگین شد و تقریرش دلپذیر افتاد و گفت نکتهای نیکو می سرایی خدا داند که پدرش و خویشان او
از اخیار اند یا از اشرار اگر عیاذاً بالله دامن عفت مرا بلوث تهمت آلوده سازند و هر نیکوئی که در بارهٔ این
بیچاره بکار برده اند بباد اش ناشایسته تلافی آن نمایند سخن تجربه کاران هوشیاران بر کرسی نشیند
فرد نیکوئی با بدان کردن چنانست ؛ که بد کردن بجای نیکمردان ؛ پس آنجوان آزاده از رخش پیاده شد
و آن پری زاد را سوار کرد و نزدیک آنموضع برده در دیری مستحکم که از درندگان در انجا گزند نرسد نشاند
و بخدا سپرده بسوی مقصد خرامش نمود درین اثنا صبح نورانی از شب ظلمانی سر بر آورد و عروس سپیا چهر
مهر از شق افق بر تو انداز گشت جوان قریب آن قریه رسیده و آن بقعه را پر از شور و غلغله یافت
مردم سراسیمه وار از خانها بر آمده رو باطراف و جوانب نهاده وسیل خونی از دیده ها گشاده بودند درین اثنا
خسرو برادر آن زن در راه در خورد و ندوانیشان را بغایت پریشان و مضطرب یافت چنانکه خون در
تن آنها خشک شده بود و هوش از سر رفته نوحه سرایان و اشک ریزان و افتان و خیزان بادیه پیمای
آوارگی شده بودند از ایشان تفقد احوال نموده و از حقیقت واقعی آگهی طلب شد اول در انکار زدند
پس از تلاش بسیار و الحاح بیشمار بگفتار در آمدند و اظهار نمودند که ای دوستدار کرا زهره و کرا یارا که

ازین واقعہ جان گزا و حادثہ وحشت افزا حرفی سرایدہ ولیکن از تقریر آن پیش تو گزیر نیست مصرع
طبل پنہان چہ زنم طشت من از بام افتاد ۔ امشب ہمخوابۂ تو در خانہ تنہا خوابیدہ بود چون روز روشن شد
آن انجمن افروز کاشانہ عصمت را در خانہ نیافتم ہر چند بخانۂ خویش و بیگانہ نشتافتیم اثرے از و نیافتیم فہمیدیم
و خبری نشنیدیم ازین بگذر روی ما در ہر دو جہان سیاہ و نشاط و عیش ما تباہ است و خدا گواہ کہ اکنون
از زندگی خطی نداریم و بعذاب گوناگون جان می سپاریم جوان از اصغای این قضیہ نامرضیہ از خود رفت
و بطلب ہمخوابہ آمدہ بود ولی خود را گم کرد و پس از تامل و تعمق گفت در آخر شب زنے در نزدیکی دیہ
بمعبدی درامدہ آنجا رویم و بجوئیم تا تحقیق احوال شود یحتمل کہ او باشد ہمگنان باتفاق در عباد تکدہ
شتافتند و او را در انجا سرگرم طاعت و عبادت یافتند پدرش بکمال اعراض دشنام بر زبان راند
و ہنگامہ جمعیت او را بر ہم زد و صفای وقت او را تیرہ ساخت و گفت کہ تمام شب بہ بے اعتدالے و
ناشایستگی بسر بردی و جہانیان بدنامی و رسوائی بر ما و بر خود بستی و روز بدین طاعت ریائی و زنگ
آلود پارسائی مجلس خداع را سرانجام میدہی آمادہ شو کہ ابواب نزہتگاہ فردوس بر روی تو کشادہ اند
و ناز و نعیم انجہانی برای تو مہیا ساختہ دختر معصوم نقاب شرم بدان گونہ بر رخسار کشیدہ بود کہ اصلا دم
نمیزد و میخواست کہ اگر زمین بشگافد فرو رود سخنی کہ با جوان در شب تار بر زبان راندہ بود بر کرسی
نشست چون جوان را یقین بہ پیوست کہ آن دوشیزہ ہمخوابۂ اوست و از چنان مہلکہ بتائید ایزدے
بسلامت برجستہ و عیار عفت او را خود بر گرفتہ بود کہ درین وادی ہمدوش مریم پارسا است پس پدر او را
از نکوہش منع نمود و گفت آن دوشیزۂ پاکیزہ روزگار از آلودگی مبراست و بر گمان ناشایستگی
بردن خطاست پس ما را چرا ے شیر را یکیک بجیر تقریر آورد و پدر و مادرش را پس از شگفتگی شگفتگی حاصل
شد و او را در آغوش کشیدند و مہر آن زیبا چہر از سر تو در دل گرفتند و او را در عفت و اصالت مسلم
و مقرر داشتند و جگر گوشہ را بداماد بخانہ بردہ ضیافت عالی سرانجام دادند بلکہ آئین عروسی را از
سر تازہ ساختند و سر و پا ہای قیمتی باو و داماد گذرانیدند و بتقطیع گزین و سامان شایستہ او را بشوہر
سپردند و آن بیدار بخت ہمخوابہ را با خود گرفتہ بوطنگاہ خرامش نمود ہر دو ستودہ سیر بودہ یکدیگر بودہ

ماوای خود و خویش و اقربای خویش مرا آگهی ده تا ترا پیش ایشان که بمفارقت تو پریشان شده باشند
ترا ازین مهلکه بسلامت برسانم چون دختر آن نیکو سیر را در بارهٔ خود سرگرم عطوفت یافت پاسخ داد که
ای والا نژاد بر کاب تو چگونه بنجانه مراجعت نمایم که پدر و مادر حقیقی و خواهر و برادر صدیقی را مظنون و مرکوز
خاطر میشود که این بدکارهٔ عیار ربودهٔ این جوان شده از وطن آواره گشته بود اکنون مرتکب کردار قبیح و
فعل شنیع گشته خود آلوده ساخته معاودت نموده و روسیاهی کونین را آماده شد و ما را پیش اعدا مطعون
و معیوب ساخته و در نظر دشمنان دوست روی سبک و ذلیل گردانیده و تو خود تعقل نمائی که واقعهٔ گفت
شیر را که نزد عقل محال مطلق است و خالی از اشکالی نه که باور میکند هر چند تو درین ماجرا از روی آگاهی
گواهی میدهی اما بدسگالان در غیبت زبان بطعن و طنز می آلایند و این حرفها می سرایند که این هر دو
با یکدیگر ساخته چهره احوال را بگلگونه تزویر آرایش داده اند جوان را قول آن نازنین پسند خاطر
هوش آگین شد و تقریرش دلپذیر افتاد و گفت نکتهای نیکو می سرایند خدا داند که پدرش و خویشان او
از اخیار اند یا از اشرار اگر عیاذاً بالله دامن عفت مرا بلوث تهمت آلوده سازند و هر نیکوئی که در بارهٔ این
بیچاره بکار برده اند بباد اش ناشایسته تلافی آن نمایند سخن تجربه کاران هوشیاران بر کرسی نشیند
فردِ نیکوئی پایدان کردن چنانست ؛ که بد کردن بجای نیکمردان ؛ پس آنجوان آزاده از رخش پیاده شد
و آن پری زاد را سوار کرد و نزدیک آنموضع برده در دیری مستحکم که از درندگان در انجا گزند نرسد نشاند
و بخدا سپرده بسوی مقصد خرامش نمود درین اثنا صبح نورانی از شب ظلمانی سر بر آورد و عروس سپیده چهر
مهر از شفق افق پرتو انداز گشت جوان قریب آن قریه رسیده و آن بقعه را پر از شور و غلغله یافت
مردم سراسیمه وار از خانها بر آمده رو باطراف و جوانب نهاده و سیل خونی از دیده ها گشاده بودند درین اثنا
خسرو برادر آن زن در راه در رسیدند و ایشان را بغایت پریشان و مضطرب یافت چنانکه خون در
تن آنها خشک شده بود و هوش از سر رفته نوحه سرایان و اشک ریزان و افتان و خیزان بادیه پیمای
آوارگی شده بودند از ایشان تفقد احوال نموده و از حقیقت واقعی آگهی طلب شد اول در انکار زدند
پس از تلاش بسیار و الحاح بیشمار بگفتار در آمدند و اظهار نمودند که ای دوستدار کرا زهره و کرا یارا که

گشاده بود و پرستارانش را در بستن از یاد رفته شیر دران بقعه دلیر آمده آن نازنین را که در حجره تنها
خوابیده بود و خود را بنهالین پیچیده برنگ نواله آن غزاله مشکین کلاله را در دهن گرفته برآمد تا در بیشه
برده بگوشت دنخون آن معصوم شکم شوم خود را مملو کند آری آن زیبا چهر مهر سپهر حسن و جوانی بود اگر
در دهن اسد جای گرفت جای آن دانست از بدائع اتفاق و نوادر سوانح آنکه شیر ژیان آنجوان در راه
درخورد ند درین اثنا برق پرتو افگن گشت و از مرکز خاک تا کرهٔ افلاک روشن شد تو سن آن تهمتن
شیر را دیده برمید و پالیش در گوی فرو شد جوان از پشت زین برزمین آمد و شیر آن غزاله که برنگ نواله
در دهنش بود بر خاک انداخته چست و چالاک بقصد هلاک آنجوان حمله آور د جوان کار دیده برق صمصام
از نیام کشیده بسرعتی تمام بر کمرش چنان زد که دو پاره شد ۵ ز شمشیر آن نوجوان دلیر ۵ دو پاره شد
آن تند غرنده شیر ۵ درین اثنا اندیشه بر ساحت درون او پرتو انداخت که آیا در دهن شیر چه بود که بیرون
افگند باز برق بدرخشید جوان تعمق و تانی نظر کرد شخصی را بجامه پیچیده در انجا نشسته یافت سبک
سویش شتافت و استکشاف احوال او نمود که کیستی و از کجائی و چگونه نواله شیر گشتی و از دندان سندان
تگافش چسان مجروح و خسته نشدی و بسلامت ماندی این راز پوشیده بر منصهٔ ظهور جلوه گر سان
آن غزاله خانه پرور در دهن بخضنفر از بس که دهشت خورده بود و نیم مرده شده اصلا از نیک و بد دم نزد
و چون از ایام مهد تا بدان عهد با مرد بیگانه حرف نزده بود و روی خود را بکس ننموده مصرع از شرم
دو دیده برزمین دوخت ۵ و از واهمهٔ دل ترسان و لرزان بود که مبادا بر نهونی شیطان ملعون
با و دست درازی کند و دامن عفت او را بلوث معصیت آلوده گرداند جوان کبر بتورع و صلاح آراسته
بود آن دلارام را زن بیگانه فهمیده بر خود حرام دانسته طمع خام پیرامن خاطر او نگشت مثنوی
دلارام در بر دل آرام جوے ۵ لب از تشنگی خشک و بر طرف جوے ۵ و حیا و شرم آن دوشیزه را
سخت تر از هزار رقیب شمرده دست هوس بسویش نبرد و بزبان حال بدین مقال نکته سرا شد
فرد هر چند بزم وصل تو خالیست از رقیب ۵ شرم تو با هزار نگهبان برابرست ۵ پس اندوی مهربانی
بان نو یاوه گلشن جوانی گفت که تنها درین شب ظلمانی طعمهٔ درندگان بیابانی خواهی شد از منزل و

دلبر نوشینش شور در عرصہ گیتی افگندہ بایمہ حسن و دلربائے بزیور عفت
و پارسائی مزین چنانکہ جز آئینہ رویش را ندیدہ و جز شانہ زلفش را نکشیدہ بود
چون در ممالک ہندوستان معمول ست کہ بعضے از مردم کوتہ اندیش بہ مستے
راوق جاہ و ثروت دوشیزگان نابالغ را بازدواج آرایش می دہند آن صبیہ
ہنوز غنچہ ناشگفتہ بود و نہال نورستہ پدرش پس از تمام عروسی ہمخوابہ داماد رابدو حوالہ
نمودہ و ازان حلوا چاشنی برنگرفتہ و ازان میوہ تمتع نیافتہ پدرود کرد و بوعدۂ موکد بزم تسلی را
سرانجام یافت کہ پس از دو سال بدین شمع طراز شبستان طراز شوی چون مدت موعود سپری شد و آن
نونہال گلشن حسن و جمال بنوبہار جوانی نظارت گرفت جوان از نزد ہنگامہ وطن بحسن جورنزاد کہ بیست و پنج
کروہ مسافت داشت برخش سبکبار برنشست و بکمال شوق و کشش درون گرم روی آغاز نہاد چون
آن یگانہ از خانہ بیگانہ روانہ شدہ بود در نیم راہ شبش درگرفت چون ایام برشکال بود و ابر ظلمانی چون
تیرگی کفر دل کفرہ پوشیدہ و جہان چون نامہ اعمال اہل ضلال تاریک و تیرہ گشتہ و تقاطر مطر تیر شح
اہل نظر مانندی داشت و چون آہ دلسوختگان از ہر طرف برق سرریز و صدای خروش تندر چون نعرہ
فراق زدگان در گنبد گردون می پیچید در چنین شب ہولناک جوان مردانہ چست و چالاک راہ می نوردید
و چون آنموضع در جنگلی آبادان بود کہ اطراف و جوانب پیشہ شیران ژیان و چراگاہ درندگان داشت
در شبہای تار شیر مردم خوار از وحشت نار بدیہ درآمدہ انسان و چارپایان را ربودہ طعمۂ خود ساختے
از نوادر اتفاق و بدائع سوانح آنکہ دران شب ہمخوابہ چون تنہا بالاپوش در سر گرفتہ در حجرہ بیرسالش
خواب نہادہ بود و درش کشادہ و ہمگی غمخواران و پرستاران بمستی خواب غفلت از معمورہ شعور بخراج
بیہوشی شتافتہ درین اثنا شیری درندہ کہ ناخن در مغز ثور گردون فرو بردی و دامن فلک را بخون
شفق رنگین ساختی و اسد از بیمش با دل دونیم در عرین چرخ برین خزیدہ چشم بخواب برہم نہ بستے
دران شب تار از مرغزار خود برآمدہ روبدیہ نہاد چون سکان آن موضع بکمال محافظت و احتیاط
درہا سخت بستہ بودند در ہیچ سرائے آنمردم ربای پای نتوانست نہاد بہ نیرنگی تقدیر در خانہ خسرو

جلوه گر دیدم واقعیست وخواب حمانیست نه شیطانی پس حکمت افلاس و تنگدستی خود فهمیدم واکنون
عنابر غنا و مذلت بر عزت برگزیدم ای چشمهٔ رحمت آن چشمه را از نظر من غائب ساز و مرا بدرجهٔ معرفت
وحقیقت بنواز **نظم** چنان گرم کن عزم راهم بتو ؛ که خرم دل آیم چو آیم بتو ؛ دل بیحاصل مرا از گرمی محبت
خود نصیبه بخش و دنیای فانی را در بصیرت همت من خوار و بی اعتبار گردان و خاطر مرا ازین لگا پوسیده
سرد کن ۵ معرفتم بخش که بینا شوم ؛ بخردیم بخش که دانا شوم ؛ واهب عقیقی دعای او را پایه اجابت
بخشید و آن چشمه از چشم او ناپدید شد و آن مسکین تا دم واپسین بریاضت وعبادت بسر برد و بجای
طعام بیخ گیاها خورد و از غایت صفائی درون از فرش خبر تا عرش معلا حجابها از چشم او مرتفع گردید
چنانکه نام صفائی برو مسلم آمد و پرتو انوار تجلی بر ساحت درون او پرتو انداز گشته چشم ظاهری و باطنی
او را بکحل معرفت مکحل ساخت و یکی از و اصلان درگاه و کاملان حقائق پناه شد الهی طرزی خامه سیاه را
توفیقی رفیق گردان که سر از گریبان بی تعلقی در آورده پا بدامان قناعت فراهم آرد و از قید هستی
و خود پرستی برآمده در ذات حق محو مطلق گردد **قطعه** تا نهزدیک عارفان جهان ؛ معتبر نیست
دُنیی فانی ؛ شه جهانگیر تا بروز جزا ؛ ؛ باد زینت ده جهانبانی ؛

باب چهاردهم در بیان عجائباتی که از پردهٔ غیب بظهور می آید نکته پیرای خامه بزبان صریر در بیان سنگفته های نیرنگی تقدیر که اخر ناز پرورد در دهان شیر زیان بسلامت ماند

حکایت یکی از نکته طرازان دلنواز و داستان سرایان سحر پرداز گوهر معانی از لجهٔ سخن رانی بکنار
آورده سلک بیان را بدینگونه انتظام داده است که جوانی از دودمان نبرگ بتهذیب اخلاق
یگانهٔ آفاق بود او را با دختری از خاندان اشراف وصلت شدن آن دوشیزه عشوه گری بود که
بگرشمه سنجی و دلربائی و رعنائی و جانفزائی هوش ربای مردم و صبر گداز جهانیان بود قامت رعنائیش را
سرو آزاد بنده از طلعت زیبائیش ماه دوهفته شرمنده بود و زلف مشکینش سلسله در گردن جهانیان انداخته

او برآمد و بتفرج و تماشا خوشوقت و شاد کام گردید چون چشم آن نیک نهاد بر کنگرهاش افتاد دید که
سی کنگره اش ریخته و فتوری و قصوری دران قصر راه یافته بخاطرش این اندیشه پرتو انداخت که چرا
صاحب این خانه تعمیر و مرمت این کاشانه پادشاهانه نمی نماید زیرا که ایام برسات قریب ست این قصر نادر
و غریب بموجب سرایت باران و کشیدن نم از بامی افتد و بدینگونه نگارخانه که مهندس ایام بدیده اهتمام
بنظر نیاورده انهدام می پذیرد درین اثنا جوانی سبز پوش که بکمال حسن و جمال مشابه رضوان فردوس بود
دران گلشن جلوه گر آمد جوان ازان ملک طلعت آگهی طلب شد که این روضه را که ساخته و این منظرها را
که پرداخته و صاحب این قصر بلند کدام دولتمند ست پاسخ داد که این روضه رضوانست و آن قصرهای
مسلمانان پاک دین اهل یقین اند و این قصر بلند بنام سعادتمندی که پیوسته در زاویهٔ فقر نشسته
بدشنهٔ محنت دل خسته می بود و در سر آن مصائب و نوائب می سوخت و از تهی دستی رقعه بر رقعه
می دوخت تعمیر نموده بودند که چون مدت حیات او سپری شود ازان خرابه فانی انتقال نموده
درین تزهتگاه جاودانی جلوه گر گردد نظاره غلمان و حور و قوطن قصور نشاط مند و سرور شود
ولیکن او تاب فقر و بینوائی نیاورده طالب عیش و نشاط شد و بسی روزست که بدلخوشی و کامرانی
بهره از زندگانی برمیگیرد و جهت هوای نفسانی لذات فانی را بر خطوظ جاودانی ترجیح داده ابواب
خرمی و بیغمی بر روی خود کشاده ازین ممر سی کنگره ازین قصر افتاده پس از چند روز اینخانهٔ دلفروز
بحکم اله با خاک سیاه برابر خواهد شد درین اثنا جوان دیده از خواب وا کرد و اثری و نشانی
ازان بوستان و ایوان نیافت و از خواب غفلت بیدار شد و چراغ دانش او را روشنی افزود
و نوری ازین معرفت در دل او تافت و خود را از قیود نفسانی و شهوات جسمانی وارسته یافت
تعبیر آن خواب بدینگونه کرد که آن خانه برای من تعمیر یافته بود بشامت سی روز که بعیش و تنعم
بسر بردم و راوق شادمانی در ساغر کامرانی خوردم سی کنگره اش افتاد ازین پس بریاضت
و مجاهده بسر برم و نام لذات و دل خوشی بر زبان نرانم پس بصدق نیت و صفای طویت تائب شد
و متوجه بمعبود حقیقی گشته استدعا نمود که ای حکیم مطلق و ای حاکم برحق اگر این واقعه که بخواب

وسرتاپا حیرت گرفت وبی اختیار چست وچالاک وبی ترس وباک چون خضر دران چشمہ درآمدہ خواست کہ چند
مشت ازان اشرفیہا بردارد ناگاہ شخصی نورانی باطلعت چون ماہ برساحل جلوہ گر شد وبانگ بروزد
کہ دست درازی مکن باسخ داد چرا مگر منعست گفت بلی ولیکن انچہ بخرج روزمرہ تو کفایت کند بردار و
باقی بگذار صفائی بحکم الثالث بانچہ سہ اشرفی برداشت ودیگر بگذاشت درین اثنا چشم او از خواب وا شد
واثری از چشمہ ورویشائی بخش چشم کہ عبارت از اشرفیہاست نیافت صفائی چون از غایت بینوائی
خام طمع بود بجانب پل شتافت کہ شاید واقعہ کہ بخواب دیدہ افروزا وشدہ در بیداری نیز مسرت پیرائے
خاطر گردد چون نزد پل رسید ہمان چشمہ را مالامال یافت ودر نظر مردم دیگر چشمہ خشک بود واثر
زر نداشت صفائی فی الحال دران آب زلال درآمدہ سہ اشرفی برگرفت وبرساحل آمدہ رہ گرائے
منزل خود شد وآن زر با ہلیہ خود سپرد وزن آنمبلغ خرج کردہ اسباب نشاط وکامرانی وعیش و
شادمانی آمادہ ساخت وسار بہجت ومسرت بنواخت صفائی روز دیگر باز بسوی چشمہ خرامیدہ
سہ اشرفی برچید وبزم دلخوشی را سرانجام داد وبا دوستان وخویشان ومخلصان وصداقت کیشان
صحبت گرم کرد ہمبرین طرز تا سی روز نشاط اندوز گشت شب سی ویکم سر ببالش خواب نہادہ بود
ودیدہ باطنی گشادہ ناگاہ بوستانی دلکش ورواقہائے رنگین ومنقش جلا بخش دیدۂ او گشت باغے
پر از گلہای رنگین ومیوہ ہای گوناگون وترانہ جویبار چون بانگ ارغنون در گوش ونغمہ عندلیب
شکیب ربای اہل دانش وہوش ؎ در چمن افگند غوغا غاختہ ٭ جامی بر شاخ صنوبر ساختہ
نسیم صبا برائحہ صہبای جانفزا رونق دہ دکان عطار شکستہ ونغمہ سنجی مرغان سرور اچون صوفیان
در رقص واہتزاز آوردہ نرگس منخمار قدح بادہ بر کف نہادند وغنچہ لبہائے شکرین بہ تبسم گشادہ
وسرو با شمشاد بکاہ وزیدن باد ہم آغوش وسنبل با لالہ ونسرین ہمدوش بنفشہ چون زاہد نصارا
با خرقہ کبود ولالہ در باغ با سیاہی آتش پرود ودران گلشن ایوانہا رفیع کہ چون ہمت والا فطرتان
بلند وچون صورت زیبا طلعتان دل پسند کہ پر از تصاویر نقوش بے نظیر بود نشاط افزا خاطر او گشت
ودران منظر ہا رواقی بغایت زیبا وبلند منظرش جلوہ گر شد باز روی تمام ذوق وکمال شوق بر بام

یا غنا نصیبہ می بخشد اما کمند ہمت ہوشمندان روشن قیاس و خرد پژوہان دانش اساس از کنگرہ کبریائے کوتاہ است و فہم حکمای روشن رای در بیدای قدرت بی منتہائے او سرگردان و گمراہ فرو درین راہ یک رشتہ بیکانہ نیست ؛ سر رشتہ بر ما پدید انیست ؛ صفائی از وی و اسوختگی گفت بر غلط است اگر خدائے حکیم می بود مرا با وجود انہمہ دانش فراوان و فضل بے پایان بمحنت افلاس مبتلا نساختی و تارک نامبارک سفیہان جاہل و پست فطرتان ناقابل بر اوج گردون نیفراختی چون این حرف ناشایستہ از زبان او سرزد حریفان و ظریفان دیکدیگر نگریستند و بعضے خندیدند و برخی بر دانش او گریستند و آن تیرہ بخت را نکوہش سخت نمودند و ملا علی شیر سراپا زبان گشتہ سرزنش بلیغ کرد کہ ای صفائی با وجود علم و دانائی چرا بخرافات و ترزیق دہن و لب می آلائی او شرمندہ سر از جملت فرو افگندہ از مجلس برخاست فرد

جفا مروز زبزم تو بطرزی برخاست ؛ کہ بران وضع غریبانہ دل سنگ بسوخت ؛ در محنت کدہ خود در آمد و ہر نجیب ندامت فرو برد و از کمال حزن و ملال خون جگر میخورد تا آنکہ نیر نورانی سر در نقاب ظلمانی کشید و کواکب انور بر فلک اخضر جلوہ گر شدند صفائی تجدید طہارت نمودہ دوگانہ گذارد و بتضرع و نیاز متوجہ درگاہ ایزدی شد و پس از ادای ستایش گوناگون و نیایش از حد افزون استدعا نمود کہ یا الٰہی بعنایت نامتناہی مرا آگاہی بخش کہ در افلاس و محنت بی قیاس من چہ حکمتست درین کشمکش بود کہ خواب بر و مسلط شد و چشم ظاہری او غنود و دیدۂ باطنی او کشود و در واقعہ چنان بنظر او جلوہ گر شد کہ پل دوم سر مہند کہ اغلب روزگاران بزنگ دماغ افیون خواران خشک می باشد چشمہ در و جاریست و با آب زلال از کران تا کران مالامال و آبش از غایت لطافت چون رای روشن صاف و از نہایت عذوبت چون لب جانفزائے شکر لبان شیرین ست **مثنوی** منور ہمچو چشم دور بینان ؛ مصفا چون دل خلوت نشینان ؛ بدان سروی کہ از بیم فسردن ؛ نیارد عکس در وے غوطہ خوردن ؛ و در تہ آب بر نگ سنگریزہا اشرفیہای سرخ نمایانست چنانکہ از پرتو آن طلای خالص آب چشمہ آتشین گشتہ گویا ستارہای انور در آسمان اخضر جلوہ گرست چہ ستارہا کہ شب افلاس و بینوائی را ظلمت زدائی میکنند و دیدہ تیرہ بختان تہی دست را روشنائی می بخشند صفائی بیچارہ بنظارہ آن حال شگفت ماند

نکوهیده بختی که از صدمتهی دستی و بی سامانی از یاد رامده مزاجش تغیر یافته بود واز واسوختگی کلمات گستاخانه و بی ادبانه بر زبان می راند باز توفیق ایزدی اورا دریافت و در مسلک عارفان و منهج ایقان شتافت

حکایت یکی از راستی کیشان حقائق اندیش نافهمیدگان اسرار حکمت الهی ایلدارخ این نقل شگرف بدینگونه آگهی بخشیده است که در بلدهٔ سهرند جوانی بود صفائی نام بفضائل گوناگون آراسته و بانواع هنر و فنون پیراسته و شعر بغایت نیکو می گفت و خیالات نازک و مضامین رنگین و ادا های تازه ازو سر میزد و در سخن سنجی و نکته دانی ثانی خود نداشت و در وادی خط شناسی و خط نویسی بمرتبه بود که دخلهای خمایان و تصرفات پسندیده در خطوط استادان می نمود و در نوشتن خط خفی و جلی روح ملا میر علی تازه میساخت و حسن خط نستعلیق و تعلیق ثلث را بنظر مخترعان این فن و دانایان این حرف بنوعی جلوه داده بود که تا بانقراض سپیدی و سیاهی عالم هر قطعهٔ او دستور العمل خوشنویسان روزگار و استادان والا مقدار ست خامه ببدائع نگار سحر آثارش صحیفه ایام را رونق داده و اشعار آبدارش برنگ گوهر شاهوار گوش عروس زمانه را زینت بخشیده هیچ آفریده در محفل دانش آمود او نرسیده که از فیض خاطر فیاض او بهره و نگردیده **نظم** گرفته ز هر شیوهٔ روشنی ز هر جا گانه در هر فنی یک فنی اما بموجب نکوهیده بختی و زبونی طالع زنگ افلاس مرآت اوقات او را تیره ساخته بود و استیلای تهی دستی و بی سامانی او را از پا در آورده و مزاجش را تغیر داده غلبه خیالات فاسد در دل او میگذشت که با وجود فطرت قابل و عقل کامل کلمات گستاخانه و بی ادبانه نسبت بحق سبحانه بر زبان میراند روزی از روزها در مدرسهٔ علامهٔ روزگار سر آمد دانشوران آن دیار رموزدان غوامض معانی و باریک بین اشارات سخندانی ملا علی شیر جلوه گر بوده سرگرم سخن پردازی و نکته طرازی بود درین اثنا یکی از طلاب آمده خبیثهٔ که شیوهٔ ستم طریقی را آرایش روزگار خود ساخته بود جهت آزار خاطر و شورش درون صفائی گفت که خدا حکیمست و هیچ فعل او بی حکمت نیست هر کس را که شایسته هر چیز میداند از افلاس

برهم خورد و عیش منغص گشت و طرب برنج و تعب تبدیل یافت خدیو ایام از امام شرمنده و از خجلت
سر فرو افکنده ماند امام خنده پنهانی نموده فرمود که خدا غیور ست زمام اختیار بهیچ امر بقبضه اقتدار
خود نباید سپرد قادر مطلق و توانای برحق او را باید شمرد چون امام را بیقین پیوسته بود که از اهل مجلس
کسی نیست که مرتکب این نوع کردار ناشایسته شده باشد در خاطرش اندیشه پر تواند انداخت بلکه سر و تن عیسی
بگوش او نداد و داد که ببط و زدی را بط نواخته و دُر دانه ها را طعمه خود ساخته پس پرسید گفت اگر
مسبب الاسباب آن تسبیح را از کتم غیب پدید آرد راضی میشوی پاسخ داد که طوق منت شما بر گردن
تسبیح در گردن افگنم و ازین هیچ لاف خرمی و شادی نزنم و سر از جیب نامرادی برارم پس امام فرمود
ببطان که در باغ پراگنده اند بجانب مجلس یکبیک روانه سازند و همه را بدان سو سر دهند چون گنج بخش
جهانیان مال را تاثیری و خاصیتی بخشیده که اثر شگفتگی و انتعاش بر چهرهٔ احوال صاحب مال پدیدی آید
از خرامیدن آن ببط و از حالت مخصوص که متمول را عامی باشد و مستی که این طائفه را در سر بود فهمید که
فلان ببط آن دُر دانها فرو برد که آنرا گرفته بیاورند و تنگش تنگ گرفته آن دردانها از حوصله و بدر آرند چون حوصله او را تنگ گرفتند
دردانها را در انجا یافتند حیرتی و تنگدلی بر اهل بزم مستولی شده بر دیده وری خرد پروری و کمال دانش و ادراک طبع جاه لاک
آن امام ایام تحسین سرائی و آفرین خوان شدند و هر کسی ازان مهلکه خلاصی یافت و دیانت هر کدام بتفصیل آن
بر منصهٔ ظهور جلوه گر شد هارون رشید ازان لاف و دعوی بیهوده که از و سر زده بود پشیمان شد و
عاجز تقصیر معترف آمد و دانست که بنی آدم نهال ست که در چمن زار آفرینش بآب غم پرورش یافته
و مورد انواع حوادث و اصناف بلیات ست و این همه وقائع و سختی از آدم و بنی آدم بارث رسیده
و لاجرم سر از گریبان رضا بر آورده پا بدامان شکیبائی باید کشید **فرد** بدو صفات تر احکم نیست
دم درکش ٭ که هر چه ساقی ما ریخت عین الطاف ست **قطعه** تا نزد یک عاقلان جهان
آدمی آفریده بهر غمست ٭ ٭ شه جهانگیر باد خرم و خوش ٭ ٭ که عدو شش خشیده بهر غمست

باب سیزدهم در مذمت فقر و اضطراری و ریزش معنی در نگاشتن احوال

نکوهیده بختی که از صدمتهی دستی و بی سامانی از پا درآمده مزاجش تغیر یافته بود واز واسوختگی کلمات گستاخانه وبی ادبانه بر زبان می راند باز توفیق ایزدی اورا دریافت و در مسلک عارفان و منهج ایقان شتافت

حکایت یکی از راستی کیشان حقائق اندیش نافهمیدگان اسرار حکمت الهی ایلدارش این نقل شگرف بدینگونه آگهی بخشیده است که در بلدهٔ سمرند جوانی بود صفائی نام بفضائل گوناگون آراسته و بانواع هنر و فنون پیراسته و شعر بغایت نیکو می گفت و خیالات نازک و مضامین رنگین و ادا های تازه ازو سر میزد و در سخن سنجی و نکته دانی ثانی خود نداشت و در وادی خط شناسی و خط نویسی بمرتبه بود که دخلهای نمایان و تصرفات پسندیده در خطوط استادان می نمود و در نوشتن خط خفی و جلی روح ملا میر علی تازه میساخت و حسن خط نستعلیق و تعلیق و ثلث را بنظر مختصر عان این فن و دانایان این حرف بنوعی جلوه داده بود که تا با نقراض سپیدی و سیاهی عالم هر قطعهٔ او دستور العمل خوشنویسان روزگار و استادان والا مقدار ست خامه بدائع نگار سحر آثارش صحیفهٔ ایام را رونق داده و اشعار آبدارش بر رنگ گوهر شاهوار گوش عروس زمانه را زینت بخشیده هیچ آفریده در محفل دانش آمود او نرسیده که از فیض خاطر فیاض او بهره و نگردیده **نظم** گرفته ز هر شیوهٔ روشنی ✤ جدا گانه در هر فنی یک فنی

اما بموجب نکوهیده بختی و زبونی طالع زنگ افلاس مرآت اوقات او را تیره ساخته بود و استیلای تهی دستی و بی سامانی او را از پا در آورده و مزاجش را تغیر داده غلبه خیالات فاسد در دل او میگذشت که با وجود فطرت قابل و عقل کامل کلمات گستاخانه و بی ادبانه نسبت بحی سبحون بر زبان میراند روزی از روز ها در مدرسهٔ علامهٔ روزگار سر آمد دانشوران آن دیار رموزدان غوامض معانی و باریک بین اشارات سخندانی ملا علی شیر جلوه گر بوده سرگرم سخن پردازی و نکته طرازی بود درین اثنا یکی از طلبه خبیثه که شیوهٔ ستم طریقی را آرایش روزگار خود ساخته بود جهت آزار خاطر و شورش دل صفائی گفت که خدا حکیمست و هیچ فعل او بی حکمت نیست هر کس را که شایسته هر چیز میداند از افلاس

برہم خورد و عیش منغص گشت و طرب برنج و تعب تبدیل یافت خدیو ایام از امام شرمندہ و از خجلت
سر فرو افگندہ ماند امام خندہ پنہانی نمودہ فرمود کہ خدا غیور ست زمام اختیار بہیچ امر بقبضہ اقتدار
خود نباید سپرد قادر مطلق و توانای برحق اورا باید شمرد چون امام را یقین پیوستہ بود کہ از اہل مجلس
کسی نیست کہ مرتکب این نوع کردار ناشایستہ شدہ باشد در خاطرش اندیشہ پر تواند انداخت بلکہ سر و سیم
بگوش او نداد و داد کہ بربط بوزدی را بط نواختہ و دُر دانہ ہا را طعمہ خود ساختہ پس پرسید گفت اگر
مسبب الاسباب آن تسبیح را از کتم غیب پدید آرد راضی میشوی پاسخ داد کہ طوق منت شما بر گنگ
تسبیح در گردن افگنم و ازین پس لاف خرمی و شادی نزنم و سر از جیب نامرادی برآرم پس امام فرمود
بطان کہ در باغ پراگندہ اند بجانب مجلس بکبیک روانہ سازند و ہمہ را بدان سوسر و بند چون گنج بخش
جہانیان مال را تاثیری و خاصیتی بخشیدہ کہ اثر شگفتگی و انمقاش بر چہرۂ احوال صاحب مال پدید می آید
از خرامیدن آن بط و از حالت مخصوص کہ متمول سامی باشد و مستی کہ این طائفہ را در سر بود فہمید کہ
فلان بط آن دُر دانہا فرو برد کہ آنرا گرفتہ میایند و شکش شگافتہ آن در دانہا از حوصلہ او بدر آرند چون حوصلہ او را شگافتند
در دانہا را در انجا یافتند حیرتی و شگفتگی بر اہل بزم مستولی شدہ بر دیدہ وری و خرد پروری و کمال دانش و ادراک و طبع پاک
آن امام ایام تحسین سرای آفرین خوان شدند و ہر کسی ازان مہلکہ خلاصی یافت و دیانت ہر کدام بطفیل آن
بر منصۂ ظہور جلوہ گر شد ہارون رشید انان لاف و دعوی بیہودہ کہ از و سر زدہ بود پشیمان شد و
عاجز بتقصیر معترف آمد و دانست کہ بنی آدم نہال ست کہ در چمن زار آفرینش بآب غم پرورش یافتہ
و مورد انواع حوادث و اصناف بلیات ست و این ہمہ وقائع و سختی از آدم و بنی آدم بارث رسیدہ
و لاجرم سر از گریبان رضا بر آوردہ پا بدامان شکیبائی باید کشید **فرد** بدر دو صاف ترا حکم نیست
دم در کش کہ ہر چہ ساقی ما ریخت عین الطاف ست **قطعہ** تا نزدیک عاقلان جہان
آدمی آفریدہ بہر غمست ٭ ٭ شد جہانگیر باد خرم و خوش ٭ کہ عدو شش چشیدہ زہر غمست

باب سیزدہم در مذمت فقر و اضطراری و ریزش معنی در نگاشتن احوال

وبکمال مستی از خوبان ماه روی بانگ های وهوی بگردون پیچیده بود هارون بسوی امام برای التزام
به تبسم نگاه میکرد یعنی که روز باخر آمد ونشان غم ظاهر نشد وامام بزبان حال باین مقال نکوهش می نمود
که هنوز روز دلفروز بشب نرسیده ۵ که تا خشم بر هم زنی روزگار ۵ قیامت کند در جهان آشکار ۵ از
نوادر سوانح وبدائع اتفاق آنکه بادشاه دریادل تسبیحی از دره های شاهوار داشت که جوهری روزگار وعواص
زمانه مثل آن دره های یگانه بخواب وخیال ندیده بودند ومسبحان صوامع ملکوت اوصاف آن تسبیح
در وخود ساخته بودند وهر دانه اش خراج هفت اقلیم توان گفت بدان کواکب انوار آسمان مجلس آنسرور
مزین بود شاه چون آن تسبیح را در گردن افگندی ماه را بکواکب هاله بستی آن تسبیح را در حالت مستی
وخوشحالی بروی قالی گذاشت ناگاه بطی از بطان خوش رنگ که دران باغ سر داده بودند بر کنار
مجلس گذر کرد چون دساق آن کمر بستها وترنم سرایان ومدح آرایان وعیاشان بلکه فراشان
از نشه رائق سرگرم ومدهوش بودند بط را از بط باده امتیاز نموده ترا بدان جانور آبی آن قطره های
آب را فرو برد وآن دانه را برنگ مرغ بمنقار برچید وطعمه خود ساخت وآن ستاره های انور در بیوط
حوصله او بوبال گرفتار آمدند وبط از انجا خرامیده در جمع بطان دیگر داخل شد هارون رشید را
پس از مدت مدید از تسبیح یاد آمد وجستجو میکرد واز هر کس می پرسید وهمگنان قسم میخوردند که ازین
آگهی نداریم هارون همگی اهل مجلس را بدزدی متهم ساخت آن دریا علم وادب بگم شدن مروارید
از تند باد غضب در شورش آمد وبموج قهر می جنبید وهر کس از ترس او چون بید می لرزید خوبرویانی
که بگر شمه سنجی وعشوه گری دلهای اهل نظر می دزدیدند ومطربان راه زن زهره فن که بنغمه وتقریب
راه تسکیب می زدند بتهمت سرقه بربط زنان را چون رباب گوشمالی میداد وبربط گمان نداشت و
چنگ نواز را از چنگ اورهائی نبود نائی را رسن در نای می افگند وجگرش بسنان زبان چون نی
سوراخ سوراخ میکرد دف زن را برنگ دف طپانچه بر رو میزد وساقی را بر دوش صراحی خون
از تن میریخت فراش را چون قالی بر زمین می انداخت وبرنگ میخ طناب در گلویش میکرد وسرش
میکوفت وساقیان شلاق میزدند یمان را ندامت رو داد وشعرا بجای صله سیلی انعام شد وصحبت

خوشی بسر می بریم که اصلا غم واندوه پیرامن باطن قدسی مواطن ما نمیتواند گشت و کدورتی در صفوتکده سینه ما پا نمیتواند نهاد چونست که از گلشن انیمعنی گلدسته تجربه بر بندیم و نقد این حال بر محک ازمون بر سنجیم امام گفت نیکو باشد هارون فرمان داد که بستان سرائی دلکش و قصری زیبائی منقش بفرشهای ملون آرایش دهند در و دیوار بزربفت و دیبا در گیرند خنیاگران دلنواز و ترنم سرایان خوش آواز حاضر آمدند و خوبرویان ساده و صراحی های باده و اغذیه لذیذ با نقل لطیف و انواع فواکه و اثمار و نعمت گوناگون و عطریات و بخوردان بزم کثیر السرور آماده کردند **مثنوی** بساط افگند از زربفت و دیبا ؛ کشیده سائبان بر نقش زیبا ؛ ز بانگ چنگ عیش خفته بیدار ؛ نشاط خرمی را گرم بازار ؛ هارون برمسند خوشدلی بعیش و نشاط بنشست و ندیمان و دمسازان و مصاحبان نکته پرداز دلنوازی و بزم طرازی می نمودند و شعرای فصیح البیان بتکلم جانفزا و ادای دلربا انجمن فصاحت و بلاغت را گرم میداشتند و خوشخوانان بغزل خوانی و نغمه دلفریب شکیب ربای اهل مجلس مے شدند و بانگ دف از هر طرف طائر غم را می رمانید و لولی زنان رقاص از شادی پای میکافتند و زهره زهره از حسد آب می شد ؎ رقص کنان چون بزمین پا زدند ؛ در حق ناهید لگد ها زدند ؛ آب آتشین یعنی شراب رخساره خوبان بگرمی برافروخته بود و اهل نظر دیده بر چهره ایشان دوخته صراحی در انجمن بیانگ قلقل چون بلبل در گلشن غلغل میکرد و حریفان از نشار راوق گل گل می شگفتند **مثنوی** ز جوش باده می نالید سرمست ؛ می اندر جام و جام اندر کف دست ؛ نموده بهر فراشی ملک عزم ؛ بزلف حور رفته فرش آن بزم ؛ فلک در رقص و کوکب پای کوبان ؛ جهان خرم زمانه شاد و خندان ؛ صفات خوردنی ناید بتقریر ؛ اگر وصفش نماید خامه تحریر ؛ دهان خامه پر گردد بلذت ؛ غلط گفتم شود پر آب حسرت ؛ حاجبان شدید بحکم هارون رشید بر دروازهای باغ بر پا بودند که هیچکس را دران گلشن راه ندهند و در را بر نسیم صبا بسته دارند تا از اطراف و اکناف گیتی چیزی ناخوش نباید و واقعه که ناملائم طبع باشد بگوش نرسد فی الجمله از هنگام سحر تا سه پهر کم و بیش هنگامه عیش گرمی پذیرفته بود و بازار نشاط روائی داشت و فواره خوشدلی در جوش بود

گیاست وفہم و فراست از سائر مخلوقات وہمگی موجودات رجحان داد و بدولت ایمان ونعمت ایقان
سر بلند گردانید شرم نداری کہ از حکم او سر نہ پیچیدہ مرتکب امور ناپسندیدہ میشوی و بہ بیحیائی ورسوائی
در مسلک بی اعتدالی و ناحفاظی خرامش مینمائی چون شبلی جوان را بدین طرز بمواعظ واندرز از بادیہ
ضلالت وجہالت بہ نزہت آباد صلاح و سداد ہدایت وارشاد نمود از رقت چون موم در گداز افتاد
وآن مسکین را نصائح او دلنشین شد و سراپا ندامت کشیدہ دہان می آلودہ را بآب توبہ شست وازہر
دل استغفار بر زبان راند و از روی ارادت گزینی و کمال اعتقاد دست بر دست او نہاد و مرید شد
وبہمین انفاس کبرا و صحبت فیض بخش او ازان پس پیرامن جریمہ و معصیت نگشت و پرتو انوار تجلے
بر ساحت درون او پرتو انداز گشت و دیدۂ ظاہری و باطنی او را بکحل معرفت وحقیقت مکحل ساخت
ویکی از عارفان آگاہ و کاملان درگاہ شد **قطعہ** تا نگہبان فاسق و معصوم ؛ نیست غیر از خدائے
عزوجل ؛ شہ جہانگیر تا بروز جزا ؛ ؛ ؛ بہ نکوئے وخیر باد متصل ؛ ؛ ؛

باب دوازدہم در بیان آنکہ طینت آدمی را با آب نعم سرشتند و رقم الم بر لوح جبین او نوشتہ و تخم مصائب و نوائب بروز ازل در مزرع وجود او کشتند

حکایت شیرین نشان خوش تقریر نکتہ سرایان بی نظیر سمند بیان را در مضمار فصاحت بدین گونہ در نگاہو
آوردہ اند کہ یکی از چارہ آزمایان صاحب مذہب مسند افروزان محفل علم و ادب کہ اساتین خانہ دین
و بساتین صدق و یقین بودند با ورنگ نشین بارگاہ خلافت ذی سہم آرائے تارک معدلت و نصفت
نیر سپہر تبجیل و تمجید ہارون رشید گفت کہ در محنت آباد گیتی آدمی زاد ہرگز از خزن و تالم خالی نیست ہموارہ
برین بیچارہ باران نوائب و مصائب میبارد او را نفسی بآسودگی بر آوردن دشوار و لحظہ بے اندوہ
بسر بردن متعذر نزد ارباب دانش و بینش مقرر و معین ست کہ بر ہیچ آفریدہ یکروز تمام از ہنگام
سحر تا وقت شام بخرمی و بیغمی نمیگذرد کہ اندکی ملال و برہمزدگی در دلش راہ نیافتہ باشد بے آنکہ
حادثہ و واقعہ مزاحم و مشوش او شود بلکہ بروز ازل طینت انسان را با آب نعم سرشتہ اند و رقم الم
بر لوح جبین او نوشتہ ہارون گفت این قول را چگونہ باور توان کرد کہ سالہا میگذرد کہ بہ نشاط و

کشمکش بود پس بدرگاہ ایزدی متوجہ شد و بر زمین نیاز ناصیہ سا آمدہ گفت کہ ای حکیم مطلق و ای
حاکم برحق در انجمن ایں از مراحم بیست بنوازد و این راز پوشیدہ بر منصہ ظہور جلوہ گر سازد ناگاہ سروش غیبی
بگوش او ندا در داد کہ ای شبلی از چہ ممر دستگفت ماندہ و سراپا حیرت فرو گرفتہ اگر شایستہ کردار آن معصوم
مورد الطاف و مشمول اعطاف ماگشتہ در حراست و حمایت ما از نوائب و مصائب مصئون و محفوظ اند
تباہ کاران معصیت آلودہ تر دامن را کہ ہمیشہ سر از گریبان جرائم بر می آرند اگر از حوادث و بلیات پناہ
خود نگیرم بکہ پناہند و از کہ امداد اعانت خواہند کبریای ما را از طاعت و فسق کمال استغناست بسیار ہا
ریاضت کیش کہ سالہا بعبادت بسر بردہ اند و اند کی نخوت در دل ایشان راہ یافت و دود غرور در دماغ
آنہا پیچیدہ بزنگ ابلیس بطوق لعنت مطوق گشتہ راندہ درگاہ ما شدند و بسا فاسقان معصیت منش کہ
آنہا را روزگار دراز بجرائم و عصیان سپری شد و احیانا آہ درد آلود نعرہ الم آلود از سر ندامت بر کشیدہ اند
مقبول حضرت ما شدند و خط عفو بر جریدہ جریمہ ایشان کشیدہ شد ؎ فسق کہ توبہ باشد پایان کار او
بہتر ز طاعتی کہ بپندار سر کشد ؛ شبلی از آگہی رافت الہی و عاطفت نامتناہی سراپا زبان گشتہ شکرانہ
سر افشاند و بستایش گوناگون وہاب حقیقی را یاد کرد درین اثنا جوان از خواب مستی سر بر آورد و دیدہ
وا کرد شبلی را دیدہ سر بگریبان خجلت فرو برد شبلی او را بزبان حال بدین مقال بکوہش نمود مثنوی
ترا شرم ناید ہم از خویشتن ؛ کہ حق حاضر و شرم داری ز من ؛ پس رو بدو آورد و گفت کہ ای نو باوۂ
گلشن جوانی وای خو کردہ لذت و کامرانی ہیچ آگاہی داری کہ عون الہی ترا از چہ نوع ملکہ در احاطہ
سلامت نگاہ داشت و از بلای سخت بچہ طرز در پناہ گرفت و بحمت محافظت و حراست جان تو چہ حکمتی
مشغول بکار بود جوان بزنگ خجلت زدگان بر زبان راند کہ آنچنان مدہوش بودم کہ از ہستی خود
اصلا خبر نداشتم و روز دلفروز را از شب تاریک نتوانستم باز شناخت پس شبلی ماجرای گذشتہ از گدا را
شدن عقرب از آب با عانت غوک و نیش زدن بر مار کہ بقصد گزیدن آن شراب خوار از سوراخ سر
بر کشیدہ بود دیگبک باز نمود و گفت کریمی کہ بر تو بدین نوع مہربانست و خالقی کہ ترا از مشتی خاک
آفریدہ و بقدرت محض جان پاک در قالب نو دمیدہ و ترا چشم و گوش و فرہنگ عطا فرمود و بعقل و

که از ایام مهد تا بدان عهد ندیده بود سراپا حیرت فرو گرفت و در خاطرش پرتو انداخت که در ضمن این
واقعه شگفت و قضیه شگرف حکمتی پوشیده و رازی مخفی ست که درون تیره ما را آگهی از ان نداده اند
در عقب او روم تا حقیقت پنهانی من کشف شود و تجربه هوش افزای خاطر گردد پس آن زاده سجاده
بر روی آب افکند و اسم اعظم از روی کمال عقیده بر زبان راند و بدو زانو نشست و از آب بسلامت
گذر کرد و عقب از پیش و از پس درویش تعلق کیش روانه شد پس از قطع چند فرسنگ کژدم نزدیک
درختی رسید در سایه آن جوانی سر بخواب غفلت نهاده بود و از معموره شعور بخبر به بیهوشی ستاده در این اثنا
ماری سیاه مسموم که مرگ مجسم بود از گوشه بر برزد و نزد جوان آمده خواست که نیشی بر انگشتش زند و
بخواب جاودانی بخواباند در این اثنا عقرب قریب مار رسیده نیشی بر وزد که مار در لحظه جان سپرد و جوان
از ان مهلکه ایمن ماند شیخ روشن ضمیر به نیرنگی تقدیر از دور تماشا گر بود عقرب از انجا معاودت نمود
و شیخ نیز بدنبال او از روی استعجال ره می نوردید تا آنکه بر ساحل دریا رسید باز بطرز پیشین عبور
از آب نمود و شد و بکنار رسیده کژدم را بر پشت خود گرفت و از آب گذارا شد شیخ ریاضت پیشه را
اندیشه از خاطر هوش آگین سر زد که غالبا آنجوان یکی از واصلان درگاه و عارفان حقایق پناه است
که حکیم علی الاطلاق بمحافظت آن یگانه آفاق بدین گونه حکمتی شگرف بکار برد و از ان بلای سیاه
آن ولی الله را در پناه گرفت باز بخدمت آن برگزیده رفته و بملازمت او رسیده از صحبت فیض بخش
او بهره ور گردیده مورد الطاف الهی و مشمول عاطفت نامتناهی گژدم از انجا بکمال شوق و نهایت
ذوق سر گرم ره نوردیدن شد پس از تکاپوی بسیار خود را بدور ساند جوان را دید شراب با فراط
خورده و سر بخواب بیهوشی فرو برده و لب و دهن و قبا و پیرهن بقی آلوده گشته و مگسان بر وچون
گرم نجاست جوش میزدند و بوی گنده او دماغ را میخراشید و دل بر هم میخورد و باعث شورش درون
میشد و کس را از بهره آن نبود که از غایت کراهیت و نفرت پیرامن آن تواند گشت شیخ بورطه سکفتگی
فرو رفت و در بادیه تعجب سرگردان ماند و از جیب ندامت سر بر اورد با خود دست و گریبان بود
و با دل آویزش سخت داشت که چرا در مسلک خطا خرامش نمودی و راه غلط پیمودی مدت دراز درین

بخلعت جود و لباس سندس و استبرق مزین سازند و دیدہ آرزویش را بجلوۂ جمال محذرات بہشت روشن
گردانید کام جانش بفواکہ و اثمار باغ جنت لذت بخشید فاعتبروا یا اولی الابصار زنہار زنہار طاعت و
ریاضت خود را منظور ندارید و سر از گریبان نخوت و عجب بر میارید کہ صد ہزار کوہ خیرات و مبرات در
میزان استغنای او چون برگ کاہ سبک و بیقدر ست انکسار و شکستگی را آرایش روزگار خود سازید
کہ در بازار عقبی رواج این کالاست و تکیہ بر کردار شایستہ خود نمودن خطاست از قضیہ نامرضیہ
ابلیس لعین عبرت گزین باید شد کہ چون بر عبادت خود نازید و سر از حکم ایزدی بپیچید بغضب آن عادل
برحق بطوق گردید و داد از جہان آفرین دل شکستہ و جان اندوہگین را خریدار ست و از نخوت فروشان
خود بین در آزار آدمی زاد خاکی نہاد است او را برباد نباید شد و ترک آتش مزاجی نمودہ در زمرہ ابیان
احکام اسلام باید درآمد تا مشمول عاطفت الہی و مورد عنایات نامتناہی گشتہ بنعم جاودانی و
بہ نشاط کامرانی بہرہ مند گردد **قطعہ** تا نگردد خلاص زاہل گناہ ٭ جز بلطف خدا ز رنج و
عذاب ٭ طاعت و خیر شعار نور الدین ٭ باد مقبول حق بروز حساب ٭ ٭ ٭

باب یازدہم در بیان بخشایش الہی در بارہ سرگشتگان بادیہ ضلالت و گمراہی

حکایت یکی از محرمان اسرار الہی و نکتہ دانان معرفت آگاہی بہ نگاشتن این نقل شگرف تباہ کاران
معصیت آلودہ را بمغفرت و ہاب حقیقی بدین گونہ امیدوار ساختہ است کہ روزی از روزہا آن زیبرج
کرامت گوہر درج امامت و اصل مقصد اصلی شیخ شبلی قدس اللہ سرہ در ایام نوروز دلفروز کہ جہان
کہن سال بکمال رعنا نضارت و رعنائی رونق برنائی از سر گرفتہ بود در صحرای دلگشای بنظارہ صنع
یزدانی مسرت پیرای نورانی می شد خضروار گذرا و بر جویبار افتاد و آن عارف کامل بر ساحل آن
جلوہ گر شدہ تجدید طہارت نمود در اثنای عقربی کہ سراپا آلودہ زہر قاتل بود از سوراخی سر بر آورد
و بکنار دریا در آمدہ خواست کہ از آب گذار شود بحکم قادر مطلق و توانای برحق غوکی از آب بیرون
آمد چون مرکب سواری نزد او ایستاد و پشت خم کرد کژدم بر پشت او نشست و از آب عبور نمود غوک باز
در جلوہ گاہ خود خرامید و کژدم بتعجیل ہر چہ تمام تر رہ نورد گردید شیخ شبلی از نظارہ این حالت شگفت کہ

در آویزند موکلان عذاب موی سرش گرفته بسوی دوزخ کشند باوجود آنکه از ان فقیر تا شعله زار
سعیر یک ساله راه بود از گرمی آن آتش سوزنده درونش چون دیگ مسین در جوش آید و زبان از
تشنگی بیرون افکند العطش العطش بر زبان می راند درین اثنا جمعی از شیاطین لعین کاسهای
شربت برف آب بر کف نهاده روبرو ایستند او بصد الحاح در پای آنها افتد که این درمانده را بکمال
عاطفت بنوازند و بشربتی شاداب سازند پاسخ دهند که اگر ثواب عبادت صد ساله خود بما دهی تا پیاله
بر کف تو نهیم او گوید دادم و منت بر جان نهادم پس قطره چند در کام او ریزند و نائره تشنگی
اندکی تسکین یابد پس از ساعتی بانانگرمی در گداز آید و بطلب آب اضطراب نماید و نعره العطش
بر آورد آنها از اماد آب ابا می آورند پس از تقاضای بسیار ثواب عبادت صد ساله بیک پیاله
بفروشند و گلوتر کنند همین رنگ آن درمانده دل تنگ ثواب عبادت چهار صد ساله را از دست دهد
و عطش همچنان استیلا داشته باشد این مرتبه بغایت بیطاقت شود و جانش از تعب بر لب رسد
و روز صیرش بشب نزدیک شود ابلیس پر تلبیس گوید که ای آشفته خاطر اندوهگین اگر عقیده دین خود
را بفروشی و در شرک و کفر بکوشی ازین پیاله شربتی بنوشی و از تشنگی نخروشی آن سرگشته احوال در طلب محال
نیز خواهد که از روی اضطرار رضا دهد و از نقد ایمان تهی دست گشته بعذاب ابدی گرفتار گردد
و باز مره کفر و درکات جهنم بعقوبت گوناگون و رنج از حد افزون مبتلا باشد در نجال دریای رحمت
ایزد متعال تموج در آید و فواره مغفرت جوش زند و سحاب عاطفت باریدن گیرد و آفتاب بخشایش
درخشیدن آغاز کند حکم شود که آن بیچاره را در نزدیکگاه حضور آرید چون حاضر آید مخاطب شود که ای
سخوت فروش مدهوش از رش طاعت و ریاضت خود در بازار استغنای ما دیدی و زهد و ورع
خود را در کفر کبریای ما بر کشیدی و فهمیدی که چه قدر دارد آن درمانده سر بسجده نهاده ناصیه سائی
نماید و از ان حرف گستاخانه که بر زبانش گذرد سر تا پای ندامت گیرد و خجلت زده شود و بعجز و
تقصیر خود اعتراف آورد و بخار غرور که در دماغش پیچیده بود بدر رود و دست امید بدامن کرم
آن وهاب حقیقی در زند فرمان ایزدی صادر شود که او را در گلشن فردوس خرامش دهند و جوئی را

فرونگذارد و بنده ما را که در منهج ارادت و شارع اخلاص جان سپرده بخاک سپارد هرآئنه در مسلک ضلالت
خواهش نمودم و حکم ایزدی را بکار بستم ازین رهگذر چهره وعده بغازه و فا آرایش نیافت حضرت صلی الله
علیه و آله وسلم فرمودند کدام وارسته دل شکسته نیک سرانجام بوده در چه مقام مدت حیات او بسری شد
گفت یا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم درویشی حقائق اندیشی بعزیمت زیارت مکه معظمه در کشتی
نشست و رخت سفر ببست به نیرنگی تقدیر کشتی طوفانی شد و بکوهی خورد و بشکست و صد پاره گشت مگر
آن درویش دل خسته بر تخته نشسته راه بساحل نجات برد درویش بجزیره رسید که زمینش مسطح و پر از
انواع ریاحین و سبزه برگها بود هوایش چون انفاس عیسوی جانفزا و فضایش بزنگ چمن زار
فردوس برین دل کشا بود دران مرغزار درخت انار بر رسته و بچند هزار انار بار و رگشته و در جنب
آن از سنگی چشمه آب می تراوید و قطره قطره آب از انجا می چکید چنانکه یک قدح در تمام روز از آن
آب لبریز می شد درویش در انجا مدت چهار صد سال بعبادت و ریاضت اشتغال نموده و همواره
صائم می بود و از چار مصه انار افطار میکرد و قدح آب می آشامید و در صفای باطن و انجلای
درون میکوشید چون داعی اجل را اجابت نمود بحکم ایزدی بر سر وقت او رسیده بخاک سپرد م
حضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمودند یا جبرئیل انجام کار اینچنین مرتاض در روز واپسین چگونه
خواهد بود و هیچ خوانده که در لوح محفوظ چه نوع نگاشته اند جبرئیل گفت یا رسول الله صلی الله علیه و آله
وسلم روز محشر فرمان رب العزت صادر شود که او را بکرم بیحد و عنایت بیغایت ما به بهشت جلوه گر سازند
چون نام کرم و عنایت گوش گذار او شود سر تا پایش حیرت فروگیرد و قدم از دائره ادب بیرون نهاده و
زمام بدست شوخت و غرور داده گستاخانه بر زبان راند که ای پروردگار جهانیان مدت چهار صد سال
بریاضت و مجاهده بسر بردم و بجای طعام دو سه قطره شیره انار خوردم و محنت و مشقت ورزیدم
و دران خرابه بآبادی وقت و معموری دل کوشیدم و اکنون حکم چنانست که او را بکرم و عنایت ما
در نزهتگاه فردوس دارند جزای آن ریاضت کو و پاداش عبادت چه شد لجه قهر در جوش آید
فرمانروه خشم اشتعال یابد و حکم شود که آن درویش کوتاه اندیش پست فطرت را سرنگون بدوزخ

امام اعظم ابو حنیفه کوفی بوسیله آن هر دو تن طیلسان هستی بر دوش گرفته اند و از خزانه عدم به
تر هنگاه وجود جلوه گر شده قطعه عجب نباشد اگر زاید اینچنین فرزند ؛ زماد رو پدر آنچنان نکو کردار ؛
زمین صالح و تخم نکو اگر باشد ؛ شگفت نیست که شاید آید ازوی بار ؛ قطعه تا که باشد محنت اهل شریعت
از حرام ؛ تا که باشد اهل دین را میل دل سوی حلال ؛ شاه نور الدین جهانگیر آن شه اقلیم بخش ؛
جلوه گر باد ا به تخت دولت و جاه و جلال

باب دهم در بیان استغنای ایزدی که آستین ردمی افشاند بر خرقه پوشی که پا بدامن ریاضت کشیده سر از گریبان عجب و غرور بر مے آرد

حکایت یکی از حقائق کیشان معارف اندیش مدهوشان تشنه رواق غرور و توسع و ریاضت
را بنگاشتن این واقعه شگفت بدین گونه مستی از سر فرود آورده است که روزی از روز نامحرم خلوتسرای
انس مسند طراز انجمن قدس سر حلقه کروبیان عرش نشین یعنے جبرئیل امین با ورنگ نشین بارگاه
رسالت مشعل افروز پیشگاه نبوت صدر آرای محفل اصطفا و سرد فتر گروه انبیا محمد مصطفے صلی الله
علیه وآله وسلم وعده نمود که فردا از عالم ملکوت روی در عالم ناسوت نهاده باز جلالت قیض
بخش سعادت خواهم اندوخت و جوهر فطرت درین بزم حقائق طراز خواهم افروخت به نیرنگی تقدیر
چنان اتفاق افتاد که آن همای اوج قدسی آنروز بدین دامگاه ظلمانی ظلال سعادت نیفگند و
آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم در کشمکش انتظار آرام و قرار نداشت چون پس فردا آن پیک روحانی
خلوتسرای محبوب سبحانی را نورانی ساخت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بکمال شگفتگی و تبسم شکرین
فرمودند که یا اخی جبرئیل تخلف وعده از انسان که آلوده عصیان و ملوث بهوای نفسانیست ناپسندیده
می شمرند بر ملک که روحانیست و از جرائم و معاصی پاک چگونه تجویز توان نمود پاسخ داد که یا حبیب الله
یکی از دواصلان درگاه و کاملان حقائق آگاه برحمت حق پیوست و این واقعه ناگزیر بجائی گریبان گیر
او شد که دران خراب آباد اثری از آدمی زاد نبود که آئین تجهیز و تکفین بپائین رسانیده سعادت ابدی
اندوزد لاجرم حکم ایزدی بدین گونه اصدار یافت که یا جبرئیل تو بر و بهیچ دقیقه از دقائق تعظیم و تکریم

از چهرهٔ احوال او بردارید تا باعانت غمخواران و دوستان آن ناقص کامل شود و زنگ ننگ از مرات اوقات او نائل کردو گفت ای صاحب فرهنگ و هوش آن دختر چشم و گوش ندارد و ای خدا پرست اورا پا و دست نیست وای صاحب عرفان از دهن و زبانش اثری ظاهر نبود جوان در تنگفت افتاد و او را کمال حیرت رو داد و گفت پس چه قسم آدمی زاد است که ترکیب غیر مکرر ایجاد یافته پیر گفت محض پاره گوشت و مضغه ایست جوان گفت اگر شما سنگ و خاک برداشته کرم فرمائید سنگ را لعل خوش رنگ دانسته آرایش تاج ازدواج خود سازم و خاک را برنگ کحل الجواهر در دیده کشم پیر بر عقیده و اختیار او تحسین بر زبان راند پس سامان عروسی آماده ساخته دختر را بعقد تزویج او در آورد چون آن ستوده اوصاف هنگام شام در صفوت کده زفاف شتافت شبستان را بلوامع انوار جمالش منور یافت طلعتی دید زیبا که نزد او حور و پری را یارای جلوه گری نبود چنین تنگرانه بر زمین نهاد و داد نیایش و ستایش داد و با او به نشاط و کامرانی بهره از زندگی برگرفت بامدادان که مهر زیبا چهر برنگ نوگل خدایان و برنایان بکمال زیبائی از بین رواق مینائی سر بر زد جوان از حجله گاه ناز بیرون خرامیده نزد خسر خود آمده آداب کورنش و تسلیم تقدیم سایده بخدمت کمر بست و بحکم او بدو زانو نشست و گفت گستاخی میشود که سراپای من حیرت فرو گرفته انچه که از شما شنیدم همه بر عکس آن دیدم از صاحب علم و ادب زبان را بزرق آلوده ساختن عجب ست پیر گفت خدا نکند که حرفی از ناراستی بر زبانم گذشته باشد اکنون مکنون ضمیر را بر ملا افگنم و ماجرای مرموز را صریح بگویم ای فرزند آن سعادتمند چشم و گوش اهل جرائم ندارد و که بدان روی نامحرم به بیند و آواز بیگانه بشنود و نه پائی که بجائے ناشایسته خرامش نماید و نه دستی که بر بدن غیرے نهد و نه زبانے که بفحش و ناراستی آلوده سازد و نه دهن و کام که لقمه حرام فرو برد جوان که ربوده جمال او شده بود فریفته خصال او نیز شده دل در وفای او بست و چون شیر و شکر بیکدگر پیوست در بعضے از کتب تواریخ بنظر در آمده که سند افروز بزم شریعت و چمن طراز گلشن حقیقت معرفت کاشف رموز و دقائق واقف معارف و حقائق ناهج مناهج صدق و یقین روای بخش بازار دین سید المرسلین و قدوه افاضل انام و عمده اکامل ایام سراج الملت

بدل گرمی تمام مراسم تحیت و سلام بکمال تعظیم بتقدیم رسانیدند پیر نورانی از روی عاطفت و مہربانی گفت ؎ خوش آمدے
ز کجا میرسی بیا بنشین ؛ بدیدۂ من مسکین چو تو تیا بنشین ؛ پس اشارت کرد که لطف نمائید و سیب
تناول فرمائید پاسخ داد که وسیلہ سعادت اندوختن فقیر بملازمت شریف همین میوۂ لطیف است
الحمد للہ که این میوه ثمره نیکو داد پیر ازین تقریر در شگفت مانده از حقیقت حال آگهی طلب شد و ماجرای
گذشته باز جست پس جوان کیفیت اکل حلال و صوم دائمی و تجرد و توکل و یافتن سیب و راغب شدن
به تناول و باز اندیشه و تامل تناول نمودن که تحمل چون کسی باشد و در خوردن آن تعلل و تبدیل و دیر
اسنکشاف احوال افتادن و روبد انجانب نهادن همگی از درون بیرون ریخت پیر برزبد و پارسائی
و صبر و شکیبائی و دیانتمندی جوان آفرینها برزبان راند و در اکل حلال بدین منوال مقید بودن
او باعث شگفتگی شد گفت ای آزاده این سیب از بین طبق در آب افتاده بود پس آن پیر نور برخاسته
طبقی از انار و انگور و اثمار دیگر آراسته بحضور آورد و گفت چون امروز رنج سفر برده اید تکلیف
روزه میکنید و پاره ازین میوه بچشید درویش بعد از رد و بدل بسیار دانه چند از انار و انگور و سیب
نوش جان فرمود ؛ میزبان را دعای برکت گفت پیر چون نور صدق و صفا و اثر حقیقت و وفا
از ناصیه او پرتو انداز یافت ربوده و فریفته صحبت فیض بخش او گشته درویش آزاد جوشید که
به اینچنین مرتاض همخانه و دمساز بودن نه نتائج نیکو بهره مند شدن و سعادت کونین فراهم آورد است
پس گفت ای نگار ما نمیخواهم حرفی گستاخانه و بی ادبانه بر زبان رانم اما بملاحظه نازکی مزاج و مهاج
نمیتوانم جوان گفت از برای خدا این چه سخن ست شما بجای پدر حقیقی اید هیچ نکته که از روی مهربانی
و شفقت از شما سرزند فوائد گوناگون دران مضمر دانسته بطرز اندرز حکیمان بر لوح دل می نگارم
و دستور العمل روزگار خود سازم پیر برنگ خجلت زدگان بآن صلاح کار با الحاح بسیار گفت
دختری دارم بالغه بگوناگون عوائب معیوب و بانواع نقصان منسوب اگر آنرا بتزویج خود
بنوازید و به پرستاری تبستان خاص سربلند سازید مرهون منت عظیم شما باشم جوان گفت اے
کریم از صمیم دل اجابت نمودم ولیکن درین کار مرا محروم دانسته پاره عیوب او را بشمارید و نقاب

حکایت یکی از عارفان کامل و سالکان واصل که دلش از مشاغل دنیای بیحاصل تعزیت گزین
و بسوی حق مائل بود حلاوت لذات عالم فانی در کام جانش تلخ تر از خنظل و مرارت ریاضت و
حق پرستی و حق گوئی در ذائقه طبع او شیرین تر از عسل بود و آن زبده افلاک و عناصر دل از جهان
برداشته و خود را مسافر پنداشته اکثر اوقات سیر مزارات و مقابر بنمودی و از ان دهن بستگان
بزبان حال اندرزی شنیدی و عبرت گزیدی و دل باین پشته آب و گل نه بستی و منتظر کوچ از ین مقام
جانگزا و ویرانه وحشت افزا نشستی و بصدق مقال و باکل لقمه حلال بنوعی خو گرفته بود که اگر طعام
بی شبهه چند صبح و شام بهم نرسیدی یکمرتبه نه روز سپری گشت و بدین تقیدی که آزاده منش
داشت افطار نکرد و ذائره اشتها اشتعال داشت بطلب لقمه حلال هر سو می شتافت ناگاه گذرش ان
حدائق پناه خضروار بکنار جوئبار افتاد و بر آب سیبی دید که با سیب باد بر نگ گوی غلطان میرود
بکمال زیبائی چون ستاره درین چشمه مینائی فلک رخشان آن صاحب وجد و حال آن گوی را
دیده بر نگ چوگان خم شد بدست در ربود چون بوی کرد نکهت او مشام آزرا معطر ساخت
و روح را انضارت حاصل آمد درویش آن تحفه را از مواهب ایزدی دانسته و لقمه پاک و حلال
فهمیده خواست که روزه را بدو واکند باز در خاطر قدسی مناظر او القا شد که محتمل این میوه حق
یتیمی و بیوه بود یا از دست درمانده عاجز بدر یافتاده باشد پس استکشاف ایحال نامعهوده تناول کردن
جریمه قوی بود و در شرع نبوی جائز نباشد تا آن سالک مسالک مسلمانی پی بدین امر
نهانی برد بجانب بالادست که آن سیب از انسو بزور آب آمده بود خرامش فرمود چون آن زبده
اهل دانش و فرهنگ چند فرسنگ زمین پاپیاده و صائم نه روزه قطع نموده در کنار آب جوئبار
باغی پر از اثمار گوناگون راحت بخش درون او شد آن معرفت آگاه چون درمانده راه بود و
بدان نزهتگاه آورد و آن وارسته درانمکان خجسته پیر مردی را نشسته یافت که آثار دین داری
و ورع و پرهیزگاری از جبین او پرتو انداز بود و طبقی پر از همان قسم سیب که وجیب او بود در پیش
پیر نهاده و دست بخوردن آن برده هر دو بزرگوار بنور باطن و صفای درون احوال یکدیگر دریافت

وار سنگین دلی و نامہربانی بخوش خلقی و شیرینی زبانی مائل شدہ ؎ زہر تا پائے من میرت گرفت تا
چہ حالست این بہ بیداریست یارب یا بگہ خواب و خیالست این زن گفت ای راست گفتار امروز
جوانی خوش رو بر اسپ ابلق سوار و بخلعت فاخرہ و لباس نادر مزین و لمعہ انوار بزرگی از جبین او
پرتو انداز چنانکہ دیدۂ نظارگیان از وروشن میشد بے حجابانہ بخانہ ما در آمد و چند کیسہ از حمالان
بر کاب خود داشت خریطہ دہ ہزار درم بمن سپرد و چند خروار بدہ و روغن و شہد و میوہ و فواکہ
و انچہ اغنیا را در کار باشد بران مزید کرد و گفت این مزد سہ روزۂ شوہر تست بر گیر و اجرت
روزہائے دیگر بیشتر ازین رسید ہم آرے ؎ امید ہست پرستندگان مخلص را کہ ناامید
نگردند داستان الۂ درویش بمجرد شنیدن این سخن فہمید کہ آن سوار کہ بود گفت ای زن بصبر
آن فرشتہ بود از نور پاک سرشتہ کہ فرستادہ رزاق علی الاطلاق و وہاب حقیقی ست کہ من در سہ روز
بعبادت او سعادت اندوختہ ام و بخدمت مخلوق سر فرو نیاوردہ و از ترس و بیم تو بجای زر و سیم
خریطہ پر سفال آوردہ ام تا بدغا و حیل تسلی تو نمایم چون خریطہ وا کرد دریافت کہ پر از دینار طلاست
سراپا شکر گشتہ جبین نیاز بر زمین نہاد و دادِ نیایش و ستایش نسبت بداور جہان آفرین داد
و بر زبست خود بصد گونہ درد و الم میگریست و عقیدہ او بر زاقی و وہاب حقیقی بیشتر از بیشتر شد و
مضمون مکرمت مشحون و ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا دلنشین او و نقش نگین خاتم دین او
فروغ جبہہ یقین او شد و آن زن ناقص نیز بصحبت آن عارف کامل و از یمن دم گرمی او از بادیہ
ضلالت و جہالت بسر منزل صلاح و سداد جلوہ گر شد و آن تجربہ ہوش افزائے خاطر و زنگ زدائے
مرات باطن آن زن گشت و بصبر شکر عادت گیر و بقناعت و غربت لذت پذیر آمد قطعہ تا کہ صبر
را باشد نتیجہ در دو کون ؎ دولت و اقبال و جاہ و تبہ جہ و قصور ؎ شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
جلوہ گر باد ابرا و رنگ شہی تا نفخ صور ؎

باب ہفتم در فضیلت اکل حلال و صدق مقال و گذارش احوال درویش حقائق اندیش معرفت کیش

هرزه گوئی در لرزه بود و چون گوسپند از شیر شرزه می ترسید چون بخانه رسید زن دستش خالی دید
از پا در آمد و از بار اندوه کمرش بشکست چین در جبین آورد و بدیدهٔ خشمگین نگاه تیز از روی ستیز بجانب
او کرد و چهرهٔ حال او بناخن طعن میخراشید و رشته شکیبائی از کف داده انواع رسوائیها آغاز نهاده بود
باز آن سلیم طبع بتکلم دلنواز پوزش نمود که زمام تحمل از دست مده و قدم در مسلک رستی و بی اعتمائی
منه امیدوارم که فردا مزد سه روزه یکجا می آرم زن بی ادب تا نیم شب بشورو شغب نکوهش کنان
در دسر اهل محله داد آخر چون فتنه سر بخواب نهاد سپیده دم آن سالک ثابت قدم باز بطلب دوری
نگاه پو نمود به نیرنگی تقدیر همچو او را کاری نفرمود اصلا فتوری و قصوری در استقلال و عقیده آن
برگزیده پدید نیامد و پریشانی خاطر رو نداد و بحضور دل رو بعبادت معبود حقیقی نهاد و آن روز زیاده
از بار دگر توجه باطن و جمعیت درون بعبادت بیچون بسر برد و غم عدم سامان و تهی دستی نخورد
چون خرقه پوش فلک طیلسان شب بر دوش افگند و سبحه ثریا بر دست گرفت در ویش با دل ریش
سر از مخجلت در پیش بسوی آن بدکیش روان شد و بر نگ اطفال چند درم از سفال تراشیده
و در خریطه کشیده در کمر بست تا او را بخداع و فریب یک لحظه در مسلک رضا و شکیب خرامش دهد
تا از پرده غیب چه بر اید و منفتح الابواب دری از مکرمت کشاید همین که بر در خانه رسید زنش
بدل گرمی و فور اشتیاق باستقبال فی الحال بیرون دوید در دست و پایش بوسید و چالاک و چست
رویش از گرد و خاک پاک نشست و او را در جلوه گاه باز نشاند و بخدمت کمر بست و کلمات ملائم
بر نگ تملق پیشگان بر زبان راند و رویش دید که نعمت گوناگون بطرز مطبخ بختمندان بخانه
اش می پرند و صفحه را صفائی داده اند و چراغها روشن کرده اند و بوی خوش و عطریات
و طعام بمشام میرسد و در و دیوار بر نگ گلزار شگفته و خوش نما است و اثر دولت هر طرف پیداست
مرد فقیر از ین حالت غریب در شگفت مانده از زن آگهی طلب شد که بملی کار و بار او ضاع و اطوار
خانه بر نگ دیگر می بینم رشک بهشت گشته اکنون خانه من است یا این گنج خانه ایست نه ویرانه
منست یا در مزاج درشت تو نیز ملائمت راه یافته خاطرت از خرابان نگار معمور ما فراز نشسته

فردا از خانه بدر میروم و دست و پای نیرنم و خود را در زمره مزدوران می افگنم و سلسله مشقت بجبینم
و چیزی بهم میرسانم زن ناستوده فن بضرورت تن در داده و قرض کشیده بقوت لایموت قناعت
ورزیده آن روز گذرانید روز دیگر آن نیکو سیر از خانه برآمد و بجائی که مزدوران و گل کاران فراهم
می آمدند رفته ایستاد تا کسی او را بخشت کشی و گل کاری بمزدوری گیرد به نیرنگی تقدیر چنان اتفاق
افتاد که آن روز طالب مزدوران پیدا نشد و وقت مزدوری گذشت مزدوران دیگر روزبخت کده های
خود نهادند و هر سو پراگنده شدند و آنصاحب عرفان سر بگریبان تفکر حیران و سرسان ماند درین اثنا
اندیشه بر ساحت درون او پر تو انداخت که اکنون بکدام رو پیش آن زن بدخو روم یقین ست که
تهی دست رفتن من باعث شورش باطن آن زن خواهد شد پس آن یگانه بجانب صحرا روانه شده و در مرغزاری بکنار
چشمه سارے نشسته دست و پا از گرد و خاک شست و تجدید طهارت کرد پس بحضور دل و جمعیت خاطر
بنماز نیاز اشتغال نمود و اندیشه گفاف اهل و عیال اصلا پیرامن خاطر او نمیگشت تا آنکه آفتاب جهانتاب
فرو شد و شب تیره برین ظلمت آباد چیره گشت درویش خجلت زده ترسان و بهموت سرسان قدم
بسوی نزیهنگاه ریاضت خود برداشت چون زنش دست آن مظهر فیض لایزالی را زسیم و زر خالی دید
از روی بی استقلالی با او در آویخت و در گریبانش چنگ زد و شروع در جنگ نمود و آن پی خطا
نا داشت هیچ دقیقه از دقائق بے حرمتی فرو نگذاشت آن صلاح کار برداشت آسنهه سختی و درشتے
نموده بگشاده پیشانی و شگفته روئی عذر پیش آورد و گفت اضطراب مکن مردی که امروز بخانه او
مزدوری کرده ام خدا ترس راستی منش و درست قول ست چون مبلغ حاضر نبوده و عده موکد نموده
که فردا مزدوری دو روزه یکجا میدهم معذور دار و دمدغه و خدوک از دل دور دار زن چون
این سخن در گوش کرد خاموش شد بامداد ان که مهر خورشید درین طاق مقرنس جلوه گر شد و
نور صبح بر افق برنگ سپیدی کج پر تو انداز گشت درویش باز در مجمع مزدوران حاضر آمده
منتظر خریدار بود و رنج انتظار بسیار کشید طالب بهم نرسید باز از شهر بیرون خرامید و تمام روز
بعبادت سعادت اندوز گشته بهنگام شام کام ناکام بسوی مقام خود گام برداشت و دلش ازان

سعادتمندے کہ بعواطفت گوناگون رزاق حقیقی سربلندی یافت

حکایت درنامہاے پاستانی بنظر درامدہ کہ درپیشین زمان بولایت کنعان مردے بود
از قوم بنی اسرائیل بغایت نیک نہاد کہ انوار صلاح وسداد از ناصیہ او پیدا و لمعان حق جوئے و
خداپرستی ازجبین او پرتو انداز بود پیوستہ آن وارستہ در کنج انزوا نشستہ بعبادت وریاضت
بسر بردی و پشت پا بر کار و بار عالم فانی زدہ جز غم آنجہانی نخوردی آن واقف عرفان و حقائق آن
کاشف رموز دقائق بادل خرد پژوہ برنگ کوہ پابدامن قناعت کشیدہ و آن بحر معرفت و حقیقت
از مردم کناری گزیدہ کشف وار سیر مجیب مرا تبہ کشف فرو بردے و بکردار غواص در لجۂ محبت و اخلاص
غوطہ خوردی چنانچہ جامع حکایات می سراید رباعی ای آنکہ تو داری سر سودائے محبت ؛ ؛
مشکل کہ بری جان زبلاہای محبت ؛ خواہی کہ بدست آوری آن گوہر یکتا ؛ مردانہ بزن غوطہ
بدریای محبت ؛ حطام دنیوی را بچشم ہمت او قدرے نمانده و سر از گریبان وارستگی برآوردہ
آستین رد بر گیتی افشانده و تہی دستی و فقر بمثابہ بر و استیلا داشت کہ اغلب روزگار پس از شستہ روز
افطار او میسر آمدی و ہرگز تنگی معیشت گلہ سنج و شکوہ سرا نبودے و آن طالب روشن درون
بمحنت گوناگون و تعب روز افزون صبر و شکیبائی نمودی اما اہلیہ آن اہل زردی بی استقلالے
وجہل باشوہر ستیزہ کردے و آویزش داشتی بفقر نساختی و زبان بدشنام و فحش آلودہ ساختے
طاقتش طاق شدہ بود و طالب طاق گشتہ بجہت لذت نفسانی از صحبت آن پیکر روحانے
عظیم نفرت داشت از روی مکر و حیل بجہت جنگ و جدل بہانہ طلب بود آن ریاضت کیش حقایق
اندیش از روی دیدہ وری و دانائی بر نصیحتی و رسوائی صبر و شکیبائی و رزیدی و بنصائح سودمند
و مواعظ دلنشین تسلی بخش آن پست فطرت کوتاہ بین شدی روزی از روزہا آن شوخ دیدہ
بے شرم نقاب آزرم برگشادہ بآن آزادہ سخت شلمین شد کہ پیش ازین تاب افلاس و رنج بیقیاس
ندارم و از صحبت پر نکبت تو بیزارم پیش حاکم شہر و محتسب و رئیس خط طلاق بنویس و مرا از خود جدا ساز
و تنہا بخدا پرداز درویش گفت امروز صبر نمای و بقسمت خدا راضی باش اینہمہ تقاضا و تلاش مکن

کواکب بطراز اصنام درین دیر مینا فام جلوه گر شدند و افلاک چون برهمنی ناپاک زنار کفشان
در برگفنده به پرستش آنها کمر بستند. شهریار و دانیال در کلیسیا درآمده سفره کشیدند و طعامها پیش معبود
باطل چیدند دانیال گفت خاکستر بیخته صاف کرده در بساط عبادتخانه بپاشید چون پاشیدند مهر دو
بیرون خرامیده در را قفل کردند و کلیدش نزد دانیال بود بامدادان که صوفی مهر دای نور بر دوش
افگنده از خانقاه سپهر سر برزد شهریار دانیال را گفت اگر معبود طعام نوش فرموده باشد مارا از
روزگار تو برارم و ترا علف تیغ بیدریغ سازم و اگر خلاف آن بظهور پیوست پنج دودمان خادمان
کلیسیا را از عرصهٔ گیتی برافگنم و عیال و اطفال و نساء و رجال آنها را بالعقوبت گوناگون هلاک کنم. دانیال
گفت حکم شهریار را لاست کرا زهره چون و چراست پس هر دو باتفاق بسوی عبادت خانه روان شدند.
دانیال قفل بگشاد و بر در آن قدم نهاد نشان اقدام سال خورد و خورده سالان و زنان و دختران
بر خاکستر بنظر درآمد شهریار را گفت که این اثر پایهای کیست و درین حکمت پوشیده چیست پس آن
نفاق آلودگان دغل را که سرتاپا مکر و حیل بودند طلب فرموده بنظر خشم آلود نگاه کرد و گفت اگر
حرف راستی بر زبان براندازم چنگ عقوبت من رهائی یابید و اگر نه شمایان را از حلق بکشم و نام شمایان
از لوح زندگی سترده آید ناگزیر گبران پرتزویر بر تقصیر خود معترف آمدند و گفتند خورد سال آمد طعامها
خورده ایم و نام معبود بباطل برده گمان خدیو را از نیرنگ و دیو آن دیو نژادان تنگفتگی روی داد
و غریو از مجلسیان برخاست پس همه را طوق در گلو و پای در زنجیر کرده گوشمالی واجبی داد و آن
ابلیس کده را خراب و ویران ساخت و آئین بت پرستی از ولایت خود برانداخت و از روی عقیده
و ارادت دست بر دست دانیال نهاد و با یزدان بیهمال و دین داری دانیال ایمان آورد و پرتو انوار تجلی
بر ساحت درون او بنوعی پرتو انداز گشت که از کاملان درگاه و عارفان حق آگاه شد **قطعه**
تا که باشد بت پرستی شیوهٔ اهل ضلال ❊ تا که باشد حق پرستی پیشهٔ ارباب دین ❊ شاه نورالدین جهانگیر
آن شه عالم پناه ❊❊❊ باد تا روز جزا فرمان ده روی زمین

باب هشتم در فضیلت توکل و قناعت و عبادت و گذارش احوال

حکایت یکی از وابستگان قوم نصارا که خود را از مشاغل دنیائی بجا حاصل برکران داشته بحق مائل بود راسخ اعتقاد
آن پاک دین را بانگاشتن این نقل رنگین از معبودان باطل بدینگونه بنیاد ساخته است که پیش از زمان پیغمبر علیه السلام در
ممالک شام فرمانروائی بود اصنام پرست که همگی فرمانبرانش چه از سپاهی وچه از پیشه ورزان بیل نام نبی را معبود حقیقی دانسته
پرستش میکردند بجز دانیال علیه السلام که دران ایام خردسال بود و آن برگزیدهٔ خدا از پرستش او ابا می آورد و گبرانی که بمجامعت
کلیسا مقرر بودند مشرکان تیره درون نا مراد راه ضلالت و جهالت مینمودند و آن شقیه نام رضیه را باعث سربلندی و سرمایهٔ
سعادتمندی میدانستند وقت شام ده من طعام از سرکار خدیو ایام پیش آن معبود مردود می نهادند
در کلیسا قفل میکردند سپیده دم که آن خجسته واپسین مردم طرفهای طعام خالی می یافتند و در
مسلک عقیده می شتافتند که آن معبود نوش جان فرموده است و آن بی سعادتان بعبادت او
فخر میکردند بجز دانیال که دران حال داخل اطفال بود و بر نادانی و تیره رائی آن اهل ضلالت خنده
میکرد و گاهی برزبان آنها میگذشت روزی یکی از ان قوم نادرست کیش باطل اندیش شهنشاه
را ازین آگهی داد که دانیال تیره رای خدای ما را سرفرو نمی آرد و آنرا از جمادات می پندارد و
زبان بطنز و تمسخر او میکشاید و راه بطالت می پیماید مرزبان را غیرت بادشاهانه در جوش آمد و
شعلهٔ غضب و نائرهٔ عصب عرخشیم انتهاب و التهاب یافت حکم فرمود که دانیال را در نیرنگاه انجمن
والا شرف حضور بخشند چون حاضر آمد فرمود که ای دانیال مگر دیوانه یا مستی که معبود مسجود ما را نمی پرستی
گفت من خدای حقیقی را می پرستم کسی که دانش و فرهنگ دارد کجا سر بسنگ فرود آرد بلکه از نونگ
می ورزد شهریار گفت ای بچه اگر معبود ما سنگ ست پس این همه طعام و شراب چگونه نوشجان میفرماید
گفت خادمان کلیسا تراز بخداع و نیرنگ مقلد سنگ ساخته اند خدای حقیقی از غذا مبراست خوردن
طعام از اصنام خطاست شهریار گفت سالهاست که او طعام میخورد اگر نه بیا ای گفتار من نمی شوی
هنگام شام طعام در پیش او بنه و در را محکم به بند سحرگاهان قفل بگشای و در عبادتخانه درآی یکدانه
از خورش در ظروف باقی نخواهی یافت و در مسلک عقیده خواهی شتافت و در انکار نخواهی زد
دانیال تبسم پنهانی نموده قبول کرد و چون ظلمت شب عرصه گیهان را برنگ تیرگی کفر دل کفر راه فروگرفت

از باطل و کذب را از صدق جدا تواند ساخت ؎ زهی ضمیر تو واقف ز راز پنهانی ؛ تو این معامله
از روی کشف میدانی ؛ سلیمان علیه السلام توجه بدان زن دیگر کرد او گفت که این مکاره راه راست
نمیپوید و سر بسر دروغ و هرزه میگوید ؎ بتزدیک اهل خرد روشنست ؛ کز و نیست این طفل نسبت
سلیمان علیه السلام نیز بحسب تفکر فرو برد و پای تنگنای اندیشه افشرد که رفع این خصومت و قطع این
نزاع چگونه نماید و این عقده مشکل را بچه رنگ بکشاید نگاه بجانب دانایان درگاه و خردپروران
حقائق آگاه کرد که شما را درین مجال و بهنه این ماجرا هیچکس نیست صلاح دید شما درین قضیه چیست و این معامله
را بچه طرز فیصل بخشم همگنان حیران و سرسان ماندند و پاسخی که موافق شریعت باشد هیچکس نداد
پس سلیمان علیه السلام از روی دیده وری و خردپروری خواست که فکر دقیق در تحقیق این معامله
بکار برد و از مهر مادری معلوم کند آن بچه از کیست پس آنمعدن علم و داد جلاد را فرمان داد که آن
طفل را دو پاره کند تا در هر زن از روی انصاف قسمت مناصفه نموده آید و هیچکس را جای سخن و مجال
دم زدن نباشد علماء و فضلا در یکدیگر نگریستند و بر این حکم بعضے بسبب رائی و نادانی او پنهان نخندیدند
و برخی بر زیست او گریستند و از صحبت او رمیدند و او را خرد سال و داخل اطفال فهمیدند و هیچکس را
آگهی نبود که درین حکم حکمتیست پوشیده و رازیست مخفی ؎ دران دم که جلاد نامهربان ببر آورد
دشنه چو ژنده زبان ؛ مادر حقیقی نعره زد که زنهار بچه را نکشند من حصه خود را بدان زن بخشیدم
و نصفی که بخشش منست ازان درگذشتم و زندگانی جگر گوشه میخواهم و بچه آن زن را مبارک باشد
دیگری فریاد برآورد که او را دو نیم کنند تا نه از من باشد نه از و همگنان را یقین پیوست که آن پسر ازان اوست که منع
کشتن کرد و بر دانش و فرهنگ آن اونگ نشین تحسین و آفرین کردند دانا نروز رتبه فهم و فراست و عقل و کیاست سلیمان
برعام و خواص روشن شد و ازان پس کارها از و سر زد که موجب شگفتگی عقلای روزگار و دانایان تجربه کار شد زین پیچ را بدان زن
سپرد و انعامی و اکرامی بران مزید کرد و آن زن هر یکی جمیل را باداش شایسته دلکنار نهاد و تادیب و تنبیه واجبی داد **قطعه**
ابو سعید ابو الخیر شاه را نازیبا ؛ در جهان باعث سلم افزائی ؛ داد بخش ستم کشان بادا بابه شه جهانگیر عادل و غازی ؎

گذارش احوال اهل تزویر و پاداش ببطالت و ضلالت گرفتار آمدن

وکتاب اهل معصیت بآنچنان باشد که نوک خامهٔ طرزی نوشت ؛ شاه نورالدین جهانگیر آن
شه عالم پناه ؛ مهربان باد ابحال مردم نیکو سیرشت

باب هفتم در داد گستری وعدل پروری وذکر معدلت وانصاف سلیمان ع وبحال مظلومان پرداختن وحق را از باطل بازشناختن درست ورای صواب انتما جاساختن مورد تحسین وآفرین نکته دانان دقیقه بین شدن

حکایت یکی از معدلت کیشان حق جوی ستمگاران زشت خوی را بدین گونه راه انصاف نموده است که در ایام فرمانروائی سلیمان علیه السلام دو زن در انجمن آنحضرت باستغاثه حاضر آمدند ویکی بر دیگری دعوی کرد وگفت که یا نبی الله من واین زن هر دو آبستن بودیم ودر یکخانه توطن داشتیم نزدیکی تقدیر هر دو بیکروز بار نهادیم وپسران زائیدیم چون شب تاریک پردهٔ ظلمت برین خاک دان وخشت فروهشت مصرع ما هر دو بخواب سر نهادیم ؛ وپسران نیز در کنار ما بخواب راحت غنوده بودند درین اثنا این زن پرمکر وفن دنی شعور بی خواب غفلت دست بردهن جگر گوشهٔ خود نهاد چنانکه خفته شد ودر لحظه جان داد پس از ساعتی آن زن چون از خواب بیهوشی بهوش شتافت بچه را بیجان یافت آهسته از بستر خواب برخاسته وبر بالین من آمده آن دغل طفل سا از بغل من برداشت و بچه مرده را در کنار من نهاد ودر خواب شد ؛ بچه من گرفت خرم وشاد ؛ مرده را در کنار من نهاد ؛ در پایان شب چون دیدهٔ من از خواب واشد شیر در پستان من جوشیده بود خواستم که بچه را شیر دهم حرکتی وجنبشی از و ظاهر نشد چون صبح نورانی پرتو انداخت وچهره آدمی شناخته میشد پس از تعمق وامعان نظر فهمیدم که آن پسر مرده از من نیست آخر کار بآن طرار اظهار ما بینی کردم او در انکار زد واز روی دغابازی وحیله سازی زبان درازی کردن گرفت وردوبدل بسیار شد چون کار بجنگ وجدل کشید بمجلس عدالت رو نهادیم وبحکم حاکم برحق رضا دادیم ورای مشکل گشای خداوند آئینه الست غیب نمای هر آئینه حق را

باز محکمه بردند و اعیان دیار و مشاهیر روزگار و دانایان و مجلس آرایان و فضلاء و علماء و دان معرکه
فراهم آمدند چون مجلس عالی انعقاد یافت همگی ارباب فضل و کمال چشم بر دانیال دوخته بودند که بچه
حکمت و دانائی این راز پوشیده برفراز پیدائی خواهد آورد پس دانیال یکی را از آن دو پیر بطال
طلب فرمود و گفت ای معصیت کیش تباه اندیش این پاکیزه گوهر را با که هم بستر دیدی ای بدبخت
در زیر کدام درخت این گل بدنامی شگفته پیر گفت با فلان جوان در زیر درخت انجیر بهمبائی و
رسوائی اقدام نمود دانیال گفت صد نفرین بر تو باد زبان تو سر تو برباد داد و بجاجیان اشارت کرد
که این فاسق را دور برید و منافق دیگر را بحضور آرید چون آن هرزه درای ژاژخای پیش آمد دانیال
حاضر آمد گفت ای بوم شوم وای محکوم نفس اماره وای دربادیه ضلالت و جهالت سرگشته و آواره
بگو که از این بیچاره در زیر کدام شجر امری سرزد که ثمره آن ندامت و باعث رسوائی قیامت شد
آن ملعون گفت در زیر درخت انار دانیال گفت ای ملعون در بلا بر روی خود گشادی و چاهی که
جهت غیر کندی در و خود سرنگون افتادی پس روی بحاضران محفل کرد که حق از باطل شناختید یا هنوز
شبهه پیرامن خاطر شما میگردد و اکنون حقیقت تزویر این پر کیفیت بر شما کشف شده باشد همگی ارباب
فضل و کمال بر دانش دانیال تحسین سر انشدند و بگفتند ش از هر کنار آفرین که بر فهم و طبعت
هزار آفرین پیر کشف و ار سر بگریبان خجلت فرو برد پس آن نیک زن پاک دامن در انجمن آمده
حقیقت احوال بحضور دانیال بر همگنان روشن ساخت دین داران و پرهیزگاران بر بیگناهی
آن معصومه معترف شدند شوهرش عذر تهمکاری و سست رائی خود از و درخواست و با او بنرم صحبت
و اخلاص آراست و دل در وفای او بست و با او چون شیر و شکر در پیوست و بتلافی آن بی انصاف
اصناف مکارم و مراحم در بارهٔ آن بیچاره بجا آورد و پیران آلوده را روسیاهی اندوده و هر خرنشاندند
در شهر گردانیدند و منادی زدند که از هر مردوی که چنین کردار ناشایسته سرزند جزای و سزای
او اینست پس آن دو بی دین را در زمین تا گلو فرو برده برانها بارش تیر و تفنگ کردند تا آنکه
بعقوبت گوناگون جان سپردند و پی بدرکات جهنم بردند لعنة الله علیهما **قطعه** تا جزای را

فریاد برآوردند که ای قوی دستان وای خداپرستان بشتابید و این شوخ چشم زانیه را دریابید که هوای
اوباش عباش را درین بوستان آورده و پرستاران را به بهانه بیرون کرده و آنجوان ناد فراهم آمده و پیر
ناتوان بگرفتن آن جوان دیدیم و افتان و خیزان بدو رسیدیم و متصدی آن شدیم که آن بی باک
ناپاک را دست و پا بسته سر و ریش یکیک شکسته بکوتوال حواله نمائیم تا او را تادیب و تنبیه واجبی فرماید
چون آن لوند سخت قوی هیکل و تنومند بود بران شوخ خیره چیره نتوانستیم شد واز دست ما بدر رفت
ما دو پیر ناتوان او بودیم چون قبل دمان ؛ ماچو رو باه ضعیف او بود چون شیر ژیان ؛ این شیفته
نکوهیده بخت در زیر این درخت ایستاده ماند و خود را از دست ما نتوانست رهاند چون حاکم ساده لوح
که شوهران بی نظیر بود تقریر آن دو پیر گوش گذار او شد لجه غیرت در جوش آمد و نائره خشم و شعله غضب
مشتعل و ملتهب شد آن نیک نهاد را بجلاد سپرد تا او را بکشتن گاه معصیت کیشان تباه اندیش برده
گردن زند **مثنوی** شنیدند این قصه چون خاص و عام ؛ خلائق برامد بیالای بام ؛ تماشاکنان
خلق نزدیک و دور ؛ بران طلعت خوش لقا تر ز حور ؛ بدندان گزیدند دست دریغ ؛ فشاندند
آب از دو دیده چو میغ ؛ چون گذران تهمت آلود پاک دامن در بازار افتاد خلقی بتطارهٔ آن معصوم
غلود هجوم نمودند ایام دانیال علیه السلام ده ساله بود بفهم بلند و طبع متشکل پسندیده از سائر عاقلان
کامل و عالمان فاضل تفوق و رجحان داشت و در صغر سن کارها از و سر میزد که باعث شگفتگی
بزرگان خورده بین می شد آنحال را دید از مردم پرسید که چه غوغاست و این شور و شغله چراست
مردم گفتند زنی زانیه را بکشتن میبرند دانیال سر دوان حلقه در کرده و آن معصومه را دیده بصفای
باطنی و کشف درونی دریافت که دامن عصمت او از لوث معصیت منزه است نعره زد که ای عادلان
ستمگاره وای عاقلان ابله کردار در تحقیق این معامله فکر دقیق و اندیشه درست بکار برده کوشش
کما ینبغی بجا آورده سیاست فرمائید تا باعث ندامت در دنیا و گرفتاری در روز قیامت نگردید گفتند
بگو ای دو پیر مرد مراسم ریاست و قانون سیاست بعمل آوردیم و اگر تو به ازین میتوانی پرداخت
وحق را از باطل جدا توانی ساخت اشد را ضیم دانیال گفت نیکو باشد پس آن بیگناه را از کشتن گاه

آن نو باوۂ گلشن جوانی در مزرعہ سینہ میکاشتند از استیلای بیقراری و اضطراب خورد و خواب بر ایشان
تلخ شد و در گرمی محبت چون موم میگداختند و بہ دمسازان و ہمرازان ازین رمز ظاہر نمیساختند روزی
از روزہا پس از وا پرس ما جرائے مظلومان و انتظام و مہام کافۂ انام و تمشیت امور خواص و عوام
بگرائے محنت سرائے خود شدہ بودند از نوادر اتفاق آنکہ ہر دو را در نیم راہ آرزوی دیدن آن ماہ
در دل و خاطرہا بجلوۂ جمال بدیع المثالش کشید و شعلہ شوق در التہاب و دل بکشش درونی در اضطراب
آمد ہر دو بنجانہ رسیدہ بحکمہ مراجعت نمودہ با یکدیگر درخوردند و از معاودت بخلاف عادت در محکمہ عدالت
ہر یک بدیگری مسائلت نمودند ناگزیر آن دو مرد پیر صحیفہ احوال بارقام راستی آرایش دادند گوہر راز
بمثقب صدق سفتند و بی حجابانہ از عشقبازی و جان گدازی خود گفتند پس آن دو عشاق باتفاق
بطلب وصال آن یگانہ آفاق کمر بستند و منتظر قدوم سیمنت لزوم او نشستند درین ہنگام آن فتنہ ایام
از صفوتکدہ خود خرامیدہ از راہ باغ جہت غسل متوجہ حمام شد و آن ماہ دو کنیز دوشیزہ پاکیزہ ہمراہ
داشت ہر دو را بامر ضروری بیرون گلشن فرستاد و آن سرو آزادہ تنہا در نزہتگاہ باغچہ منتظر ایستادہ
شد درین ہنگام آن دو مضطرب بی آرام مفتون قابو یافتہ در باغ شتافتہ بر ہمنوئی شیطان ملعون
در ہا بستند و بدو پیوستند و گفتند کہ ای گلدستہ حسن نازہ روزگاری دراز سپری شد کہ بسودای تو
دل از دست دادہ ایم و جان بر کف نہادہ حقۂ نوشین تکلم شیرین بکشای و بر حال ما ترحم نمائے و
باما چون شیر و شکر بیامیز و جرعہ از جام وصال در کام لب تشنگان بوادی نامرادی بریز و مرحم
راحت بر جراحت ما نہ و پیش ازین آزار ما مبوسی و سرکشی مدہ و اگر نہ افترائی بر تو بستہ تہمت آلودہ
کردار ناشایستہ می ہمانیم و نعرہ بر کشیم و خویش و بیگانہ را آواز می دہیم کہ تو با جوانے لوند ناپسند
درین نزہتگاہ پر نور در آمدہ مرتکب فسق و فجور شدی و شوہر غیور تو ازین آگہی در شورش آید و ترا
بکشتن فرماید آن معصومہ پاک دامن از تقریر آن دو پیر پر تزویر دست و پا گم کرد و بر بیچ و تاب تفکر فرو رفت
و پا بہ تنگنای اندیشہ فشرد و دل را بپذیرفتن بکی از ان دو بلا مستحیر ساخت کہ خود را بلوث معصیت آلودہ سازد
یا لوای شہادت بمیدان تہمت برافرازد آخر سر بناشایستگی فرو نیاورد و بستم کشتگی رضا داد پیران با دتا

تفتیش معامله سزاوار کنار باید نهاد تا بیگناهی و معصومی به افترا و تهمت در حضیض هلاکت نیفتد و فتنه گران
شریر بتقویت صرافی در زانت تقریر کار پیش نبرند و شمع صدق و صفا بصرصر کذب و افترا کشته نشود و گلستان
حق بخزان زرق پژمردگی و افسردگی نیابد قطعه تا بفکر صواب دریابند عاقلان زمان حق از باطل
باد بر تخت جلوه گر تا حشر آنجهانگیر عادل کامل دل پاکش زکذب و زرق نفور خاطر او بسوی حق مائل

نغمه سنجی عندلیب خامه بزبان سر بر در گلشن معدلت و انصاف و حق را از باطل امتیاز نمودن و بیان نتیجه تهمت و افتراء و ثمره آن یافتن صاحب افترا

حکایت یکی از خرقه پوشان صاحب فرهنگ و هوش بوده بنگاشتن این نقل شگرف و داستان
شگفت بدینگونه عبرت افزای جهانیان شده است که در ولایت کنعان امیری بود از دودمان
بزرگ که حکومت و ریاست شهر تعلق بدو داشت خدیو والامقدار بارگیر مهمات خلائق بر دوش
همت او نهاده بود او دو مرد پیر را که بدانش و تدبیر در معامله فهمی و روشن قیاسی بی نظیر بودند
به نیابت خود پذیرفته بود و ایشان پیوسته در محکمه نشسته عقده کار فروبسته کاران را بناخن امداد
و اعانت می کشودند و همواره سرگرم معدلت و انصاف بوده بداد دهی اهل استغاثه و وا پرس
مظلومان بدل همت مینمود آن حاکم را نزد یک محکمه باغچه بود که بکمال نضارت و طراوت گلشن فردوس
در جنب او پژمرده نمودی بنظاره گلهای رنگینش دیده ارباب بینش را جلائی و صفائی بخشیدی
و نسیم عنبر شمیمش جانی تازه در عظام رمیم دمیدی چون محکمه از هجوم حاجتمندان و شور و شغب
داد طلبان برنگ خاطر عارفان کامل از خیال بیهوده و سودای باطل خالی شدی همخوابه حاکم
بیدار بخت که بحسن و ملاحت و اعتدال قامت قیامتی بود و بکرشمه سخنی و عشوه فروشی و دلربائی
و جانفزائی و رعنائی عدیل نداشت دران گلشن جنت تزئین برنگ حور العین خرامش نمودی
و بحیت استعاش طبع و شگفتگی خاطر و انشراح مزاج و ابتهاج در چمن زارش گلگشت فرمودی
روزی نظر آن دو مرد پیر بران طلعت بی نظیر افتاد هر دو مولع و شیفته آن ماه دو هفته
شده چون شنیدند بدین هلال از خود رفتند و آن هر دو معمر از راز یکدیگر خبر نداشتند و تخم محبت

تیره درون در انجا رسید هنوز پیام تمام نگذارده بود که آهک پزان او را بزور برداشته در آن آتش انداختند و در آن جهنم آباد بعذاب گوناگون و انواع تالم جاندادر باعی طرزی بجی هیچکسی قرار ممکن عادت بزرق وحیله ومکر و دغا مکن ۔ گر نیکوئی ز دست تو ناید مکن بدی ۔ راحت اگر بکس نرسانی جفا مکن

درین اثنا آن پاکیزه اعتقاد از عبادت فراغ یافته روبراه نهاد و بصحرا رفته با آهک پز پیام داد که حکم خداوند جهان را بعمل آوردی یا نه گفت بلی اینک آنجوان را در آتش انداختم و کار او را در لحظه تمام ساختم و استخوان سوخته را بدو نمود جوان بیگناه از چگونگی پیام هلاکت انجام آگهی یافته چنین شکرانه بر زمین نهاد و نیایش گوناگون و ستایش از حد افزون نسبت بحی بیچون بر زبان راند و درین سانحه شگرف حیران ماند و دانست که امداد یزدانی و تائیدات آسمانی او را از بن بلای ناگهانی در احاطه سلامتی و امن نگاهداشت پس خرامان و دامن کشان ببارگاه سلطنت حاضر آمد شهریار چشم انتظار در راه داشت بمجرد دیدن او حیران و پریشان و مبهوت ماند او را پیش طلبیده پرسید که اینقدر مدت کجا بودی و چرا دیر نمودی جوانی بی ترس و بیم بکمال ادب و تعظیم حقیقت احوال از اشتغال نمودن بعبادت و اهمال نمودن در انجا و پس از فراغ آن گذاردن پیغام و یافتن پاسخ آهک پز همگی بر منصه تقریر جلوه گر ساخت شهریار را کمال یقین حاصل شد که دامن آنجوان از لوث عصیان و آلودگی جریمه منزه بود و آن مفتری کذاب پاداش عمل ناشایسته و اندیشه ناصواب خود یافت مرزبان زبان بشکرانه یزدان بگشاد و سر بسجده نهاد و بتلافی آن اندیشه نادرست که درباره آن راستی منش از و سرزده بود گنج عظیم و خزانه فراوان بگدایان و بینوایان بذل فرمود و جوان را از همگی فرمانبران به محلوم راتب و سمو مدارج سربلند ساخت و حقیقت احوال با ملکه عفیفه برزبان راند و ماجرای انگشتری باز پرسید ملکه از روی راستی ماجرای گذشته باز نمود شهریار را بر بانوا عتماد و اعتقاد صلاح و سداد بیشتر از بیشتر شد و تا دم واپسین روی یکدیگر بوده جام نشاط و پیمانه خوشدلی که در بزم وصال می پیمودند و سرمایه جوانی و نقد زندگانی صرف عیش و تنعم مینمودند باعث تمهید این مقدمات و تحریر این تا ویلات آنکه اقوال غرض گوناگون و مفتریان را بمسامع اجابت راه نباید داد و اهل معاصی و جرائم را پس از تشخیص و

بخاطر آمد وغیرت بادشاهانه مانع تحقیق وتفتیش معامله شد وخشم وغضب لازمه اوصاف بشریت است
بر معدلت وانصاف غالب آمد وخواست که استکشاف آن قضیه نموده او را بدان آتش سیاست فرماید
تا دلش از کشمکش غیرت بیاساید چون بدین نیت عزیمت او تصمیم یافت آهک پز را بحضور طلب داشته
فرمود که جوانی را از اهل جرائم نزد تو میفرستم آمده با تو خواهد گفت که حکم خداوند عالم بعمل آوردی
یا نه در لحظه که این حرف از و سر زند آن نکوهیده بخت را با جامه و رخت درین آتش سوزنده که نمونه
از درکات جهنم ست در اندازی و وجود مردود او را سوخته خاکستر سازی آهک پز سر بسجده نهاده گفت
هر چه حکم شود فرمانبردارم شهریار از صحرا مراجعت نموده متوجه شهر شد و در نزهتگاه والا رسیده
جوان معصوم را طلبیده فرمود که نزد آن آهک پز که فلان جاست برو وبگو که حکم جهانبان را کار بستی
یا نه جوان ساده لوح غافل از انکه بچه امر مهلک تعین نموده شد خندان وخرامان قدم براه نهاد
چون عنایت ایزدی بدرقه راه و تائیدات غیبی حارس وجود جسته ورود او بود امان عصمتش لوث
معاصی نداشت ازان عقبه سخت و مهلکه صعب ایمن وسلامت ماند وباعث رهائی آنکه دران راه
پر محافظت ملوث بلاوآفت عبور او بر در گلستانی که جمعی از عباد و زهاد به پرستش ایزدی در انجا
فراهم آمده بودند وبعبادت معبود حقیقی اشتغال مینمودند افتاد جوان دادار پرست را از مشاهده حال
میل عبادت از درون سعادت آگین سر زد و مرکوز خاطر او گشت که حکم مرزبان آنقدر ضرور نیست که بحال
استعجال بعمل آورده شود اول سر بپرستش ایزدی درارم وبرنگ خدا طلبان نمازی بگذارم آنزمان
بخاطر جمع و درون آسوده فرموده جهان بان پیامی که داده است با آهک پز گذارش دهم بدین نیت
صافی طویت درست عقیدت آن یگانه در عباد تخانه درآمد وتا دیر بحضور دل وجمعیت باطن دران
صورت کده بنماز و نیاز اشتغال داشت مدت نیم روز حکم و بیش آن ریاضت کیش دران معبد بسر برد
درین اثنا بادشاه را مشورش درون و بیقراری روی داد و خلجان شد که آیا حال آن عاصی
چه شده باشد در لحظه انجوان مقتدیرا که از روی بغض وعناد بران پاکیزه نهاد راسخ الاعتقاد تهمت
وافترا بسته بود جهت پرسش حال او فرستاد و با آهک پز پیغام داد که حکم عالی را بجا آوردی یا نه چون آن

در دماغش پیچیده و پا از شاه راه ادب و جاه اعتدال بیرون نهاده و زمام اختیار در قبضهٔ اقتدار
نفس امّاره نهاده دست بنقب گنجینه خانه عصمت کشاده و دامان عفت بلوث معصیت آلوده ساخته
میخواهد که بجانب آن شمع کاشانه دولت و اقبال که از مشاهدهٔ جمالش دیدهٔ سکان صوامع قدس
و چشم نشرویان زوایای انس محروم و مایوس ست بنظر بد نا حفاظی نگاه کند و شرم حرم و بیدارے
از دست داده ازان جلوه چاشنی برگیرد و ازان ثمره لذت پذیرد و ازان گلشن همیشه بهار گل مراد
چیند و ازان نیر نورانی اقتباس نور نماید شاهد اینحال و مبیّنهٔ این مقال انگشتری ست که ملکه بدو عطا
فرموده که سراپا دهن گشته درین باب سخن میکند ؎ ملک را چنان گرم کرد این سخن ؛ که جوشش برآمد
چو منجل بتن ؛ انواع صلاح و تورع که ازان جوان و ملکه مظنون خاطر او بود خلاف آن بر صحیفهٔ ضمیر
نقش پذیر گشت و انگشتری در دستش دیده نقود تقریر شریران بر محک دانش و عیار بینش سره یافت
دریای غیرت در طلاطم و تموج آمد خاشاک وار در گرداب حیرت و گرد باد صفت در بادیه تعجب
سرگردان ماند نائرهٔ غضب و شعلهٔ خشم التهاب و اشتعال گرفت و بر ین آمد که هر دو معصیت آلوده
را در سعیر عذاب و جهنم عقاب بنشاند گوناگون مبتلا گرداند و هر یکی را بپاداش کردار ناشایسته
رساند اما چون دادار جهان آفرین طائفه را که انتظام کار جهانیان بذات ایشان وابسته و بازقبض
و بسط و دار و گیر مهمات عالمیان بر دوش همت ایشان نهاده باطن قدسی مواطن ایشان بلوامع و اشعهٔ
انوار معرفت متجلی ساخته که حق را از باطل و کذب را از صدق امتیاز توانند نمود شهریار حزم و احتیاط
را مرعی داشته امعان نظر و کمال تعمق بجا آورد و در پے تحقیق و تشخیص افتاد اگرچه شهریاران لعین
پیوسته ساعی بودند که آن مسکین را علف تیغ بیدریغ سازد اما شهریار بفحوای این کلام متین
الزام عمل مینمود ؎ که سهلست لعل بدخشان شکست ؛ شکسته نباید دگر بار بست ؛ روزی آن مسند نشین
اورنگ جاه و جلال از کمال اندوه و ملال به تنگ آمده جهت انشراح خاطر و ابتهاج مزاج و هاج بجانب
صحرا خرامید و در انجا دید که آهک پزان کورهٔ آهک را با آتش نمرودی سخت گرم کرده اند چنانکه آهن
از حرارت آن بسیگداخت و هیچکس پیرامن آن نتواند گشت آن گیهان خدیو کوه شکوه را از انجوان

آن بلقیس شوکت قیدا فه سیرت خاتم سلیمانی از انگشت کشیده بدو سپرد تا بعد فراغ ردوشستن باز
در انگشت کند جوان که بعقل و فراست و فهم و کیاست سرآمد دانشوران بود انگشتری در خنضر خود درآورد
بملاحظه آنکه از روی غفلت آن نگین بر زمین نیفتد ولیکن چون امری مقدر و واقعهٔ شگفت از کتم غیب
بر منصهٔ ظهور جلوه گر شدنی بود و گردش روزگار کجرفتار همواره در پی آزار راستی کیشان صلاح اندیش
است به نیرنگی تقدیر ملکه را انگشتری از خاطر فراموش شد جوان را نیز یاد نیامد که پیش او حاضر سازد
ملکه بخلوتخانه خرامید و جوان غافل از آنکه انگشتری در دست دارد ره گرای صفوتکدهٔ خود شد
از بدائع اتفاق و نوادر سوانح آنکه جوانان نفاق اندیش عداوت کیش که بر وحسد میزدند در راه در خورند
و انگشتری در دست او دیده فهمیدند که ملکه بدو بخشیده از روی حسرت بر نگ انگشتری انگشت در
دهان گرفتند و چون عقیق و یاقوت در خون نشسته و مطمون و مرکوز خاطر ایشان گشت که او را
با ملکه سر و کاریست و هر دو بوده یکدیگر شدند و ثیقت نامه اتحاد و وداد بمهرهٔ مهر مزین و مطرز ساخته اند
بلکه جوان انگشت مخفی نیز در انگشتری پنهانی دراورده بذل انگشتری بدو شاهد این حال است
از غایت حسد همگنان در خلوت کنگاش نشسته در پی بر هم زدن هنگامه تقرب او کمر بستند و راه بغض
و عناد سپرده چون ابلیس تبلیس در رگ و پوست خدیو وقت در آمده از هر دری بسخن در پیوسته
چهرهٔ وقت را بگلگونه خوش آمد و غازهٔ تملق رنگ دادند چون مرزبان سرگرم ساوق انتعاش و
نشاط شد و اثر شگفتگی و ابتهاج از ناصیه او جلوه گر گشت جوانی فتانی که از همگی شریران بفصاحت و
حسن تقریر بی نظیر بود آداب کورنش و تسلیم بتقدیم رسانده بر زمین ادب ناصیه سا آمده عرض نمود
که ای خداوند عالم اگر انجمن از خواص و عام خالی شود التماس ضروری دارم بعرض اقدس رسانم و واقعه
شگفت و سوانح عجیب که درین ایام نافرجام بظهور پیوسته و در ستر و اخفای آن مفرت عظیم متصور است
بر صحیفهٔ اعلان نگارش دهم شهریار همگی ارکان دولت و ندما را فرمان داد که یکسو شوند چون خلوت شد
گفت ای مسند افروز اورنگ خلافت و صدر آرای بارگاه جلالت جوانی که بخدمت مهد علیا و ملاذ
محل خاص سر بلندیست و مجال آمد و رفت در شبستان والا دارد خیال محال در سرش افتاده و بخار غرور

پس از چند گاه چون پیمانه زندگی پدرش لبریز گشت آن ملک را بیکی از معتمدان هوا خواه تسلفته بملک موروثی خود متوجه گشت و بر سلطنت پدر نیز متصرف شد و بادشاهی عالیمقدار گردید از خوش سلوکی او ملوک نواحی سر بر خط انقیاد نهادند و ظرائف و نفائس بر سم هدایا و تحف نزد او فرستادند تا دم واپسین راه معدلت و انصاف سپرد و آخر کار او نیز بمرگ طبعی از این سرای فانی پی به نرشنگاه خلد جاودانی برد قطعه مقیمی نه بینی درین باغ کس ٭ تماشاکنان هر یکی یک نفس ٭ کنم از پے دیگری جای گرم که ما را زجائی چنین باد شرم ٭ قطعه تا که از بهر خدمت صاحب ٭ جان ندارد دریغ اهل وفا ٭ شه جهانگیر بر وفاداران ٭ ٭ مهربان باد تا بروز جزا ٭

نوا سنجی کیفیت خامه در چار چمن تحریر داستان بی التفاتی بر قول عرصگویان وصیانت بیگانگان از دست برد نامرادی اینها تا بحضیض هلاکت نیفتند

دانش وران داستان سرائے و خرد پروران نکته پیرائی بنگاشتن این حکایت دلربائی بدین گونه نشاط افزای والا فطرتان خرد شناس و نکته سنجان روشن قیاس شده اند که جوانی از دودمان بزرگ که باصناف نکوکاری و انواع تورع و پرهیزگاری آراسته بود بخدمت ملکه ممالک فرنگ مواظبت و مداومت نمودی چون دران قوم بیگانه دین منحرف از شاهراه یقین معمول ست که نسا از رجال بهیچ حال رو نمی پوشند و در ستر و اخفا نمیکوشند آنجوانرا خدمت حضور مقرر بود همواره نزد آن نیر اوج کامرانی بفرمانبرداری کمر بسته ایستاده بودی چون آن خاتون بران نیک نهاد که انوار صلاح و سداد از ناصیه حال او پرتو انداز بود کمال عاطفت و رافت مبذول میداشت در دل خادمان دیگر حسد میجوشید همگنان در کمین گاه بغض و عناد نشسته پی تفحص او بودند تا دامن عصمتش بلوث تهمت آلوده سازند و او را با فترا از پیشگاه تقرب دور اندازند روزے از روزها ملکه دلنواز از خوابگاه ناز برخاسته بر کرسی مرصع جلوه گر شده گوهر دندان را بمسواک جلا میداد و آن جوان آفتاب طلعت آفتابه گرفته آب بر دست آن ماه پیکر میریخت و انیمعنی باعث آبروے خود میدانست و زهره حاسدان از گرمی حسد آب میشد درین اثنا

او سربلندی یافتن و پس ازوی بر اورنگ سلطنت جلوه گر شدن یک یک باز نمود از اصفهای این ماجرا
سراپای او حیرت فرو گرفت و از نیرنگی تقدیر بغایت شگفت ماند پس دختر از پدر رخصت شده نزد شوهر آمد و
برنگی که سپارش شوهر به پدر نموده بود صد مرتبه بیشتر ازان پامردی پدر پیش شوهر بجا آورد تا دستگیری
او نماید و عقدهٔ سخت او را بناخن امداد شفاعت و اعانت بگشاید پس و بشوهر آورده نکته سرا شد
و بحسن تقریر کالبد سخن را جانی تازه دمید و گفت ؎ بدی را بدی سهل باشد جزا ؎ اگر مردی
احسن الی من اساء ؎ اگر او از نامرادی زهر در کام تو ریخت تو از روی مروت آنچنان در گلویش
بچکان اگر او با تو خشکی و سردی نمود تو با او بگرمی پیش آئی آن بیدار بخت التماس همخوابه را پایهٔ
اجابت بخشید و خلف خود را که نبیره او بود با لشکر بسیار و پهلوانان نامدار که در معرکه کارزار دمار از
دشمن برآرند با او بکمک تعیین فرمود آنجوان مردانه و آن یگانه زمانه به تردد پی در پی و جنگها
تواتر برد دشمنی که خیره بود چیره شد و او را اسیر کرده پایش در زنجیر کشیده پیش پدر خود فرستاد
و ملک را بدو سپرده بکمال ادب رخصت طلب گشت جد او چون فرزندی نداشت که هرگاه صدمه
اجل او را از پا درآرد ملک و سلطنت او را برپا دارد نبیره را پاسخ داد که همگی ملک و مال من از تست
و مرا بجای پدر حقیقی دانسته این خانه را از خود فهمیده توقف فرمائی و بعیش و نشاط مشغول پیرای
خاطر شو و چشم مرا بجلوهٔ جمال خود جلائی بخش و مرا مهمان چند روزه دانسته در همین مقام قرار و آرام گیر
که پس از من مسند افروز انجمن تو باشی و حق بمرکز خود قرار گیرد و بیگانه درین ملک مسلط نگردد و آن
سعادت منش نیکو سرشت حقیقت احوال جد خود نوشت و برخصت او در آن ملک چند سال بعیش و
کامرانی بهره از زندگانی برداشت انجام کار چون از بوقلمونی روزگار و گردش چرخ کجرفتار
بر همزن هنگامه سلطنت جدا و شده و ساقی اجل شربت کل من علیها فان در کامش ریخت نبیره را
طلب داشته بر سریر خلافت مضمر نشانده و جواهر زواهر بر تارک مبارک او نثار کرد و پس از چند ساعت
رخت سفر ازین سرور غرور بدار السرور بربست و نبیره بر مسند ایالت نشسته چند سال سلطنت
باستقلال کرد ؎ از خروس کوس شاهی این ندا آمد بگوش ؎ کین سرائی بادشاهی ابنوبت میرسد

این صاحب هوش و فرهنگ را که بتازگی بر اورنگ سلطنت جلوه گر شده بود شنیده غافل از آنکه
این همان راجپوت ست که در پیشین زمان بغرمیت خدمت در پیش او رسیده و او مهره مهر از و بر چیده بود
رو بطلب کمک و امداد بدو نهاد آن سعادتمند ازلی چون از آمدن او آگهی یافت سلوک ناشایسته
او بنظر نیاورده و بر مکارم اخلاق عطوفت و اشفاق خود عمل نموده خلف خود را که از دختر او
بوجود آمده بود با ارکان دولت و اعیان مملکت باستقبال فرستاد آن نونهاد گلشن سلطنت او را
بشگفته روئی و دلگیری دریافت و مرحبا گفت و بتقطیع گزین و دبدبه تمام بشهر در آورد راجپوت
او را در بغل گرفت و تفقد گوناگون و التفات ازحد افزون بنواخت و ضیافت بادشاهانه سرانجام
داد و انواع اطعمه و اشربه و عطریات و فواکه و اثمار و ترنم سرایان خوش آواز و خنیاگران دلنواز
در آن مجلس حاضر آورد و چون از طعام و شراب فراغ یافتند او را در منزل خوش هوا و مقامے
دلکشا که بنقوش بی نظیر و گوناگون تصاویر مزین بود فرود آورد و چون چند روز در آن مقام
دل افروز نشاط اندوز شد و از کوفت و ماندگی سفر براسود همخوابه نخستین خود را که دختر او بود
بدیدن او فرستاد تا او را دریابد و دیده فراق دیده را بدیدارش روشن سازد چون آن
ناحق شناس کور باطن دختر خود را نشناخت همه تن چشم گشته بگریه درآمد و باعث گریه سه وجه
بود اول آن آنکه برگشته بخت لخت جگر را پس از مرور ایام بنظر درآورد دوم مهر پدری جوش زد دوم
ندامت و پشیمانی از آن نامهربانی که درباره او بجا آورده بود سوم خجالت که ملک و مالش پامال
بدسگال شد و حالش بدین پله رسید که شخصی که بخدمت او بغرمیت ملازمت رسیده بود جهت
کمک و امداد التجا بدو آورد و بهر نوع غبار انفعال را از رخساره احوال خود با شک ندامت
بشست و مدت دراز با دختر دلنواز بزم تفقد و عطوفت را گرم داشت پس دختر ماجرای گذشته
از برآمدن او از انجمن و همپائی نمودن راجپوت و کشتن فیل را شوهرش و یافتن دوگوهر در پیشانی
فیل و سعادت اندوختن بملازمت والی آن کشور و راه حقیقت و وفا سپردن و زن و فرزند را در عوض
جان او در باختن و لوای عقیدت در مضمار ارادت افراختن و بدرجه قبول موصول شدن و بفرزندے

سر بلند ساخت و در سلطنت خود او را انبازی داد و تا دم واپسین بزم محبت و اخلاص را بهمدگر گرم
میداشتند و لوای یکتا دلی در عرصه یکجهتی می افراشتند رباعی طرزی کسی که حق نمک آنچنان نشناخت
ایزد بلطف خویشتنش اینچنین نواخت ؛ آنکس که او سپرده ره بی حقیقتی ؛ دور زمانه عاقبتش پایمال ساخت
الغرض چون شهریار را فرزندی نبود که پس از ارتحال او ازین سرای فانی بملک جاودانی قائم مقام
و جانشین او باشد او جوان را باوجود نسبت دامادی بفرزندی برداشت و ولی عهد خود ساخت و چون
داعی اجل را اجابت نمود تارک مبارک او را باکلیل سلطنت آرایش داد و بر اورنگ خسروی بنشاند
و آن ستوده صفات معدلت و انصاف را آرایش روزگار خود ساخته چند سال باستقلال سلطنت
کرد و صحیفه ایام را از ارقام ظلم و حروف ستم بنوعی سترد که شیر ژیان و گوسپند ناتوان بیک آبشخور
آب میخوردند و در زمان آن بیدار بخت فتنه بدان گونه سر بخواب بیهوشی نهاد که از بانگ خفتن
و خیز و نشاط خفته دیده واکرد و برخاسته در دل غمگینان و خزینان نشست خلقی در دورش
بمهد عافیت و بر بستر امنیت غنودند و مدح آرایان و نکته پیرایان او را باوصاف گوناگون می ستودند
درین اثنا آن مرزبان باطل قیاس را که این راجپوت در زمان افلاس بخدمت او رسیده بود
و او سر از گریبان کوتاه همتی برآورده آستین رد بر افشاند و آن دیو شوم تنگ و ناموس دختر
حقیقی خود را نیز از پیش خود بخشم و اعراض براند به نیرنگی تقدیر واقعه سخت در پیش آن نکوهیده بخت
آمد و بلای عظیم مبتلا شد مفصل آن طولی دارد و باعث ملال خاطر نازک ارباب فضل و کمال است
مجمل آنکه دشمنی قوی و خصمی چیره دست لشکری فراوان فراهم آورده پای در مملکت او نهاد او با جمعی انبوه
از مستقر خلافت خود بیرون آمده بجهت مجادله مقابله گردید جنگی عظیم و ریبوست اکثری از نبرد آزمایان
صف شکن و شیر زوران فیل افگن دران معرکه ازین سو بقتل رسیدند چنانکه دریای خون زدودان
ناسیراب بخت ازان لجه طوفان خیز برجسته رو بگریز نهاد و ملک و مالش بدست بدسگال افتاد
با چندی از خاصان هیبت زده و هراسان بکوهستان خزید و چون عنقا در کوه قاف ناپدید گشت
چندگاه دران دشت و خستان بسر گردانی و پریشانی بسر برد انجام کار او صاف برگزیده و اخلاق پسندیده

رفت چون موم و گداز افتاد و زندگی بروی تلخ شد و الحاح کرد که مرا نیز بکش از این پیش از زندگی
حظی ندارم و بی نور دیده جهان در چشم من سیاه و نشاط و عیش من تباه است زال زهری که در کاسهٔ
او کرده بود در کامش نیز ریخت و دو از نهاد راجپوت برامد و در پای زال افتاد که مرا نیز از هم گذران
که در فراق زن و فرزند بعذاب گوناگون جان خواهم سپرد زود باش و مرا ازین کشمکش وارهان
فرود زخمی دگر بزن بعناجم چه میکشی ؛ بر نیم کشتهٔ رحم نصد خون برابر ست ؛ گفت از عالم مروت
بعید ست که دست خود با بخون تو بیالایم برو که سگ وفا بنام تو زده اند و آیت حقیقت در شان تو نازل
شهریار از نظارهٔ این احوال بغایت شگفت ماند و دوست داری و حقیقت پروری او را دیده تحسینها
بر زبان راند و دست نیاز بدرگاه کارساز برداشته استدعا نمود که بار خدایا بندگان تو در پناه راه
وفا و منهج اخلاص جان سپرده اند و باده سعادت کونین فراهم آورده ایشان را جانی تازه کرامت
فرمائی تا بر سند حیات جاوه گر گشته ببزم آرائی مجلس محفل تسکر گذاری را گرم دارند چون دعوات عدالت
نشان اغلب اوقات قرین اجابت ست لجهٔ بیکران موهبت الهی در تموج آمد و چشمهٔ بخشایش موج زد
و فیض قدسی جان نو در قالب ایشان دمید پس شهریار از انجا مراجعت نمود شبستان خاص را
فروغی تازه بخشید و راجپوت نیز با زن و فرزند خرامان و خندان و تسکر گویان و نیایش کنان
رهگرای منزل خود شد با مداد ان که خدیو خاور برین رواق اخضر جلوه گر شد شهنشاه دربارگاه
خرامیده دیده افروز جهانیان گشت راجپوت نیز دربار عام رسیده بسجده خدمت ناصیه سعادت را
جلا داد شهریار ماجرای دوشینه استکشاف نمود او معروض داشت که زندگانی خداوند جاوید باد دوشی
با شوهر خود ستیزه نموده برامده بود و از بیکسی و تنهائی بهای های میگریست و چهرهٔ غربت را بآب
می افزود با انواع کلمات ملائم و مواعد دلنشین با شوهرش آشتی داد و آن پیوند حقیقی را از سر نو
تازه ساخت کیهان خدیو از فراخ حوصلگی و بلند همتی او متعجب تر شد که با وجود آنکه اینچنین خدمتی
شایسته از و سر زده ما را از اظهار آن دارد و زبان و لب را بدین نقل شکرفت نمی آلاید و خجالت و
انفعال سد راه مقال او شده است پس دختر خود را در عقد تزویج او در آورد و او را بشرف دامادی

ونشانی از نوحه گر نیافت لاجرم بیرون شهر شتافت در نزدیکی شهر خرابه بود در انجا زالی کهن سالے
را دید نشسته وچرخی وقرعی در پیوسته و بدست کاردی دارد که آنرا بسنگ تیز میکند گفت تو کیستی وچرا
می نالی گفت زنی زاهده مرتاضم سالها در مجاهده و ریاضت بسر برده و بجای طعام هیچ گیاها خورده
و پیش از وفات خود مرده و از جهانیان انزوا گزیده درین گوشه بی توشه نشسته ام و دل بمعبود حقیقی
بسته و از قید تعلق وارسته درینولا بنور باطن وصفای درون دانسته ام که والی آفاق که بانواع مکارم
اخلاق مزین ست فردا ازین خرابه فانی در نزه تنگاه خلد جاودانی خواهد شتافت چون عاطفت آن
نیک سرانجام در باره خلائق عام ست قضیه نامرضیه او بی اختیار مرا در نوحه می آرد و اشک خونین
از چشم میبارد مثنوی بعهدش همی هیچ آرام خلق ۔ پس از وی ندانم سرانجام خلق ۔ راجپوت
ازین آگهی سر بسیان و مبهوت شد و دست و پا گم کرد و بغایت متاثر و متالم گشت و کمال تضرع و الحاح
از و پرسید که ای دانای اسرار پنهانی و ای پشت پا زننده نعیم ایجهان فانی هیچگونه علاجی و چاره
هست که دست زوال بدامن اقبال آن ستوده خصال نرسد و صرصر اجل چراغ زندگی آن سرور را گل
نکشد و آن مایه امن و امان ازین مهلکه ایمن و سلامت ماند گفت بلی راجپوتی که بخدمت او سر بلند ست
و انوار حقیقت و وفا از ناصیه او پیدا و نشان صدق و صفا از جبین او هویدا ست اگر پسر ازین
خود را در عوض وجود خسته او در باند و بدین کار دادار قربان سازد تا چند سال دیگر بر اورنگ سلطنت
جلوه گر باشد و ناخن مرگ چهره زندگیش را نخراشد راجپوت این کلمات شنیده بخانه برگردیده و همخوابه
خود را که در سلک عقیده و وفا چالاک تر از و بود ازین واقعه جانگزا آگهی بخشید زن در لحظه از جا
برخاست جگر گوشه را در بغل گرفت و گفت اگر از کشتن این شیر خوار آن خدیو روزگار مستدام فیروز
انجمن زندگی باشد ازین چه بهتر زود باش و هنگامه حقیقت و وفا را گرمی ده و باندازه عقیده و ارادت
سازوائی بخش راجپوت باتفاق آن یگانه آفاق آفرین ها کرد و آن سعادتمند را با فرزند پیش
دالل برد و بچه از بغلش کشیده بدو سپرد نال فی الحال او را بدان کار دبسمل ساخت و قالب
آن معصوم از روح قدسی بپرداخت مادر از نظاره احوال پسر همه تن چشم گشته در گریه آمد و از گرمی

او وزنی نداشت و بی ثباتی مال و متاع جہان فانی در دانش و بینش او مقرر شدہ بود تقاضای لگد تنگہ
آن سبکروح را بخاطر گران نامد و او را در سلک سپہ لاران خود در آورد از ہمگی فرمان بران او پیشہ
دانستہ خدمتی و کاری بدو تفویض نمیفرمود و چشم بر حقیقت و رضای او دوختہ بود کہ روزے
سر خود را در راہ اخلاص و محبت ما خواہد باخت و بوقت نازک و ایام عسرت فدا خواہد ساخت چون
طینت او را با آب وفا سرشتہ بودند شبہای دراز آن خیر سگال چون ستون سرادق اقبال بر پا بود
تا خصمی و دزدی بپیرامن حریم آن والی ہفت اقلیم نتواند گشت حقوق نمک را بدان گونہ مرعی میداشت
کہ خواب را در دیدہ شور ابہ نمک می پنداشت شبی از شبہای برشکال کہ چون سینہ اہل ضلال تیرہ و چون
روز نکوہیدہ بختان سخت تاریک بود بمثابہ کہ دعای مستجاب راہ افلاک گم کردے و آہ عشاق
مشتاق از سینہ تالب نتوانست رسید ۵ ز تاریکی شدی گم اندران شب ۵ فغان و آہ عاشق
را رہ لب ۵ خدیو بر بستر خواب استراحت سر بالش ناز نہادہ بود و لحظہ چشم گرم کردہ و دلش بیدار
کہ ناگاہ آہ درد آمود نوحہ الم آلود چنانکہ از شیون نیان خستہ درون و ماتمیان دل فگار سر بر زند
بگوش او رسید از خواب برجست و بغایت مضطرب و بے آرام گشت و پرستاران و خدمتگاران را
آواز داد و در پے استکشاف احوال شد کہ نوحہ گر کیست و نوحہ سرائیش از چیست و گفت از انجا
ظلال عاطفت و سایہ عدالت من عرصہ گیتی را گرفتہ خلقی در مہد خرمی و بستر بیغمی بخواب راحت
غنودہ اند نالہ دردمندانہ مظلومانہ چراست و نالندہ کجاست بکمال ملال از شبستان خاص
دربارگاہ خرامید و قوی دلی را می طلبید کہ یقین فرماید تا تفحص و تجسس انحال نماید ہیچکس از
پاسبانان بیدار و از کمر بستہا بر دربار نیافتہ بجز آنجوان منتظر فرمان ایستادہ چشم بر در نہادہ
جہان کشا از حقیقت وفای او تحسین سرای شد و بنوازش گوناگون استمالت از حد افزون دلش
داد و بتفحص انحال فرستاد و درین اثنا بخاطر شہریار پرتو انداخت کہ من نیز پوشیدہ در عقب او خرامش
نمایم تا بہ بینم کہ او درین شب ظلمانی پی درین اسرار نہانی می برد یا از بیم راہ برگشتہ بخداع و نیرنگ
بزم تسلی را سر انجام دہد پس آن سروزار در احوال او را تماشا گر بود او تمام شہر را پالید اثرے

بسگافت درانجا دو دُر گران بہا یافت در ولایت ہندوستان مشہور ست کہ در پیشانی بعضی از فیلان
مروارید کلان قیمتی پیدا میشود کہ آنرا گج موتی خوانند الغرض آن ہر دو مروارید بمنجوابہ خود بخشید
و آن مہر سپہر حسن و جوانی را بدان دو کوکب نورانی مزین ساخت و انہا بہم آغوش نصرت و
فیروزی و ہمدوش سعادت بہروزی چون ماہ سریع السیر گشت پس از چند روز بشہری دل افروز
رسیدہ نشاط اندوز گشتہ و با عیش و کامرانی بہرہ از زندگانی برداشت و در ان ایام سعادت التزام
او را پسری از کتم عدم در نہ ہنگام وجود جلوہ گر شد راجپوت یکی را ازان دو گوہر فروختہ ترنم ساز
و دلنواز ان را طلب داشتہ بزم مسرت را سرانجام داد و از نشہ ٔ راوق نشاط گرم شد اتفاقا
جوہری کہ آن لولو را خریدہ نمودہ بود آنرا پیش والی آن کشور بُرد و بہ بہای صد چندان از انچہ ابتیاع
نمودہ بودہ بفروخت و ازان ستارہ نورانی بزم او را برافروخت شہریار والا گہر از نظارہ ٔ آن
جوہر در لجۂ حیرت فرو رفت و از جوہری پرسید کہ این اختر کدام آسمان و گوہر کدام عمان است
و از کجا بدست آوردی جوہری سلک سخن را بدینگونہ انتظام داد کہ از راجپوتی کہ معرکہ آرائے
کارزار و بجلادت و شہامت یگانہ روزگار ست و در ستقر خلافت تو نور سیدہ خریدہ ام شہریار
فرمان داد کہ او را در انجمن والا حاضر آرند حاجبان درگاہ در لحظہ جوان را در ان محفل شادی آمود
جلوہ گر ساختند والی بعاطفت گوناگون تفقد احوال او نمودہ از مولد و منشا و حقیقت وصول گوہر
و وابستگی و تعلق او بکسی آگہی طلب شد راجپوت ماجرای گذشتہ و مکنون ضمیر را بر فراز بیدائی آورد
و گفت اگر لک تنگہ مشاہرہ من قرار یابد کمر خدمت بر بندم و آداب کورنش و تسلیم از بندہ کمتر بتقدیم
خواہد رسید اما در معرکہ نبرد کہ مرد از نامرد دران ہنگام پیدا آید از جان پرداختہ و تن را شتی
عبار دانستہ و مصاف رزم را بساط بزم شمردہ قدم ثبات بر زمین بدان گونہ محکم سازم کہ اگر ہمگی فیل و
فیل سنان گیتی فراہم آمدہ بر من حملہ آرند از جا نجنبم و صفوف اعدا را یک تنہ بنوعی بر ہم زنم کہ بانگ
تحسین و آفرین از ارواح رستم و اسفندیار درین گنبد دوار پیچد و بہ تیغ آب دادۂ آتش در خرمن ہستی
دشمن زدۂ خاکسترش را بباد فنا بر دہم چون آن خدیو والا فطرتے بود کہ حطام دنیوی اصلا در چشم ہمت

خیرات شمار آن تر شروی را ادای شیرین آن نازنین تلخ نمود چین در جبین آورده و بغایت رنجید
و از سر اعراض گفت اگر تو او را دوست میداری تو نیز همپائی او نمای و گران جانی خود را بر دختر
نازک مزاج از وا آزرده تر مشو و سر تا پا آتش در گرفت و از انجمن او برامد و آن خورشید پایه بزیر سایه
بدنبال آن تهی دست بی پایه روان شد و آن تیره روز را از آمدن آن دلفروز آگهی نه چون چند
فرسنگ زمین پی سپر شد در عقب نگاه کرد جمالی دید که هرگز بدان گونه نقشی در نگارخانه ایام بنظر
نیاورده بود و بدان نوع صورت در آیینه خیال و اوهام جلوه گر ندیده بیک نظاره از خود رفت
و گفت تو ستاره کدام آسمانی و لاله کدام بوستانی دختر بیچاره از خانمان آواره ما جرای گذشته بتکلم
جانفزا و ادای دلربا گذارش نمود راجپوت از یمعنی متاثر شده و بر حال او رحم آورده و ربوده جمال
او گشته نهال محبت او را در چمن زار دل خود نشانده دل در وفای او بست آن هر دو صورت یکجان
گشته روان شدند پس از قطع فرسنگ ایشان را دو راهی پیش آمد که یکی در مدت ده روز بسر میشد
و دوم در دو روز منهی میگشت که بمقصد میرسیدند و درین راه کوتاه فیلی مست بود که چون
در معرکه جدال قدم بجمله می افشرد گاو زمین را استخوان در هم میگسست و ثور گردون را نجم خرطوم
در آورده بهوا پرتاب میکرد شیران نیستان از بیمش در کوهستان خزیده و چشم ملائک بدیدنش نه
دیوی قوی هیکل ندیده جوان را در خاطر پرتو انداخت که من که از نشه ساوق تهور سرگرم فیلان
مست را در پله همت من چه وزن و از شیران بیشه چه فکر و اندیشه ؎ چه ترسم ز خرطوم پیلان مست
که آن آستینست خالی ز دست ؛ درهمین راه کوتاه چالش نمایم تا زود بمقصد رسیده مسرت پیرای
خاطر شوم چون قدم دران دشتستان که مکمن دیوان و درندگان بود نهاد فیل بوی آدم زاد
شنیده ناگاه چون بلای سیاه از گوشه سر زد و بدو حمله آورد جوان مردانه رستمانه بدان دیو هیکل
در آویخت و برق جهان سوز از نیام برکشید و بران ابر ظلمانی زد گویا شعلهٔ آتش بر عکس خاصیت
در دود جا کرد ؎ بیک زخم خرطوم ز و شد جدا ؛ تو گوئی ز کوهی فتاد اژدها ؛ فیل نعره برکشید
چنانچه صدای آن درین بلند رواق پیچید و بر خاک افتاد و در لحظه جان داد جوان پیشانیش را

چالاکی مزین وطیلسان صیتش بطراز تهور و بیباکی مطرز چیره غرور بر سر عونت کج نهاده و بروت
مردانگی بدعوی رزم سازی تاب داده سپر بر دوش و کٹاره بر کمر و نیزه در کف جویای جنگ صف بود
باوجود آنهمه استعداد سپاهگری و فطرت قابل تن در ملازمت کسی نمیداد و از غایت غرور سر بکسی فرو
نمی آورد و میگفت که اگر والا همتی لک تنگه مشاهره من مقرر سازد و بحال من کما ینبغی پرداز د جوهر فطرت
بخدمت او افروزم و عیار حقیقت و وفای من بروزگار معرکه کارزار گرفته آید و حالت من در آن هنگام
بر سپه سالاران روشن شود و جهانداران والا مقدار و مرزبانان نامدار رقم جنون بر صحیفه احوال او
کشیده او را بخدمت برنمی گزیدند و مسئول او روا نمیداشتند چون مدت دراز سپری شد زنگ
افلاس مرات اوقات او را تیره ساخت و صورت مراد در ان آینه معائنه نمیشد و تمثال آرزو جلوه گر
نمیگشت فرد سلطان و گدا در طلب جامه و نانند ؛ تا باز نگیرند جسد را و شکم را ؛ چون هیچ آفریده را
که طیلسان هستی بر دوش گرفته از قوت لایموت گزیری و از دو سه گز کرباس بحمت ستر و لباس
چاره نه هر اینه یکی از نجمتمندان صاحب ثروت را اندیشید خرامش نمود و پس از قطع منازل و مراحل
بمقصد رسیده باستیلام عتبهٔ عالیهٔ او سر بلند شد و مکنون ضمیر را پیش متصدیان مهمات سرکار او
بر ملا افگند آن کوتاه همتان پست فطرت از محال طلبی او تنگ گفت مانده صورت احوال او را بزنگ
تمسخر و استهزا گوش گذار آن والا مقدار نمودند چون او تنگ چشم و زر دوست بود گفت این نوع
سودائیان فاسد مزاج و نزاکت خایان هرزه درایان شایستگی انجمن والا ے ما ندانند بگوئید
جای دیگر رود اتفاقا دختر حقیقی آن نجمتمند که بجلوه جمالش هنگامه حسن و خوبی گرم و بازار کرشمه شیخی
و دلربائی روائی داشت و انوار سعادت و آثار عطوفت از ناصیه او پدید تواند از بود چون ستاره
به پهلوی ماه جلوه مینمود التماس کرد که ای پدر بزرگوار نامرادی وارسته از جان گذشته چشم
بر کرم و احسان شما بسته درین درگاه رسیده بسعادت تقبل آستان منیع المکان مشرف گردیده
از عالم مروت بغایت بعید ست که از عواطف گوناگون و مراحم از حد افزون شما محروم و مایوس
برگردد صد هزار کس بدولت شما نان میخورند این را هم از انجمله انگارد مرسوم او را داخل حساب

وازان نکوئی که درباره او بجا آوردم پشیمانی خوردم و گفتم که ای حریص پرتلبیس اگر من بے دیانت میبودم
چرا اظہار همیانی بتو می نمودم و این راز مخفی بتو می گشودم این دغل شروع در جنگ و جدل کرد
بمحکمه شریعت رو نهادیم و بحکم قاضی راضی شدیم چون قاضی باجرای پابشنید حیرتش ربود او دور و بدگاه
نهاد هرچه در خاطر قدسی و ضمیر نورانی مرکوز و محظور گردد عین صواب ست و مسئله لاجواب چون تقریر
او را شنیدم و حقیقت معامله فهمیدم صاحب همیانی را فرمودیم که آن چل اشرفی بیار تا حکم بمعدلت
فرمائیم و عقده این مشکل برای رزین و فکر دوربین بکشائیم در ساعت آن بے دیانت اشرفیها حاضر
ساخت برداشته بآن دیانت کیش راستی اندیش بخشیدیم و گفتیم که این نتیجه دیانت تست بپذیر و راه
خانه خود پیش گیر و صاحب همیان را فرمودیم ای ناحق باطل قیاس همیانی تو پر از اشرفی نبوده بود
دیگرے یافته است بطلب پابنده او قدم بردار و پالیده بدست آر تا از و گرفته ترا بدهیم ازین
کشمکش وارهانیم او سر بگریبان خجلت کشیده و جامه بر تن از حسرت دریده محروم و مایوس در
تلبیس کده خود باز گشت و تا دم واپسین در تاسف آن زر خاک بر سر و اشک از چشم تر میریخت فاعتبروا
یا اولی الابصار سر از جیب بی دیانتی برمی آرید و دست از راستی برمدارید که بیمنت دیانت آن
فرسوده اندوه و رنج مال و گنج بدست آورد و دیگری بشامت بی دیانتی و کفران نعمت از مال خود
نومید و مخذول و مردود جاوید گشت **قطعه** تا دیانت نتیجه ها بخشد ٭ بکسی کو بود دیانت کیش
شه جهانگیر جلوه گر بادا ٭ ٭ ٭ تا ابد بر سر سریر بلند ٭

باب پنجم در وفا و حقیقت پروری نگارش احوال وفاکیشان حقیقت اندیش و به نتائج نیکو و ثمره شایسته بهره مند شدن و به مراتب والا سربلندی یافتن

حکایت یکی از تهور کیشان شجاعت پیشه معرکه آرایان جدال و قتال را بگذارش این نقل
نگرف بدین گونه قوی دل ساخته است که در پیشین زمان راجپوتی بود که گوی جلادت بمیدان شهامت
از پهلوانان پیل افگن و نبرد آزمایان صف شکن ربوده بود قوی پیکلی که چون در مصاف نبرد
پای همت می افشرد پیل اکم از پشه و شیر اخیر تر از روبه می شمرد و چهره آوازه اش بغازه چستی و

که صحیفه حال را بارقام راستی مزین ساز وحقیقت واقعی را از ستر اخفا بر ملا افگن او عرض نمود کرای
دانای اسرار نهانی وای سند افروز اورنگ جهانبانی بنده را روزگاری دراز سپری شده که از نکوهیده
وتیره روزی بصدمهٔ افلاس وتهی دستی از پا درامده ام وآب ونانی بهم نمیرسد درین ایام عسرت
مدت سه روز سپری شده بود وفاقه داشتم ولب ودهان من بمهر روزه ناکامی بسته بود وعیال و
اطفال در آتش گرسنگی کباب واز کمال رنج وتعب بیتاب واز غربت ومسکنت دیده ها پر آب درین اثنا
بطلب قوت لایموت از مخانه بیرون شتافتم تا در راه خریطه پر از زر سرخ یافتم ودل مرا آسفتگی وانتعاش
حاصل شد برداشته بمنزل آوردم وبا اهلیه خود سپردم آن عفیفه دیانت مند حق پرست گفت شخص را
که این همیان از میانش افتاده شیونی سخت ومصیبتی جانکاه روی داده باشد دست بدین زر بردن
در عرصه بی دیانتی قدم فشردن است ومال حرام خوردن شیوه دین داری ودیانت دثاری آنکه قدم
از خانه بیرون نهی وکوچه بکوچه منادی دهی که این مال از کیست چون آن مغبون محزون پیدا شود
زر بدو حواله نمائی ومفر دیافتن آن زر ازان مضطر بستانی آن مبلغ بر ما حلال ست وخوردن آن
نه باعث بزه ووبال اندر زان دیانت وزر را بکار بستم وهمیان را بر کف دست نهاده بر سر راه ایستم
وفریاد میکردم که این همیان از که افتاده ناگاه این روسیاه سراسیمه واشفته حال وگریبان دریده
وچهره ناخن خراشیده وقطرات خون از دیده بر رخسارش دویده وخاک بر سر ریخته ورشته صبر و
شکیبائی بگسیخته از دور پیدا شد از دیدن همیان نزدیک بود که جان سپارد وشادی مرگ شود همیان
بدست او دادم وجانی تازه بقالب ونهادم سر آنرا کشاده بشمرد چهل وپنج اشرفی بود پنج اشرفی بفقیر
مرحمت نمود وچل اشرفی خود گرفت بنده ریگرا سے منزل خود شد واو نیز پنهانی بدنبال من تا بخانه
ام رسید ومحبت کرده من دیده برگردید ومن آن مبلغ صرف مایحتاج خود نمودم روز دیگر آن دغل
راه مکر وحیله سپرده بمنزل من آمده مزاحم ومشوش اوقات من شد که در همیانی من پنجاه اشرفی بود
همان پنج اشرفی که از خریطه کشیده گرفتی بتو ارزانی باد وبدان کفایت کن وقناعت نمای واین
پنج اشرفی که من بتو دادم وایں دہ از شنیدن اداء وحشت افزای او سراپای من حیرت فرو گرفت

پیران جامانده و ناتوان از کار رفته را بتفقد احوال و عاطفت گوناگون شاد کام می سازند بخلعت
فاخره و بانعام شایسته سربلند میفرمایند و خریطهای زر بدست مبارک خود در کمر آنها می بندند و در رکاب
ید بیضا مینماید چنانکه پیران ناتوان بقوت زر برنائی و تنومندی از سر میگیرند و شبهای دراز بدعای
خلود دولت و اقبال آن سند افروز بزم جاه و جلال زنده میدارند کردگار تا این رواق بی ستون
و گنبد نیلگون بمین انفاس آن وارستگان قناعت پیشه و آزاد مردان صلاح اندیشه پایدار است
صحیفه روزگار بارقام خیرات و مبرات آن گیهان خدیو مزین و معطر باد **قطعه** تا بود شیوه کشاورزان
تخم ریزی و دانه افشانی ❊ بر جهانگیر شاه باد اختم ❊ سلطنت رانی و جهانبانی ❊

گذارش احوال دانایی هنرمندی که گنجور خزائن عیبی گنج فراوان در قبضه تصرف او نهاد و مال تنگ چشمی حریص بموجب ناحق شناسی در عرصه تلف افتاد

حکایت محرم انجمن راز سخن سنج نکته پرداز سعادتمند ازلی خواجه محرم علی گذارش نموده که روزی
از روزها خدیو عدالت گستر دارای دین پرور آراینده اورنگ و افسر والی هفت کشور شهنشاه
بلند اختر چراغ دودمان صاحبقرانی خلف همایون حضرت جنت آشیانی شاه اکبر عرش آشیانی بافلاطون
ثانی ارسطو زمانی حکیم علی میفرمودند که دران هنگام سمت التزام که بر تخت سلطنت جلوس فرموده بودیم
و ابتدائی فرمان روائی ما بود دو کس را از مدعی و مدعا علیه قاضی وقت در بارگاه جهان پناه ما حاضر آورد
و بعرض مقدس رسانید که قبله عالم سلامت این دو تن با یکدیگر آویزش سخت دارند و ایشان را معامله
شگرف و واقعه شگفت روی داده حیرانم که رفع خصومت و قطع نزاع اینها چگونه نماید چون حضرت
ظل الله بکرامت چهل ولیا منصوب اند و بکشف باطنی و صفای درون از سائر مخلوقات ممتاز و بطائف
را که دادار جهان آفرین باقبض و بسط دار و گیر مهمات خلائق بر دوش همت ایشان نهاده باطن قدسی
مواطن آن برگزیده ها به پرتو انوار تجلی و اشعه لوامع معرفت متجلی ساخته اند یشه که بر ساحت ضمیر قدسی
پرتو انداز خواهد شد محض ثواب و خیر خواهد بود این معامله را بحضور فیصل بخشند و مابین این هر دو حکم
بمعدلت و انصاف فرمایند پس یکی را ازان هر دو نفر نزد پایه سریر خلافت مصیر طلب داشته فرمودم

که در خاک مدفون باشد و اثری از و ظاهر گردد مالک آن خداوند زمین ست بمتصدیان امور مهمات
ملکی و مالی حکم عالی صادر شود که آنرا داخل خالصه نمایند مرزبان چون فحوای کلام آن آزاده مردان
مستغنی را بگوش هوش راه داد اندیشه صواب بر ساحت درون او پرتو انداخت که این نامرادان
که بر هیچ شئی از اشیای جهان و حطام دنیوی دست رس ندارند اینهمه گنج خداداد را پشت پازده از
استغنا میگذارند من که همگی خزائن و دفائن گیتی در قبضه تصرف منست چه در خور روزگار من باشد
که به پس مانده پیشینیان مدخست سرشت و دست فرسود لئیمان تنگ چشم کف همت بیالایم پس رو
بدرویشان آورد و گفت ای دیانت مندان بلند همت بقول شما خزینه و ذخیره که در زیر زمین مدفون باشد
و کسی از ان گنج نشانی و اثری دریابد از آن منست لیکن چون از ناصیه شما آثار خیر و نیکی پرتو انداخت
و در دیانت و همت نظیر ندارید از روی عاطفت و رافت آن خواسته ناخواسته بشما عطا فرمودیم
آن مال حلال را صرف معیشت اهل عیال خود نمائید و هیچ دغدغه و خدوک در دل راه ندهید از او مردان
پس از تقدیم مراسم ادب و تعظیم سعی و ضد اشتند که بتوجه شاهنشاهی ما فقیران به تر و خشک قانعیم و
بسنگریزه چند که رنگ داده اشعه زیر اعظم ست احتیاج نداریم و مالی که بشبهه حرام موسوم باشد
بقبول آن صفائی وقت خود را تیره و کدر نمی سازیم خداوند عالم درین امر ما را معذور دارد و قبول
این راستی کیشان روزمندانه شهریار بر استغنا و راستگی درویشان صداقت نشان آفرینها تحسینها
کرد و آن مال را طلب داشته به تهی دستان و بینوایان و یتیمان و گدایان و نابینایان تنگدست پایان
بخشش فرمود جزا روزگاری و خوشا زمانه که دران هنگام سعادت آئین کشاورزان و بندگران
بدین اوصاف شایسته موصوف بودند و مرزبان بدین اخلاق گزیده معروف رحمة الله علیهم اجمعین
اگرچه درین عصر اثری ازان کشاورزان و نشانی ازان قناعت ورزان پدید نیست اما خداوند عالم
در کمال سخا و عطا و معدلت و انصاف از قاف تا قاف شهرت یافته و باطوار خجسته و کردار شایسته
ازان مرزبان صد گونه تفوق و رجحان دارد جهانگیری که صیت مکارم اخلاق و آوازهٔ عاطفت
و اشفاق آن یگانه آفاق عرصهٔ گیتی را در گرفته است و هر نشبی بر سریر دلنوازی جلوه فرمود

تنگچشمان حریص شده اند که مردی ازین داران دیانت مند و سیر چشمان قناعت دوست پاره زمین
از کشاورزی اجاره گرفت تا زراعت نموده حصول آنرا صرف معیشت خود نماید و ازان وجه حلال
قوت و کفاف خود سازد چون ایام برسات رسید و سحاب رحمت وهاب ذوالمنن زمین عطشان را
بتقاطر تواتر و ترشح پے در پے شاداب گردانید بزرگران و کشاورزان شروع در قلبه رانی و تخم افشانی
نمودند آن آزاده منش نیز گاوان و قلبه آماده ساخته آغاز زراعت کرد و قلبه میراند از بدایع
اتفاق و نوادر سوانح آنکه قلبه در عین روانی باز ایستاد و آن نیک نهاد دانست که بسنگی خورد
چون احتیاط و تانق بجا آورد دید که دیگیست مسی سر بمهر پر از اشرفیهاے سرخ که هر اشرفی چون ستاره
روشن نورانیست که ظلمت زداے شبهاے تهی دستی و افلاس میکند بلکه قطبی ست که گم شدگان بادیه
فقر اضطراری را بسر منزل جاه و ثروت و غنا رهنمون میگردد مرد دیانت کیش دیدن مال امانت
داخل خیانت دانسته فی الحال سرش پوشید و هم بدان دستور خاک بر سرش پاشید و کار و بار کشت و کار
معطل داشته نزد مالک زمین رفت و او را مژده داد که کوکب طالع تو باوج سعادت است که
زمین ترا برنگ آسمان پر از ستارهاے روشن یافتم بر خیز و آن گنج بے پایان و اموال فراوان
بردار و روزگار نشاط و عیش را غنیمت شمار دهقان جوانمرد پاسخ داد که من آن زمین را بتو اجاره
داده ام اگر بتقویت طالع سعادت ریز و اعانت بخت بیدار تو خاک آن طلاے خالص شود و بجاے دانه
لولوے شاهوار روید بتو ارزانی باد مرا بدان کاری نیست او گفت اے نیکو سرشت من آن کشت
از تو جست زراعت گرفتم تا از انجا غله حاصل نموده بکفاف لابدی و قوت لایموت بکار برم مالے
و گنجی که دران زمین مدفون باشد بمن نمیرسد تو مالک آنی او گفت لانسلم آن ذخیره از تست او گفت
نے حق تست فی الجمله آن هر دو سیر چشمان فراخ حوصله و استغنا ورزان قناعت پیشه مدت دراز در بناے
بحث و تلاش نمودند بهاے همت والا نهمت بیکدام بدین جیفهٔ دنیا سراب تشنه فریب سر فرو نیاورد
و بقبول مالی که مآلش وبال و اندوه ملال ست تن در نداد ناگزیر باتفاق همدیگر نزد گیهان خدیو فرستند
و چگونگی احوال و حقیقت یافتن مال و ابا نمودن هر کدام ازان بتفصیل گذارش نمودند و گفتند گنجی

گفت به پهلوی من تکیه کن باز صاحب حقه از حجره سر برآورد و گفت صاحب حقه ام فی الحال کوران
با او سخت پیچیدند که شخص چهارم در دست چرا که صاحب حقه اول از حجره برآمد چون کار بلبت و شدت کشید
کوران نالیدند که ای ناخدا ترسان مرا چرا در تهٔ شلاق میکشید من آن کورم که حقه در زیر زمین گور
کرده بودم آخر از آواز آشنایانه او ظاهر شد که در دنیست هر سه مایوس شده گریبان تا بدامن
چاک کردند و ز حسرت هر سه بر سر خاک کردند و رمزی بدوکان خود جلوه گر شد بعد از وصول دام
بزم مسرت را سر انجام داد دوستان حقیقی و مخلصان صمیمی را استدعا نموده به نشئهٔ راوق نشاط
سرگرم شد و خویش و بیگانه را آن یگانهٔ زمانه متمتع و بهره مند ساخت در اندک مدت کیسه از ان
نقد که رایگان بدستش افتاده پرداخت و آن زر که کوران حبه حبه بدریوزه فراهم آورده بودند
در سه چهار روز بدوستان حقیقی و مخلصان صمیمی ایثار کرده چهره اش از می گلرنگ برافروخته بود
الله الله که تلف کرده و که اندوخته بود و بشامت آن کور دغل بی دیانت که سر از گریبان کفران نعمت
برآورده بتلافی کرمی و احسانی که رمزی در بارهٔ او بجا آورده بود مرتکب بدان گونه کردار ناشایسته
شده و مال کوران دیگر نیز در معرض تلف افتاد ع همسایه بد مباد کس را ۱۲ فاعتبروا یا اولی الابصار
زنهار زنهار شیوه بی دیانتی و کفران نعمت شعار خود نسازید و راه دغابازی و حیله پردازی مسپرید
سیما با کسی که از و مورد گونا گون خیرات و مبرات شده باشید وگرنه بزنگ آن کور خاک ندامت بر سر
اشک تاسف از چشم تر خواهد ریخت قطعه تا بود شیمهٔ پشیمانی ۱۲ حیله اندوزی و دغابازی
باد گردن زن دغابازان ۱۲ ۱۲ ۱۲ شه جهانگیر عادل و غازی

باب چهارم در فضیلت دیانت که صیقل مرآت ایمان و زیور مرآت صدق و ایقان می گذارش احوال دیانت منشان که درین شیوه مرضیه یکی بر دیگری تفوق و رجحان داشت و طلای خالص را بچشم همت خود کمتر از سنگ و سفال می پنداشت

حکایت والا فطرتان فراخ حوصله بگذارش این حکایت شنگرف بدین گونه همت آموز

عصا بمن بنما تا ملاحظه کنم که بچه طرز پر کرده او گفت ای نفاقی تو بزرق و نیرنگ طاقی میخواهی که بر
طاقی از روی دغابازی عصارا بنهان سازی گفت قسم بدادار جهان آفرین که دزد حقه طاقی را نیز
ربوده و از من عاجز هرگز این کردار ناشایسته سر نزده کور عصارا بدست او سپرد و از گرانی و ذخامت
یقین کرد که پر زر ست گفت ندامت کشد هر که محافظت مال بدینموال نماید پس دست بسویش دراز کرد
که عصا بگیرد درین اثنا رمزی از دست او عصا گرفت و خاموش ایستاد کور گفت گرفتی یا سنج داد نی
گفت پس از دست من چه گرفت گفت ای ملعون ناپاک وای دزد بیباک تا چند بشوخی و بیحیائی
بدین امر ناشایسته اقدام نمائی یا از دائره دیانت بیرون منه و عصا بمن ده همیشه همه را بیک چوب مران
که بر نگ دگران در گذر نمیکنم و استخوانهای ترا در شلاق خورد می تسکنم کور گفت بحق حکیمی که بصارت
چشمان مارا باز گرفت که من عصا بتو سپردم آن کور از روی اعراض گریبان او گرفت و بسوی خود کشید
و بر زمین زد چنانکه رویش خون آلوده گشت و سرش شکست انجام کار بتحقیق پیوست که عصیان
دزدی عصا از و سر نزده صاحب عصا گفت که دیوی درین خلوت مسلط شده دست بتاراج و نقد
یغمای ما بر اورده هر زمانی شعبده تازه بروی کار می آرد و بخداع و نیرنگ هنگامه جمعیت مارا بر هم زده
یا آدمی زاد که مایه فساد ست پا درین غمخانه نهاده و نقد ما را بتاراج داده کوران گفتند هیچگونه علاجی
و چاره هست که نقد ما باز بدست افتد و آن زر تلف شده بکف آید و دشواری و پریشانی بجمعیت
و آسانی مبدل شود صاحب عصا گفت که اندیشه بر ساحت درون من پر تو انداخته که غیر ازان چاره
متصور نیست آنکه آهسته در را واکنم و بر نگ دربان بر در نشینم هر یکی نام خود در گوش من گفته از حجره بیرون آید
بعد ازان بنینده را طلبم تا حجره را بیند چون دزد پیدا شود با او در آویزیم و بدشنه قهر خونش بریزیم
و نقد خود را بدست آریم کور بدین عزیمت درست چالاک چست بر خاست و در را آهسته بکشاد و قدم بیرون نهاد
و نزدیک حجره نشست رمزی آهسته از حجره برامد و حرف و صوت خود را موافق آواز کوری که از و حقه
گم شده بود ساخت و بگوش کور دربان گفت که صاحب حقه ام گفت یکجا نشین او خرامان و خندان
راه دوکان خود پیش گرفت درین اثنا صاحب طاقی برامد و بگوش آواز داد و گفت که زبان ده طاقیم

وحقه را باز می جست واثری ازان نیافت درطاقها نیز پژوهش نمود نشانی ندید مایوس شد و بی اختیار
نعره برکشید چنانچه صدای آن درطاق بلند رواق پیچید کوری که درپهلوی او بحجره دیگر توطن داشت
آگهی یافته برخاسته بردر حجره اش رسیده وگفت ای نیک نهاد ترا چه افتاد و آزارندهٔ تو کیست و نوحهٔ
تو از چیست کور در حجره را واکرده باهستگی درونش طلبید و باز در را قفل کرد تا بیگانه بخانه درنیاید پس
گوهر راز از حقه سینه پیش او بیرون نهاد و حقیقت حصول عباسی ها و نهادن درحقه و گم شدن آن شرح داد
کور ثانی گفت ای ابله از روی نادانی این عمل از تو سرزد و قدر زر نشناختی و بسستی و تغافل ضائع
ساختی زنهار بطرز من نگاه باید داشت که سی صد عباسی درطاقی خود دوخته ام و بر سر نهاده هر جاکه
میروم با منست ترسم که هوس آن در سر مردم است از روی تعظیم بر سرم جا دارد و مالی که بر سر باشد پامال
نشود کور گفت طاقی بدست من بده تا بنگرم که چه نوع دوخته او طاقی بدست او داد کور بدست احساس
کرد و دریافت که واقعیست پس گفت بگیر و دست بسویش دراز کرد درین اثنا رهزن از دست او گرفت
و بر سر نهاد کور گفت گرفتی گفت نی گفت چه معنی دارد من بتو دادم او گفت ای دغل تا چند مکر و حیله
بکار می بری دمال مردم را بشلاق میگیری ازین معلوم میشود که مال تو گم نشده بزرق و تزویر ناله و نفیر
میکنی تا مردم بحال تو رحم آورده امداد نمایند بعد ازرد و بدل بسیار کار بدادو دشنام کشید و بلت و تندت
انجامید و بهم افتادند بایکدگر هر دو کور ۲ دران حجره برخاست غوغا و شور ۲ کور سوم که درجنب حجرهٔ
ایشان جا داشت بیرون دویده بردر حجره رسیده گفت ای یاران غمگساران چرا ستیزه و جنگ میکنید
درمیان نامرادان وقلاش این همه غوغا و تلاش چیست او را نیز درحجره درآورده دررا بستند
و هر سه کور یکجا نشستند کور اول و کور ثانی راز پنهانی بر منصهٔ ظهور جلوه گر ساختند و حقیقت حال حقه
و طاقی را باز نمودند او گفت شما نامردوازروی ابلهی کیسه را از مال تهی کردید و قدر نعمت نشناختید
اگر بمحافظت و حراست میکوشیدید بدین رنگ چون زنان نمیخروشیدید نگاهداشتن مال بدینسان
نمیباید از من آموزید و دانش اندوزید که عصای خود را خالی کرده چهار صد عباسی در وی پر کرده ام
و این عصا مار گنج شده ۲ آن عصا نیست بلکه او مار ست کا بچنین گنج را نگهدار ست ۲ کور گفت

عصا

وکور یک عباسی شمرد و باز در خریطه کرده بجیب خود پنهان ساخت رمزی گفت خریطه من ده
چرا در گریبان پنهان کردی کور بیحیا گفت تو بمن کجا سپردی با اینهمه دین داری و دیانت مندی تهمت
وافترا بر من چرا بندی و برین درمانده کور تعدی و زور چون روا میداری جوانمرد گفت ای کور
ظاهر و باطن شرم وار از من انکار میار و خیر مرا بشر تلافی مکن کور بنیاد شور و غوغا نمود فریاد کرد که ای
مسلمانان و مهربانان فراهم آئید و درین باب حکم بمعدلت فرمائید که این عیار طرار چشم بر پلی چند که
بگدائی فراهم آورده ام دوخته و جگر مرا بنائره ستم ظریفی سوخته میخواهد که سرمایه زندگی مرا غصب نماید
صغیر و کبیر از بانگ و نفیر او بهجوم آوردند و تقریر او را شنیده و حال او را دیده بر مزی نکوهش نمودند
که چرا پای از دائره دین و دیانت بیرون می نهی و آزار بکور مسکین میدهی جوانمرد سر در نقاب خجالت
کشیده و چاره و علاجی ندید چرا که شاهد این حال و این ماجرا هیچکس نداشت ناگزیر پای دامن شکیبائی
کشیده نیرنگی تقدیر را تماشا گر بود و ازان کار طفلانه که از و سرزد متر تا پا ندامت گرفت و بزبان حال
می سرائید مصرع که ای نفس خود کرده را چاره چیست ؛ دران شهر رباطی بود که بسرای کوران
شهرت داشت همگی کوران آن بلده درانجا توطن داشتند و هریکی را حجره جدا معین بود روز در شهر
یوزه میکردند و شب درانجا بسر میبردند چون بیاض روز بسواد شب تبدیل یافت کور گمراه از دیوزه گاه
خود رسیده داخل شده رمزی تیز قدم اول بحجره درامد کور حجره را برنگ چشم خانه خود بربست و بکمال
ابتهاج و انشراح خاطر نشست و آن کور دو صد و پنجاه عباسی در گوشه حجره بهته کور کرده بود برآورد
و پنجاه عباسی دیگر که حق رمزی بود دران حقه گذاشت و سرش محکم کرد گویا آن حقه گرد سر آن کور بود
که مال چون خیال باطل در و جا داشت باری انکور نکوهیده بخت مال مردم را حلال دانسته سرگرم
عیش و طرب و مشغول لهو و لعب بود و آن حقه را از روی خوشدلی در هوا چون گردگان می انداخت
و باز بدست میگرفت و تللی تللی میگفت چنانچه کسی بسیب یا بهی بازی و عیش و طرازی میکنند
درین اثنا رمزی قابو یافته آنحقه را چون شهباز مرغ تیر پرواز از هوا ربود و دم کشیده بگوشه ایستاد
و کور را سراپا حیرت فرو گرفت که حقه چه شد بر خاست و چپ و راست تفحص نمود و هر سو دست دراز میکرد

او را تفقد و التفات گوناگون بنواز د قطعه طرزیابی زری بلائی دان ؛ که بدان مبتلا مباد کسی
کیسهٔ هر که از درم خالیست ؛ کی بآسودگی زند نفسی ؛ ناگاه گذر او جانب بیت الله افتاد در خاطرش
پر تو انداخت که درین مسجد درآمده دوگانه بگذارم و دست نیاز بدرگاه وهاب حقیقی برآرم تا مرا
ازین تنگدستی و بینوائی خلاصی و رهائی بخشد پس تجدید طهارت نموده در مسجد درآمد و دوگانه گذارد
و چنین نیاز بر زمین تضرع نهاده سر گرم استدعای مطالب و مآرب خود شد لجهٔ موهبت بیکران الهی در
تموج آمده چشمهٔ بخشایش جوش زد و گوهر مراد او را بر ساحل مقصود افکند آن یگانه زمانه از دوگانه فراغ
یافته از مسجد برآمد خریطه پر از عباسی دیده افروز او شد بکمال دلخوشی برداشت و واکرده بر دست
بشمرد پنجاه عباسی بود سرتاپا زبان گشته شکرانه سر انشد و ایزد بیچون را نیایش گوناگون بر زبان راند
و خوش دل و خندان بسوی دوکان خرامش نمود در اثنای راه گوری را دیده که ظاهری و باطنی او
از فروغ و ضیا اثری و نشانی نداشت و آن مردود با وجود کوری سر از گریبان شقاوت برکرده
شیوهٔ دغابازی و حیله سازی آرایش روزگار خود ساخته بود نشسته یافت که بکمال تضرع و الحاح
اظهار بینوائی خود مینموده از مردم گدائی میکرد جوانمرد را بر حال او دل بسوخت و در خاطر او مرکوز و
مخطور گشت که وهاب حقیقی ابواب خزائن کرم و احسان بر من گشاده و این همه زر بمن داده شیوه
حق شناسی امر عی داشته بر حال این کور رحم نمایم و یک عباسی باو عطا فرمایم پس آن ساده لوح
نزد آن کور نشست و از روی نادانی قفل راز نهانی پیش او بشکست و گفت گنجور خزائن نعمتی به
پنجاه عباسی مرا در این وقت نازک و ایام عسرت بنواخت بشکرانه این موهبت عظمی و عطیهٔ کبری یک عباسی
بتو می بخشم این جزوی را بپذیر و صرف ما یحتاج خود نمای و بدعای نیم شبی فراموش مکن که ادعیه
شکسته دلان و درماندگان اغلب اوقات قرین اجابت ست کور عباسی از و گرفت و آئین
حق شناسی را تازه کرد و زبان بدعا و ثنا کشاد و مرهون منت عظیم گردید و بر مزی گفت اے
عطوفت کیش این درویش از ایام مهد تا بدین عهد پنجاه عباسی یکجا ندیده که چه قدر می باشد
خریطه من با التفات فرمائی تا بنگرم چند ست آن نیک نهاد خریطه را بدست آن مایه فساد نهاد

آگاہ ساختند پدر از غایت اضطراب چون ماہی بے آب بر زمین حسرت میطپید و چون مرغ بسمل بخاک و خون می مخلطید. انجام کار قفل خاموشی بر دہن نہاد و ناگزیر بتقدیر ایزدی تن در داد و در حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش ست ؎ زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش ست ؎ فاعتبروا یا اولی الابصار دانا را باید کہ اندیشہ مضرت را در بارہ ہیچکسی در خاطر راہ ندہد سہا با کسی کہ از و مورد گوناگون خیرات و مبرات شد بنا نکوہیدہ بختی تیرہ روزی کہ بمکافات احت و آسودگی آزار و ایذا از و سر نزند بر نگ آنجوان تقاوت کیش تہ اندیش پاداش کردار ناشایستہ خود یابد قطعہ ؎ بدی شیوہ بدان باشد نیکی آید ز نیکوان بعمل آنہمانگیر عادل و عاقبت نیکوئی خیر باشد

در نتیجہ بے حقیقی و کفران نعمت و گذارش احوال آن کور بے دیانت کہ دیدہ باطنی او نیز خالی از بصیرت بود و اندوختہ ہمگی عمر را بشامت کفران نعمت از دست داد و بموجب قبح جوار مال کوران دیگر نیز در عرصہ تلف افتاد

حکایت یکی از سنجیدہ کاران روزگار و دانایان شیرین گفتار کہ حلاوت کلامش کام جان اہل ذوق را از چاشنی و لذت ماکولات جنت خبر میداد کرسنگان مائدہ فیض ازلی را بر خوان بیان بدینگونہ مہمان ساختہ است کہ در ولایت خراسان آش پزی بود رمزی نام باخلاق برگزیدہ اطوار پسندیدہ موصوف و بکردار شایستہ و افعال بایستہ معروف مردی بود عیاش کہ کار و بار جہان فانی را چون نقش بر آب پنداشتہ و ہمیشہ با شیرین منشان و خوش طبعان صحبت گرم و ہر چہ از شیوہ آش پزی بہمرسانیدی صرف عیش و نشاط نمودی از انجا خرجش فراوان و دخلش در کمال قلت بود پنجاہ عباسی از مردی گوسفند فروش بر ذمہ خود قرض داشت روزی از روزہا صبح گاہ آن قرضخواہ بدوکان او رسیدہ سخت پیچید و مطالبہ و تقاضای قرض خود نمود و قسم غلیظہ داد تا امروز ادای قرض من تمائی در دوکان نکشائی ہر چند آن جوانمرد اظہار تنگدستی و افلاس خود کرد و عذرہای معقول بر زبان راند مقبول او نیامد و بوصول رزتلاش مے نمود و ضاحم احوال آن قلاش زر باش میگشت ناگزیر او با بدوکان نشاندہ در پے تدبیر زر شد تا جائی سامان نمودہ بہمرساند و خود را از آن کشمکش وارہاند سراسیمہ و حیران قدم در راہ نہاد و درین فکر افتاد کہ در دل خود را پیش کہ ظاہر سازد کہ

وثعبان چون عصای کلیم در محافظتش کوشیده غلام نعره زد که مژده باد ترا که خصم جانی تو بے آنکه
دشنه بخون او آلوده شود جان سپرد جوان چون ماه نخشب از دهان اژدها سر زد و بر کنار کوه دال
خرم و خوشحال نفس بآسودگی برآورد و زبان بدعایش دادار بکشاد و سرگذشت خود را بخیر اندیشان
صداقت کیش شرح داد یاران و غمگساران را شگرف بتعجب حاصل شد و بشکرانه ایزدی طب اللسان
گشتند اما چون خمیر طینت جوان را بآب وفا نسرشته بودند و حرف مروت بر صحیفه سینهٔ او ننوشته بابا
که خلاف فطرت خود جان بخشی او نمود در مقام ایذا و آزار او شد فرد طرفه دوریست دور ما که وفا
در سگان بهت نیست در مردم ؛ بایاران گفتگاش نمود که این مار را گرفته میباید برد آن ناحق شناسان
باطل قیاس راه بی انصافی سپرده غرائم خوان مار گیر را طلب داشته در کوه دال فرود آمدند رقیه خوان
بتقویم غرائم مار قلب را بجوذ رام کرده در سمند من در آورده سر سبد را بر سن استوار و محکم ببست
و بر سر نهاده بیرون آمد آنجماعه جاهل ربکرا ے منازل خود شدند چون آفتاب گرم بود و زمینی از غایت
حرارت چون تنور آتشین شده بود و طیور در هوا و حوش در صحرا کباب می شد و مار در سبد تر دیک بود
که چون ماهی بر تابه بریان شود بزیر درختی که طوبی او را بزبان برگ طوبی لک میگفت و چند تیر پرتاب
را سایه راحت گسترده بود پناه بردند چون سایه اش بغایت خنک و مایهٔ آسودگی بود نفسی آرمیدند
و از کوفت راه بران کرده خواب استیلا یافت آن جوان وافسون خوان و یاران از نشئهٔ رواق
خواب سر بیهوشی نهادند و سبد مار بگوشه مانده بود درین اثنا مار از سوراخی سبد آنقدر باد
فرو برده خود را فربه ساخت که در گیند کلان نگنجد چه جاے سبد رسنها پاره شد و مار بیرون آمد و
پیرامن آن سرمست خفتگان باده غفلت گردیدن گرفت و برانگشت پای جوان که بیوفائے
انگشت نما بود نیش زد و افسونگر را نیز گزید و راه صحرا گرفت در لحظه انان زهر قاتل پیمانهٔ زندگے
آن بیوفا و مزدم لبریز شد و غنیمت عالم بقا نمودند و پس از ساعتی یاران و غمگساران از خواب بیهوشی
بمعمورهٔ شعور آمدند و هر دو تن را ربوده خواب اجل یافتند از غایت تاسف بر سر خاک گریبان
چاک کردند و بر نگ رعد خروشان و سیلاب جوشان پیش پدرش آمدند و از ان حال تباه او را

نزول نموده بودند و دران نزهت آباد دلکش و مرحله جانفزا تماشای لاله های نعمان و استماع مرغول
مرغان خوش الحان خوشوقت و شادکام باشند روزی آن جوان در نزدیکی شتر گزنده پشت بدو کرده
سر فرو افگنده بقضای حاجت انسانی نشسته بود درین اثنا آن بدمست پرشور بکمال تقویت و زور
میخ شکسته و رسن گسسته بسویش دوید جوان آگاهی یافته بند ازار بر دست گرفته چون برق و باد
بجست و از ترس جان بگریخت و شتر چون بلای ناگهانی و آفت آسمانی بقفای او افتاده دو دهنش
تا بموی سر او نتوانست رسید سر موی مفاصله مانده بود چون درین دو او دو مضطربانه از بیم شتر دیوانه
یک فرسنگ راه قطع گردید کودالی فراخ پیش آمد جوان جست زده دران کودال افتاد شتر نیز خواست
که خود را دران مغاک اندازد دران کودال تنگافی بود که بتکلف گنجایش یک کس داشت جوان از
بیم جان خود را دران تنگاف گنجانید چه بیند که ماری سیاه که سر تا پا زهر قاتل بود زبان از دهن
بیرون کرده از مرگ حکایت میکرد سر بر اورده افعی که انفاس عیسوی حریف نیش او نمیتوانست
ورقیه افسونگران بگاه گزیده او را سرایت نمیکرد جوان مسکین ۵ از پس شتر و پیش خود مارے
دید پر حیران شد و در پیش عجب کاری دید پر ناگزیر دست بدامان توکل زده سر از گریبان تهور
بر اورده سر در تنگاف در کرد چون حمایت و حراست ایزدی شامل او بود از مار هیچ آزاری نرسید
درین اثنا شتر نیز خود را در کودال انداخت و گردن دراز کرده سر در تنگاف برد تا او را بدندان
در گیرد چون تائید آسمانی و معاونت یزدانی هم آغوش روزگار او بود افعی که خصم جانی زمره انسانست
او را در حمایت خود گرفت و پیش او سپر شد و سر از سوراخ بدر کرده بر لب مستر خان نیش زد که در لحظه
زهر قاتلش در بیگی اعضایش انتشار یافت و هلاک شد درین زمان غمخواران و خیر اندیشان جوان
که بدنبال او دویده بودند که او را ازان عفریت نیش رهائی بخشند نزد کودال رسیدند و شتر را
دران کودال افتاده دیدند غلامی رستم نامی که از روی جلادت و تهور شیر را شتر دل انگاشتی
و فیل مست را بنظر همت خود کمتر از پشه پنداشتی با گرزی که بدان البرز را ریزه ریزه کردی دران
مغاک ظلمانی که ثانی چاه بیژن بود فرود آمد و شتر را بے جان یافت جوان را دید در تنگافی خزیده

کردار ناشایسته خود مبتلا گردد و دست همت بخون آن ناپاک آلوده نگردد پس مال و متاع خود را
از و گرفته و خانمانش بتاراج داده او را اجلاوطن ساخت و از مسکن مالوف فرسنگها دور انداخت
قطعه تا که لطف خدا از رنج و بلا ۔ مر ورا نگاهبان باشد ۔ شه جهانگیر تا بروز جزا ۔ بادشاه همه جهان باشد

نوحه سرائی خامه در مصیبت جوان بی حقیقت که سر از گریبان بیوفائی و کفران نعمتی بر آورده و بیاداش کردار ناشایسته گرفتار آمد

حکایت جمازه نشینان بادیه داستان سرائی شتر سواران بیابان نکته پیرائی ناقه خامه را
در شاه راه فصاحت و منهاج بلاغت بدین گونه نگاپو داده اند که در ممالک هندوستان
جوانی بود نوخاسته بکمال حسن و ملاحت آراسته پدرش اشتری داشت گزنده از هیبتش مهیبتش
ترسان و رمنده سه چه شتر بلکه شیر درنده ۔ خلقی از دیدنش هراسنده ۔ برنگ مستان و مدهوشان
و دیوانگان موجش کف از دهنش میچکید و هر کرا میدید چون سگ دیوانه میگزید از غایت بلندی
سر به بختی فلک سوده و رشته خورشید چون زمام در بینیش نموده گویا این بیت در وصف او از عالم بالا
وارد شده **فرد** آن بختی مستم که بیک برزدن سر ۔ بر دارم دل صبح نهم پنبه کفدر ۔ گردن کجبش
چوگانی بود که سوارش بدان چوگان بکوی خورشید بازی کوهانش کوه بیستون که بر چار ستون جاداشت
ناقه صالح را در جنب چستی و چالاکی خود سنگ می پنداشت **رباعی** کمان کردنی تیز رو تر ز تیر ۔ چو
تیر و کمان در سفر ناگزیر ۔ صفات شتر گر بگویم بیش ۔ دفاتر شود صد شتر وار بیش ۔ روزی جوان
که نو باوه گلشن جوانی بود بغرور تنومندی و کامرانی چوبی سخت بر دندانش زد چنانکه از بیخ دندانش
چشمه خون جوشید و چوب بآلودگی خون شاخ مرجان گردید شتر گزنده را کینه جوان در سینه نشست
و در پی انتقام کشی دو جا کمر بست و از نهایت خشم دندان بر دندان می سود و همواره در طلب قابو
و فرصت می بود بر این سانحه مدتی مدید بسر آمد و شتر بر جوان دست نیافت که دندان انتقام در مغز
آن گل اندام فرو برد و جوانی نازکش را از هم درد به نیرنگی تقدیر در سفری ناگزیر جوان با پدر مهربان
همراه بود در مرغزاری نزه و چشمه ساری کآب و گیاش جلا بخش دیده و نشاط افروز جان محنت کشیده بود

انبوہ گرد اگرد چاہ ہجوم آوردند جوان اول خود بدلو نشستہ بچاہ فرو رفت و بر دہانہ طاق رسیدہ ہمنوا بہ را
تعلیم داد کہ چون ماہ دلفروز برج دلورا فروغی بخشید پس آواز بلند کرد کہ مرا برکشید چون بکنارہ چاہ رسید
بازو لو فرو آویخت و آن نازنین در دلو چون یوسف جا کرد و چون ماہ نخشب بلندی گرای شد فرد
در چاہ یوسفیست کہ گاہ کشیدنش ۔ ارباب شوق را رسن از دست میرود ۔ چو از چاہ آن مہ زیبا برآمد
ز مردم بانگ یا بشر برامد ۔ بدیدن آنجمال عدیم المثال مقدم دیہہ در ورطۂ حیرت فرو رفت و در چاہ
تشنگی غرق شد در لحظہ او را بجامہا پوشیدہ برداشتہ بدیہہ بردند و محافظت بادمودند و شوربا
گرم باو دادند چون رنگ رویش بحال خود آمد و مزاجش اعتدال و استقامت یافت جوان را بیم
آن کہ مبادا مقدم دیہہ کہ فریفتۂ آنماہ دو ہفتہ شدہ بود و احتمال داشت کہ او را کشتہ بدان پیکر
روحانی خلوتسرائے خود را منور و نورانی سازد در نیم شب با دل دونیم معہ ہمنوا بہ از انجا بگریخت
و چون طائر پران و بادوزان در ننگ شبانگاہ وطن رسید و برہمن را دید کہ غبار افلاس از چہرۂ احوال
خود شستہ و ز ننگ فقر بمصقلۂ غنا و ثروت از مرات روزگار خود سترده و آن ناحق شناس بے خوف
و ہراس در جلوہ گاہ او تکیہ زدہ بزم نشاط را سرانجام دادہ چون آن ہر دو تن را از دور بدید
از جا درامد و بعذر و تقصیر بر پای ایشان افتاد و اشک ندامت از دیدہ ہا سرداد راجپوت
از روی اعتراض لگدی بر پیشش زد کہ از آسیب آن استخوان گاو زمین درہم شکست اما چون کشتن
برہمنان در مذہب و ملت ہندوان از قبائح کردار و شنائع افعال ست آنجمیلہ مہربان درمیان آمدہ
استغفار جریمۂ او نمود و گفت لگدی سخت کہ آن نکوہیدہ بخت بر پشت تو زد موجب زندگانی من
و باعث وصال و کامرانی تو شد گفت بلی ولی تائید آسمانی و عنایت ربانی رفیق روزگار ما بود کہ
نقش مراد برامد و گرنہ نیت او امد نظر باید داشت کہ چہ منصوبہ در بساط شطرنج دغا در باختہ بود
و چہ نیرنگ و ریو در حق ما بکار برده چون نفسی چند از دستمایہ زندگانی ما باقی بود و چندگاہ در
نشاط آباد گیتی جلوہ گر شدنی بودیم تیغ اجل زندگانی گسا مانند و پیمانۂ حیات مالبر نگشت زگفت
با این ہمہ طغیان و عصیان این تیرہ درون برگشتہ روزگار را کسیل باید کرد تا بروز جزا پاداش

پری را در ان ظلمت خانه بند کرده اند چون آنجوان مردانه و سخت جگر بود دست بر خنجر زد و گفت بگو
تو کیستی وگرنه ترا بخنجر از هم میگذرانم آن نازنین آواز شنا ور را بگوش آشنا بود شناخته پاسخ داد که
ای بار جانی وای سرمایه عمر زندگانی چه میگوئی منم همخوابه تو بیت چه حاجت آنکه برداری ز بهر کشتنم
خنجر ؛ نمیدانی که هر موکشته بی تو برتنم خنجر ؛ جوان جست زده خود را بدو رسانید و دو دیده شوق را
بجلوه جمالش روشن گردانید و او را در آغوش کشید و هر دو بی اختیار بگریستند چنانکه از شور ایشان
اشک ایشان آن چاه دریا شد فرد خواهی که بدست آوری آن گوهر یکتا ؛ مردانه بزن غوطه بدریای
محبت ؛ پس آن زن ماجرای محنت آمود خود را بر فراز بیدائی آورد و در دل را بیرون یخت راجپوت
بر حقیقت وفا و عفت و صلاح او صد گونه تحسین بر زبان راند و اندیشه شگرف و فکر ژرف بکار آورد
که خود را و او را از ان غرقاب وحشت چگونه رهائی دهد خنجر از کمر برکشید و رخنه ها در چاه پدید آورد و ناخن
انگشت و پای دران سوراخها بنده کرده چون سوچه بجانب بالا تصاعد نمود مصرع سوری کند
سیاحت گردون ز قعر چاه ؛ فی الجمله بدین حکمت ازان مهلکه وحشت مستخلص یافته بر لب چاه جلوه گر شد
و بقضیه گذارش نموده اند که او در نزدیکی آب چاه رخنه دید که جانوری سردان کرده آب می خورد
چون دران باب تعمق و تانق نمود دید که آن جانور یست که آنرا بزبان هندی سمی و بفارسی سنجک
و بترکی کربی می نامند و خارهای چون تیر بر تن دارد هر فردی که او را در شورش می آرد اندام خود
می افشارد و آن تیر به تیزی می جهد که چون ناوک مژگان محبوبان در سینه عرق می شود و قاعده او ست
که گرد چاه نقب زده و نقب تا آب رساند آب میخورد طرفه نقابی ست که زمین کاویده تا بحدت اثری
فرو میرود فی الجمله جوان در رخنه سر جانور را دید در آب افتاد و دست در سوراخ در کرد و دریافت
که راهی ببالا دارد خنجر از کمر برکشیده او را کشاده تر ساخت و خاکها در پس انداخت و خود را در ان نقب
گنجانید و همبرین دستور آن تنگنای را فراخ کنان پایه بپایه ببالا برفت در نوامی آن چاه موضعی بود
آباد ان در انجا رفته رؤسا و مقدمان را ازین سانحه شگرف آگهی داد و آن عطوفت اندیشان
رافت کیش متاثر بحال او رحم آورده بارسنهای استوار و دلوی فراخ رو بدان چاه نهادند خلقی

شده بود ؎ بطاق اندر نشسته آن تنگ لب ؛ چو ماه نخشب اندر چاه نخشب ؛ چشم بر کرم ایزدی بسته بود که شبهی از کتم عدم پیدا آید که آواز آن تیره مغاک هلاک برآید از نوادر اتفاق آنکه درین اثنا آن هر دو تن که عبارت از راجپوت و برهمن ست دران سر منزل رسیدند و اثری ازان بی لشکر فیروزی اثر ندیدند بر همن بد و گفت که درین مقام دلارام جلوه گر بود اکنون چون ماه ازین منزل بمنزل دگر انتقال نموده و برج دگر را روشنائی افزود او جلوه گاه دوست را دیده نعره بر کشید و آن مکان را بهترین آمکنه دانسته جبین نیاز بر زمین نهاد و خاک آنرا کحل بینائی خود ساخت ؎ بر زمینی که نشان کف پای تو بود ؛ سالها سجده صاحب نظران خواهد بود ؛ راجپوت با برهمن گفت که کوفت و ماندگی سفر در ما عظیم اثر کرده چالاکی و چستی بنا توانی بدل شد درینجا نفسی چند بر آسایم و دست و پا از غبار راه بآب این چاه شست و شو داده توشه تناول نموده و قوتی بهم رسانده بمقتضای اصل ره گرای شویم بر و شاخی سبز شکسته بیار تا مسواک کنیم و خود بکنار چاه آمده کوزه بر سر بسته فرو آویخت و برای کشیدن آن کوزه خم شد درینحال ابلیس ره زن در خاطر برهمن انداخت که این راجپوت همگی اموال خود را از قلیل و کثیر پیش اعیان و مشاهیر دیهه بمن نوشته داده که اگر درین سفر مدت حیات من سپری شود و ودیعت حیات بسپارم بتوارزانی باد صلاح آنکه برگشته لگدی بر پشتش زنم و او را سرنگون در چاه افگنم تا غرقه گردد و باب اجل گردد و مال و متاع او را در تصرف خود آرم چون این عزیمت نادرست در خاطر او تصمیم یافت از نیم راه برگشته آهسته آهسته چون مور چه قدم در راه نهاد و سامعه راجپوت را از آواز پایش آگهی نشد خود را نزد او رسانده لگدی بر پشتش زد و کینه از او را گرفته بسوی خانه خود بگریخت **غزل مسدس طرزی** مدار چشم وفا از جهانیان ؛ نا باید بغیر مکر و دغا از جهانیان ؛ خواهی که عمر خود بسلامت بسر بری ؛ سیمرغ وار باش جدا از جهانیان ؛ رنجی که راجپوت ازان برهمن کشید ؛ دیدم زیاده من بخدا از جهانیان ؛ راجپوت سرنگون افتاد و غوطه خورده بالای آب جلوه گر شد و آشنا کردن گرفت و دیده وا کرده هر طرف نگریست در آن ظلمت آباد روشنی در طاق بی نظیرش بنظرش درآمد صوتی زیبا دیده افزونا و شد گمان برد که

لذت برگرفت وخواست که بمباشرت ونشاط بهره از زندگی برگیرد زن اصلاتن درنمیداد وخودرا
جمع آورده بنوعی برزمین سرنگون ماند که بروقادر شدن متعذر بود وبرین آمد که زبان را ازدندان
ببرد وجان سپارد سپاه لار بیمزه شده لگدی برپستش زد وغبار آلود وملال ازخرگه برامده سرگرم کوچ
شده برپیکران تیزتگ برنشست ورخت سفر بربست درنزدیکی خرگاه چاهی بود بعمق صدگز که غواص
وهم ازغور آن خبرنداشت چاهی چون کور ستمگاران تاریک وچون سینهٔ اهل ضلالت وجهالت
تیره بود وچون دران ولایت ریگستان چاه هاے عمیق ست که صداے دهل آب ازانها
برمیکشند وقطرهٔ آب ان سرابستان ازلولو بقیمت ومقدار افزون ترست آن زن درین رواروی
کوچ که هرکس ببار بستن اشتغال داشت واز احوال آن صاحب جمال غافل آن جمیله ازبس که
ازجان سیر آمده بود درین فرصت خودرا ازخرگاه کشیده وبلب چاه آمده خودرا فروانداخت
پس ازساعتی چون وابستهای او آن زن رادرجایگاه خود ندیدند فریاد برکشیدند که آن پریپیکر
کجا رفت وچه شد مگر بعالم بالا پرید یا تحت الثری درفت ومظنون هیچکدام نبود که آنماه چون ماه
نخشب بچاه فرورفته چپ وراست دویدند وهرطرف بالیدند چون اثری ازو ندیدند برگشته آمده
سپاه لار راآگهی دادند او گفت خوب شد که آن جلب بگریخت وتیغ قهرمن خونش نریخت هرچند
بالتفات تمام وشیرینی کلام خواستم که دلش دردام محبت افگنم از توسنی خود رام نشد وبجزدرایم
آرام نگرفت این بگفت وبرپیکران بادپا برنشست نقارهٔ کوچ بنواخت ورایت فیروزی برسر
سعادت وبهروزی برافراخت وتماشاکنان وصیدافگنان درنزهتگاه شهرخرامیده مسند حکومت
وصدر شوکت رافروغی تازه بخشیده آمدم برسر قصهٔ آن نیرنورانی که دران چاه ظلمانی فرورفت
وچون گوهر یکتا ودرگران بها درته به نشست وبزور آب بالا برامده چون گل بروی آب مزاغه میکرد
وآن چاه تاریک ازلوامع انوار جمالش چون سرچشمه زلال نورانی شد وچون چاه زمزم صفائی گرفت
دراسخالت نزع که بیک غوطه کار او تمام میشد درنزدیکی آب طاق بنظرش درامد بصد تردد خودرا
بنزدیک آن رسانیده برجست وآن یگانهٔ آفاق درحسن وخوبی طاق دران نشست وطاقمش طاق

خویش وتبار تا نفخ صور مذکور باشد ازین هر سه شق یکی صورت نمی یافت و در آتش گر سنگی چون موم
میگداخت نور جمالش نحیف تر از هلال و سرو قدش باریک تر از خلال شده و شکم نازنینش با پشت
بهم چسپیده بود و لقمه نمی چشید و دل بر مرگ نهاده سیلاب خونین از دیدها گشاده میداشت و چون
شوهرش ازان ورطه هلاک و گرداب بیم ناک بسلامت بساحل نجات رسیده بود و از خوف و هراس در جنگلی
خزیده بمفارقت همخوابه بفریاد و نفیر دشت را بر نخجیر تنگ ساخته بود از نهایت بی سنگی سنگ بر سینه
میزد و چون ماهی بی آب از کمال اضطراب بر خاک هلاک می طپید یکی از برهمنان را که حقوق نمک
سالها بر ذمهٔ او مقرر بود ندآن لشکر بتفحص و تجسس همخوابه خود فرستاد و قضا را سپه سالار آن روز
دران مرغزار دل افروز سرگرم شکار بود و بسیر سبزه زار و تفرج کوهسار مسرت پیرای خاطر میشد
و آن غزاله مشکین کلاله بیرون خیمه نشسته با روزگار در جنگ بوده دندان غصه بلب حسرت فرومی برد
و بزندگی بیهوده تاسف میخورد درین اثنا برهمن از دور جلوه گر شد و پنهانی ببزد آن صنم آمده بنوید زندگی
شوهرش جانی تازه بخشید و بدین مژده جانفزا ازالهٔ گرسنگی و تسکینش نمود و تفقد حال یکدیگر کرده
از ترس لشکریان زود مراجعت کرد و شوهرش را زود و از بیمعنی آگهی داد او بمجرد اصغای این مژدهٔ
جانفزا سر شکرانه بر زمین نهاد و داد نیایش و سپاس بقیاس داد و چون مقداری زر و پاره از متاعی
تاراج غارتگران نزد او بسلامت مانده بود برهمن را نمود و گفت اگر تو راه حقیقت و وفا سپرده
درین سفر پرخطر که بطلب او در پیش دارم با من همپائی نمائی و حقوق نمک سامر عی داشته در رنج
و راحت شریک من باشی اگر ازین لجهٔ طوفان خیز ایمن بر جستهٔ ساحل نجات را فروغی تازه بخشم
نصف مال و متاع خود بتو بذل نمایم و تا دم واپسین مرهون منت تو باشم و اگر از نیرنگی تقدیر ازین
مهلکه جان نبرم و نقد حیات بداعی اجل بسپرم همگی نقد و جنس من از ان طوفان بساحل رسیده بود ند موکد ساخت
میثاق نانوشته بدو سپرد و با تفاق ره نورد بادیه توکل شدند **نظم** گر نشاید بدوستره بردن ؛ شرط
یاریست در طلب مردن ؛ اتفاقاً قبل از ورود آن هر دو تن در لشکرگاه سپه سالار از شکار برگشته
در خرگاه درامده انان ماه خرگهی طالب وصال شده و شروع در لهو و لعب نموده از بوس و کنار

ناپدید گشت سپه‌لار کفر گداز برخش سبکتاز برنشست نبرد آزمایان صف شکن و پهلوانان مرد افگن
باجمعی انبوه گرداگرد آن والاشکوه جولان کنان میرفتند فیلان کوه پیکر پیش فوج چالش کنان
گاو زمین را از بازگران بستوه می آوردند و نعره کرنای و نالهٔ کوس تندر آوای زلزله در صحرا و غلغله
در ین طاق بلند رواق می افگندند مثنوی سنان زان گونه شد برچرخ گستاخ ؛ که مرواریدانجم
گشت سوراخ ؛ زبیر قبا که عالی داشت پایه ؛ همه لشکر همه شد سایه سایه ؛ فی الجمله آن شیر حمله بدینگونه
تقطیع و بدین نوع دبدبه چند فرسنگ زمین طی کرده در فتح آباد بدولت و اقبال نزول اجلال فرمود
وجماعه اسیرانرا رسن در گلو و پا در زنجیر کشیده حوالهٔ معتمدان هواخواه و معتبران سپاه فرموده آن
جمیله را بانجام ستر و اخفا بخرگاه خاص خود جا داد و او را طعمه و اشربه از مائدهٔ خود فرستاد و لیکن
چون در مذهب و ملت آن قوم بیگانه دین منحرف از شاهراه یقین طعام اهل اسلام خوردن و ین و ایمان
تای و دادن ست و پا از دائره رسم و راه بیرون نهادن آن زن لب و دهن اصلا ازان خورش نیالود
و لقمهٔ ازان فرو نبرد و از غایت غم و اندوه خون جگر بسیری خورد و سر از گریبان بیداری برآورده
تا دامن شب اختر شمرد ۵ همه شب به بیداری اختر شمرد ؛ ز سودا و اندیش خوابش نبرد ؛ ؛ هر چند
سپه‌لار بان پری رخسار رفق و مدارا مینمودند که او با بخود مائل ساخته کام دل حاصل کند اصلا آن
در نمیداد و چون گوسپند از قصاب احتراز و اجتناب مینمود و اضطراب میکرد چون آهو از پلنگ ترسیده
و وحشت پذیرنده بود و آن عفیفه نمیخواست که دامن عفت خود را آلوده کند و چهره حال خود را به نیل
بدنامی موسوم گرداند و شیشه ننگ و ناموس راجپوتان بسنگ بیحیائی و رسوائی بشکند و این ننگ
تا رستخیز در دودمان ایشان بماند و غم شوهر از جمند و مهر خویش و پیوند ببانگ بلند میگریست با آنکه
سپه‌لار و ابستهای او بموا عظه شایسته و نصائح سودمند دلش میدادند و تسلی بخش می شدند
فائده نمیکرد و زندگی بروی تلخ شده بود و وفات را بر حیات ترجیح میداد و فرصت طلب بود که اگر
اسلحه بدستش افتد خود را از هم گذراند و از عذاب گوناگون و محنت روزافزون وارهاند یا در چاه و دریا
غوطه زده پیمانه زندگی لبریز کند یا زهر قاتل خورده عمر دراز بر خود کوتاه سازد و بنام نیکو در السنه

از بے سنگی سنگ بر سینه میزدند تا نیم روز آن لشکر فیروز دست بیغما و غارت برآورده مال و متاع آن مفسدان را
بتاراج دادند بعضے از تهی دستان لشکر که طیلسان افلاس بر دوش داشتند از غنائمی که بکف آمد خلعت
غنا و ثروت در بر افگندند حصاری که از نهایت ارتفاع کنگره هایش سر بآسمان میکشید بآسانی
بمرزبانی میکرد و بجمله فیلان که بزور دندان سندان می شکستند بخاک سیاه برابر شده و از کشتها پشتها
سر بر گردون کشید ظلمت کده های آن تیره درونان را غلطانده سیدانی مسطح کردند و دران حال
سرداران غازی بگوی سرهای همچو چوگان بازی میکردند و زنان جمیله ناهید طلعت و خورشید منظر
که بهبود نخوست آن کیوان نژادان گرفتار بودند بدست سعادتمندان مشتری پیکر افتادند از جمله
آن حور نژادان کرشمه سنجی که طینت او را با آب و گل حسن و خوبی سرشته بودند اسیر شد مثنوی
چه شوخی دلربائی عشوه پردازی ۔ دو چشمش بر جگرها ناوک اندازی ۔ دران وقتی که لعلش خنده کردے
نبات و قند را شرمنده کردی ۔ رخسار رنگینش چون صبح سعادت بلمعه انوار دلربائی سنبل زلف
مشکینش چون شب قدر برایحه طیب جانفزائی معطر و غیرت لبهای عقیق رنگش یاقوت رمانی را
خون در جگر می انداخت و حسرت دهان تنگش شکر را بتنگ آورده و در آب خجلت میگداخت و قامت
سوزنش از فرط رعنائی گلدسته بود بگلهای گوناگون آراسته و چهره گلگونش بکمال زیبائی های بوعه
ناکاسته مثنوی دو چشمش کز مژه ژوبین فگندی ۔ هزاران رخنه ها در دین فگندی ۔ ز سر تا پا همه
حسن و ملاحت ۔ ز لعلش مرهم از مژگان جراحت ۔ الغرض چون سپه سالار دران کارزار چنان
نقشے دلپذیر بنظر درآمد دلش در سلسله عشق آن پری پیکر بے نظیر بندی و اسیر شد و دید چون
تمثال آن عدیم نظیر ۔ شد بدست اسیر خویش اسیر ۔ فیروزمندان لشکر چون آن مفسده را از امتعه
و اقمشه و صامت و ناطق و ناهق خالی ساختند نقاره کوچ بنواختند سپه سالار آن محبوبه را در محفه
زرین نشانده در سلک فیروزی بسعادت و بهروزی خرامش فرمود پس از قطع چند فرسنگ فیروزآباد
مخیم عساکر نصرت مآثر شد و شب دران مکان فرخنده نشان زنده داشتند چون صبح نورانی از
مشرق بر نگ نور مسلمانی از جبین دین دران پرتو انداز شد و شب ظلمانی چون تیرگی کفر در مسند آن

برکمر بستہ بران قوم ریختند جنگی عظیم در پیوست تا پاس ہنگامہ کارزار گرمی پذیرفتہ بود و بازار فتنہ
روائی داشت برق حسام در اندام کافران تیرہ فام چون آتش در دود جا کردہ بود و قطرات خون
بر تن آن ظلمت سرشتان چنان مینمود کہ گوئی اخگر را آتش انگشت ساختہ اند دریای خوناب از کشتہای
آن ملعونان بمثابہ بجوش زدہ بود کہ طوفان نوح را در جنب آن بے آب توان گفت و گرد نعال
اسپان بدانگونہ ہوا را گرفتہ بود کہ صعود ارواح شہدا بعالم بالا تعذر داشت نظم فرورفت و برفت
وقت نبرد ۔ نم خون بماہی و برماہ گرد ۔ اکثری ازان مخذولان مردود بقتل رسیدہ ہمہ دوزخ
گشتند و بعضے غازیان شربت شہادت چشیدہ گلشن آسای جنت شدند چون پیوستہ اسلام را بر
کفر استیلا و نور را بر ظلمت چیرگی ست آن تباہ کاران تاب حملہ شہسواران نیاوردہ ہزیمت را غنیمت
شمردہ روبگریز نہادند و در دیہ خود کہ مکمن تمرد و فساد بود پناہ بردہ درہا و منفذہا محکم بستند
آن خون گرفتگان در گبرستان فراخ خرد و بزرگ فراہم آمدہ و بر بامہا برفتہ بر شیران بیشہ جنگ
بارش تیر و تفنگ کردند چون حفظ الہی وجہ است ایزدی بر غازیان نیک سیر بود آزار برگ گل
بدیشان نرسید و آن بارش تیر بجای باران رحمت میشد و گلہای فتح و نصرت ازان بشگفت
و سبزہ فیروزی سر زد علی قلی نام جوانی کمر ہمت بر بست و بقوت حیدری آن باب خیبری کہ محکم تر از
سد اسکندری بود بشکست و بیکبارگی غلغل تکبیر از مسلمانان روشن ضمیر بکرہ اثیر پیوست کافران
شتر دل از ہیبت دلیران شیر زہرہ دست و پای گم کردند چون مورچہا سر در سوراخ نہادند نبرد ازیشان
چالاک بی ترس و باک دران گبرستان ریختہ دست بردی شگرف نمودند و تیغ تیز بر کف کردہ آن
خود رستہای باغی را در و کردند از سرہای بریدۂ ہندوان آن کفرستان ہندوانہ زار شدہ بود
غازیان اصحابی منش کہ ہر یکی چون حمزہ عباس بودند بے خوف و ہراس در صنمکدہ ہا در آمدہ
اصنام را شکستہ صنم پرست را دست و پا بستہ سرنگون آویختند مثنوی صنم میداد آواز تہانی
کہ حسنت ای خلیل اللہ ثانی ۔ زبان حال شان میداد آواز ۔ مگر محمود غازی زندہ شد باز ۔
کفار را چون دران کارزار اسلحہ تمام شدہ بود اصنام را بسوی زمرۂ اسلام بر تافتند و زنان از

پیش بصیرت شان نمیده بود و درین اثناء آن قریه یکی از مبارزان جانباز و خانه بان کفر گداز تنخواه شد
و آن پهلوان بهادری بود که از بیم تیغ جهان کشایش زمینداران هند خواب را بدیده آشنا نمی ساختند
و جوشن مردی از بر افگنده بعجز زنان بر سر می انداختند نخوت فروشان این گیرستان که بقلاع گردون
ارتفاع سر استکبار بگنبد دوار می سودند خصم بندان گرفته بر زمین نیاز ناصیه سائی مینمودند و کفار و
فجار از بیبت او رشته زنار بلکه رگهای گردن سن گلو میشد و بتان سنگین را سنگ راه نجات خود دانسته
در پله دانش خود سنگی نمی نهادند و فرسنگها از خود دور می انداختند فی الجمله آن سپه سالار نوشته خود را
بدان بهرستان گشت پرست فرستاد و پیام داد که اگر کمر انقیاد بر میان جان بسته و حلقه اطاعت در گوش
هوش کشیده در محکمه حاضر آئید و مال واجبی ادا نمائید هر کدام منجاعت عاطفت مزین ساخته بوطنگاه خود
نمایم و سر موی از شما کج نشود و باد گرم بر شما نوزد و اگر بدین این نوشته بجسب سر نوشت ازلی سر
بر خط انقیاد ننهادند خاک آن موضع ناپاک را بباد فنا بر دهم و بیخ دودمان فساد شما را از عرصه گیتی
بر افگنم و از نساء تا رجال و از کهن سال تا اطفال پامال فیلان کوه پیکر و علف تیغ بیدریغ سازم و تمام
شما را هیچ جاندار ی جز بوم شوم ویران بوم نوحه سرائی نکند چون آن ناعاقبت اندیشان
ضلالت کیش آن نوشته را بنظر در آوردند چون طومار از خشم بر خود پیچیدند و پاسخ دادند که هیچ فردے
از آباو اجداد ما قدم بجانب محکمه ننهاده و یک بشیر مال واجبی نداده اگر شما از در باز دست و سنگ
ما در ترازو بر کشید به بینیم که جلادت شما در چه پله است فرستاده از نزد آن آتش مزاجان پر باد بی آب
شده چهره بخاک خجلت آلوده معاودت نمود سپه سالار را آگهی داد بمجرد شنیدن این خبر وحشت اثر
آتش در نهاد او افتاد در لحظه جوانان کار دیده و پهلوانان نبرد آزموده را فراهم آورده نقاره جنگ
بنواخت و با جمع شایسته و تقطیع گزین بران مفسدان تباخت چون خروش کوس بگوش آن
مدبوشان باده فساد رسید ازان لشکر فیروزی اثر هیچ پروا نداشته و ازان پهلوانان بشیما-
حسابی بر نگرفته از دیه برامده یک گروه زمین سپرده در دره کوه با مردم انبوه هجوم آورده راه
بر سپاه گرفتند جوانان مردانه از اسپ پیاده شده و شمشیر ها کشیده و سپر بر دوش داشته و دامن

ار در سیم زر چنگ ؛ ز بخت او شود آن سیم و زر سنگ ؛ چنانچه جامع حکایات می سراید **قطعه طالعی**
دارم آنچنان که اگر ؛ سوی جنت روم سفر گردد ؛ ور سواری کنم بر اسپ عراق ؛ آن عراقی بتر ز خر
گردد ؛ ور ز حاتم طلب کنم چیزی ؛ از بخیلان بخیل تر گردد ؛ طرفی اینها عجب نباید داشت ؛ ور زمانی
که بخت بر گردد ؛ الغرض آن تیره بخت از بخالت سخت شرمنده شد و سر فرود افکنده ماند خدیو عطوفت
کیش را بران درویش دل بسوخت و گفت ای نامراد اگر چه نخوست طالع تو این نتیجه داد اما جوانمردی و بلند
همتی من مقتضی آنست که ترا از کشمکش تهی دستی و افلاس وارهانم و دلق فقر از دوش تو بر گرفته خلعت ثروت
بپوشانم تا ز بوی طالع تو بر کرم وجود من غالب نشود این صندوق دوم نیز بتو بذل نمودم برگیر و از
وهاب حقیقی منت بپذیر آن مسکین صندوق دوم پر از زر گرفته هر سر موز بان گشته شکرانه سر استد
ثنا خوانان و تحسین سرایان بسوی وطن بر گردید و سالهای فراوان بدان گنج بی پایان بعیش و تنعم
بسر بردو بهره از زندگانی و کامرانی برداشت و تا دم واپسین بدعای دولت آن بلند همت اشتغال نمود
قطعه تا شود از نخوست طالع ؛ سیم و زر خاک باغ خلد سقر ؛ شه جهانگیر جلوه گر باد ؛ بر سریر تخت تا گه محشر ؛

باب سوم در بیوفائی و بی حقیقتی گذارش احوال راجپوت ساده و بزمین جرا مزاده و نتیجه کفران نعمت و ترک وفا و حقیقت و نگارش نیرنگی تقدیر و بیان شگفتیها که از گردش روزگار بر منصه ظهور جلوه گر شد ؛ ؛ ؛

یکی از داستان پردازان نکته طراز که تیغ زبانش بجوهر راستی مزین و از لوامع انوار شمع
گفتارش انجمن صدق و صفا روشن بود بگذارش این نقل شگرف بدین گونه حیرت افزای
جهانیان شده است که در ولایت جلیمر موضعی بود مواس که متمردانش از هیچکس خوف و هراس نداشتند
و تخم تمرد در مزرعه طغیان میکاشتند بقوت جمعیت و استحکام مقام رزانت و صیانت قلعه
مغرور بوده ادای مال واجبی بحکام نمی نمودند و آن قوم ناصواب اندیش ضلالت کیش شیوه
دزدی و رهزنی آرایش روزگار خود ساخته اموال مردم را حلال دانسته نقد و جنس بلندگانان را
بغارت می ربودند بخار غرور در دماغ فاسد آنها پیچیده و عنکبوت نامعاقبت اندیشی پرده جهل

از گلہ سنج یا شکرانہ سزائی از و سر زند او را گرفتہ در پیشگاہ حضور آرد چند روز با او قطع منازل و مراحل
نمود کلمۂ از شکر و شکایت شہریار ازان پریشان روزگار گوش گذار او نشد تا آنکہ بر سر رودے
جلوہ گر گشت و استہ را در آب در آورد تا از دریا گذارا شود ناگاہ استرش در آب ایستادہ شاش کرد
دریں حال ایں مثال بر زبان راند کہ استر من ہمادتی شکر فت دارد ہر جا کہ آب بسیار ست در انجا آب میریزد
بر نگ شہریار ست کہ تونگران را بسیم و زر می نوازد و بحال ایشان کما ینبغی می پردازد و مستحقان
تہی دست را محروم و مایوس میسازد چون دران رود این نکتہ سرائید بمراہیش کہ گماشتہ بادشاہے
بود او را از راہ گردانیدہ باز در دار السلطنت آورد و خود بنزد گیہان خدیو رفتہ حقیقت احوال او را
معروض داشت شہریار حجستہ صفات آن پریشان اوقات را بحضور طلب فرمود گفت ای بے نوا
میدانم کہ از من گلہ سنج و نارضا بر گردیدی و از انعام عام من بہرہ ور نگشتی و بکام دل نرسیدے
اما این نہ از دناءت ہمت و رزالت نہمت منست بلکہ بہ شامت طالع شوریدہ و بخت نکو بیدہ تست
کہ ازان قلزم زخار کہ مردم انبار ہا گوہر شہوار بر میگیرند ترا صدف خالی از لالی در کف آید و از ان
گلشن کہ خلائق تماشای لالہ و شقائق جلا بخش دیدہ میشوند و گلہاے مراد می چینند ترا خار آزار در دل شکست
فرد زنا سیراب بختان مغفری آن بی نصیبی تو کہ باشی بر لب دریا و خاکت در سبو افتد و اگر میخواہے
کہ از گلزار گفتار من گلدستہ تجربہ بر بندی و نقد قول مرا عیار امتحان بر گیری حکمتی شگرف بکار بر م
کہ تسلی بخش خاطر تو گردد پس یکی را از محرمان راز آواز داد و بگوشش آہستہ گفت کہ دو صندوق
یکی را پر از جواہر و اشیاء نادرہ و دیگرے را از سنگ و گلوخ و ہر دو را بانجمل رنگین تزئین داده در نزہتگاہ
انجمن حاضر کن در لحظہ ہر دو صندوق را دران محفل جلوہ گر ساختند پس آنجوانمرد رو بدو آورد و گفت
ای خردمند ازین ہر دو یکی را کہ پسند کنی بتو بخشم بر گیر و بسوی وطن خود خرامش کن آن نکو بیدہ بخت
پس از تامل سخت دست بر صندوقی نہاد چون سرش بکشاد پر از سنگ و گلوخ بود نہادش برامد
وجوش و خروش از اہل ہوش برخاست و ہر یکی بر زبان راند کہ سبحان اللہ اگر تیرہ روزی سیہ
خوبی و دلفروزی نکرد زشت گردد و اگر بختمندی بدوزخ رود بمیمنت طالعش بہشت شود و زندہ طالع

نگردد قطعہ تا بدترین شیوہ بخیلی و ممسکی ست تا بہترین پیشہ ز مردم سخا بود ؛
شاہی بلند قدر جہانگیر ملک بخش ؛ ؛ در ملک بذل وجود و کرم با دشا بود ؛

داستان در نتیجہ تیرہ روزی و نکوہیدہ بختی و رحم آوردن سخاوت کیشی برخستہ خاطرے دلریشے

یکی از داستان پردازان شیرین ادا و نکتہ طرازان جانفزا نکوہیدہ بختان تیرہ روز را بگذارش این نقل دل فروز بفتح البالی بدین گونہ امیدوار ساختہ است کہ در ممالک افرنکیہ فرمان روائی بود والا فطرت بلند ہمت کہ ببذل و کرم و ایثار گنج و درم در اطراف و اکناف گیتی اشتہار یافتہ وصیت مکارم و احسان او عرصہ گیہان را در گرفتہ بود حاجتمندان فرو بستہ کار و تہی دستان پریشان روزگار بہمت حصول مطالب و مآرب رو بدرگہش نہادہ و در دش بر بینوایان و محنت آزمایان و درویشان و گدایان گشادہ بود یکی از فاضلان ذنون دانشور کہ بگردش گردون دون پرور مرقع فقر اضطرار در بر و طیلسان ناکامی بر دوش داشت آوازہ جود بے اندازہ او بگوش رہ دادہ از ولایت یونان بملک افرنکیہ رسید و بتقبیل عتبۂ عالیۂ او سر بلند گردید شہریار والا مقدار از حقیقت احوال او آگہی یافتہ او را در سلک ندیمان و مسامران بزم گرامی و محفل قدسی انتظام داد و اغلب اوقات بہ نکتہ طرازی و سخن سنجی و بدیہہ پردازی او شگفتہ خاطر می بود روزگاری دراز سپری شد و مدتے طویل بسر آمد چون طالعش مدد ننمود گیہان خدیو انعامی اندک با و مرحمت فرمود آنچہ کہ مامول او بود بحصول نہ پیوست چہرۂ احوال او بغبار اندوہ و ملال کدر و مرآت اوقاتش بہ زنگ حزن و غم تیرہ شد ناگزیر تمارض نمود و بدین بہانہ از خدیو زمانہ بسوی خانہ دستوری خواست و شاہ روشن رای از ادای آن نکتہ سرای فہمید کہ رنجیدہ میرود و بنوازندہ وی بیقراری انصافی استغنای گذشتہ را تلافی ننمود و خرچی در کمال قلت و استری لاغری جہت سواریش داد بدرود کرد و یکی از دیدہ وران ہوشیار خرام را بدنبال او روانہ ساخت و بدو آموخت کہ در ان مسلک بنوعی خرامش نماید کہ او آگہی نیابد و آن مسافت را بنہجی پیماید کہ او آگہی نیابد کہ بتجسس او نامزد فرمودہ اند و ہرگاہ در راہ حرفی

دراز برامد وجمال این مطلب بر منصۂ ظہور جلوہ گر نمی شد تا آنکہ چشمۂ موہبت آن کریم عدیم المثال
بتموج درامد وچشمۂ فتوت جوش زد باز خریطہ را بزر سرخ مالامال کرد وبکمال اخفا پیرامن عمخانہ آن مسکین
رفتہ درون کاشانہ اش پرتاب کرد چون آواز زر بگوش آن منظر دیرینہ رسید توجہ بزر نمودہ بیرون
دوید وخود را بر دہلیز رسانید مردی را دید کہ گریزان وافتان وخیزان میرود تعاقب او نمودہ دامنش
از پس گرفت وبر زبان راند کہ در خود را پس از دیری یافتم چون روبرو شد دریافت کہ آن نکلا وآست
کہ از ایام مہد تا بدان عہد با و مربوط ومانوس بود سراپا زبان گشتہ آداب تشکر وسپاس وشرائط نیایش
وستایش بتقدیم رسانید وحقوق مردمیہای او بر ذمہ خود ثابت گردانید لکلا ونقاب شرم بدانگونہ بر روی
کشیدہ بود کہ اصلا نگاہ گرم بسویش نمیکرد از کمال انفعال چشم بر پشت پا دوختہ وخسارہ بگرمی حیا
برافروختہ بود بصد الحاح وزاری از وی درخواست نمود کہ زنہار زنہار این راز پوشیدہ بر ملا نیفگنی
کہ خدمتی شایستہ از دست من نیامدہ کہ لب ودہن بافشای آن آلودہ توان ساخت در خویش وبیگانہ
مرا بکوتاہ ہمتی وتنگ دلی مطعون ومعیوب نسازی کہ این نوع ادا ہا در عالم مروت داخل ذلت
است کہ ہمچو تو دوست حقیقی را درین وقت نازک بدین جزوی امداد اعانت نمودن سہ بخاک پای
شریعت کہ منفعل مستم چہ کہ خدمتی لبسزا بر نیامد از دستم چہ جندا آن روزگاری وخوشا زمانہ کہ در ہنگام
این نوع والا فطرتان بسند آرای حیات بودہ انجمن افروز جوانمردی وفتوت بودہ اند کہ از فواخ
حوصلگی ہزاران ہزار نیکوئی را کمتر از نیکی می شمردند بلکہ در نظر نمی آوردند واکنون اگر کسی یک پشیز
از عمر بذل وعطا از گرہ نیکشاید جہان جہان نیکنامی ہیخواہد کہ بر خود بندد وبر باد نخوت گشتہ بنجار
غرور در دماغ سودائی خود می پیچد ونام حاتم وآل برمک را از سخاوت نامہ بر می اندازد وخود را از ہمگنان
بزرگتر میگیرد واغلب مردم متصدی آنند کہ بمکر وحیل وبمردمیہای ریائی سر از گریبان نیکنامی و
ستودہ صفاتی بر آرند وممدوح ومقبول جہانیان گردند آن بلند ہمت بدان گونہ احسان ننگرفت
نمیخواست کہ از ستایش او حرفی زنند وسعت حوصلہ وبلندی ہمت را بندہ ام آری کرم حقیقی آنست
کہ آلودگی شہرت نداشتہ باشد وبر کس بار منت ننہند ومد نظرش جز رضای الہی نبود وبدان مفتخر ومباہی

لاجرم آن کیسه را در شب تاریک آن یگانه روزگار برداشته بسوی کاشانه او خرامید و پنهان
از همگنان در صحن خانه او پرتاب کرد و آن درمانده را که سر برخشت نومیدی بخواب غم نهاده بود چون
آواز پرتاب کردن زر بگوش خورد حبست و دانست که کسی از سنگین دلان محله سنگی انداخته باشد
از بی سنگی یا از غم خانه بیرون نهاده و در پژوهش این حال افتاد چون تعمق و امعان نظر بجائے آورد
خریطهٔ دیده افروز او شد برداشته مهرش واکرد پر از صد دینار طلا یافت الوف اثنیه و ضعوف
ستایش و ثناب حقیقی را یاد کرد و بجان و دل شکرانه سر انشد و آنچه بر خریطه نگاشته بود بعمل آورد
و ضیافت آدمیانه ترتیب داد و بسامان شایسته و تقطیع گزین دختر کلان را بشوهر سپرد و باز چشم
بر کرم ایزدی بست و متر صد امداد غیبی نشست که دختر دوم را به نیکوترین اوضاع بداماد دهد
چند روز سپری شد باز آن عطوفت کیش درویش نواز بطرز پیشین کیسه بما نقدر مبلغ پر کرد و بر کیسه
مرقوم نمود که این نقد در وجه کدخدائی دختر دوم بکار بری و در پایان شب که مردم بمستی خواب
مغلوب بیهوشی بودند پوشیده در خانه اش انداخت دران هنگام آن دل خسته در خلوت نشسته
با دادار جهان آفرین رازی داشت و سرگرم استدعاء مطالب و مآرب خود بود درین اثنا آواز دلنواز
بگوش خورد که آن بانگ چه گویمت که چون بود بوده خوشتر ز نوائے ارغنون بود و از خانه بیرون
خرامید و بهمان رنگ کیسه دیگر مسرت پیرای خاطر او گشت باز در مسلکی که با ذل باشارت کرده بود
خرامش نمود از بار تیمار فرزند دوم سبکدوش شد ولیکن ببر بیب تفکر فرو برد و در خاطر او این اندیشه
پر تو انداخت که آیا این نقد گنجور خزائن غیبی که عبارت از سکان صوامع قدس است میریزند
یا کیست که اینهمه خواسته ناخواسته تمام اخانبذل و عطا میفرماید و اصلا مرا مرهون منت نمیسازد
و در دلش آرزوی جوشید که بنظاره آن نیر سپهر جوانمردی دیدهٔ شوق روشن سازد و صبح و شام
ازین دغدغه و خدوک آرام نداشت و عزیمتی در خاطر او تصمیم یافت که هرگاه هم بدان نوع
آوازی بگوش آید چون باد سبکرو حبست و چالاک از غمخانه بیرون آمده آن یگانه را دریابد و ثنایش
گوناگون و سپاس از حد افزون بحضور او بر زبان راند و اظهار انواع نیاز و عبودیت نماید روزگارے

نتیجہ ہمت وسخا بدین گونہ کہ رقم زدہ کلک معنی سنج گردید درین عالم بروزگار او عائد شد در انجہان
تا چگونہ بہ نعم خلد جاودانی از حور و قصور مبتہج و مسرور خواہد شد پس آدمی را می باید کہ دامن سخا و
بذل از دست ندہد و پیرامن بخل و امساک نگردد کہ شیخ ممدوح و مقبول جہانیان و بخیل مذموم
و مردود ہر دو عالم است و شاہد این مقال و مبنیہ این مقال این ترانہ جان بخش و قول دلکشا است

البخیل عدو اللہ لو کان زاہدا السخی حبیب اللہ لو کان فاسقا قطعہ تا کہ اہل سخا و بذل و عطا
بہ نکوئیست در جہان مذکور ٭ آن جہان گیر عادل و غازی ٭ باد در بذل و مکرمت مشہور ٭

داستان سخاوت بلند ہمتی والا فطرتی کہ از فراخ حوصلگی در پوشیدن جود و کرم بمثابہ کوشید کہ نسیم در اخفا و ستر دینار و درم

یکے از سخاوت کیشان مروت منش بہ نگاشتن این نقل شگرف صحیفہ روزگار را بدینگونہ
آرایش دادہ است کہ در پیشین زمان بولایت پرتکال مردی بود از دودمان بزرگ از گردش
گردون دون نواز کریم گداز غبار افلاس بر چہرہ احوال او نشستہ و زنگار تہی دستی مرات اوقات
او را تیرہ و کدر ساختہ بود باین ہمہ ناکامی و عدم سامان سہ دختر داشت کہ ہر کدام سرگرم نشہ
بلاغت شدہ مترصد تزویج کد خدائی بود پدر مسکین از پی اندوہ کہ سنگین تر از کوہ بود پیوستہ
چون شیونیان دلخستہ سر بزانو غم نشستہ آہ درد آلود و نالہ غم آمود بر می کشید و از غایت
شرم و حیا با ہیچکس از و حرف تقاضا نمیزد تا آنکہ یکی از جوانمردان بحر عطا و کریمان ابر سخا
نکلا و نام از تہی دستی و افلاس و محنت بیقیاس او آگہی یافت و عاطفت ذاتی و رافت جبلی او
جوش زد خریطہ پر از صد دینار طلا پرساخت و مہر کردہ بالای آن نگارش نمود کہ این نقد را در وجہ
عروسی دختر بزرگ صرف نمائی چون آن کریم طبع درویش پرور بر رنگ مرائیان شہرت طلب نبود
و مطلبے بجز رضا و خوشنودی ایزدی نداشت و نمیخواست کہ چہرہ احوال او بغازہ شہرت آرائش یابد
و ثواب آنجہانی را کہ متمم نعیم جاودانی ست پشت پا زدہ بہ نیکنامی ایجہان فانی و قبول عامہ
سر فرود ارد در تن در نمیداد کہ خوش آمد سرایان تملق خوی بزم لبق و چاپلوسی با او گرم داشتہ باشند

سعادت بر لوح جبین او نوشته قلزم مروت بموج اندر آمد و چشمه فتوت جوش زد او را آواز داد که ای
درمانده نامراد ها بیا تا حاجت ترا برآرم و این بار گران از خاطر تو بردارم پس دست او را گرفته
بگنجینه خانه خود برد و آنچه مسئول و مطلوب او بود یکیک پیش او شمرد و بدو سپرد و گفت اینهمه زر را
ببر و صرف ما یحتاج خود نمای و عقدهٔ مشکل خود را بکمال آسانی خود بکشای سائل از جوانمردی باذل
بغایت تشنگفت ماند و سر تا پای او حیرت فرو گرفت زیرا که از هنگام مهد هیچ فردی را که بدین نوع
مکارم اخلاق و محاسن اشفاق آراسته باشد در خواب و خیال هم ندیده بود پس آهسته بگوش او گفت
که مژده باد ترا از تاییدات غیبی و از یمن طالع سعادت اثر دریچهٔ اقبال بر روی تو گشود و ترا دولت
بر دولت افزود من کیمیا گرام و از علم رمل و نجوم بهره وافر و نصیبه کامل دارم اگر کوه طلا و نقره
در نظر من در آری در کفهٔ همت من وزن دانه ارزن ندارد با عانت علم نجوم و رمل معلوم نموده ام
که درین نزدیکی به نشئهٔ راوق اجل مدهوش خواهم شد و ازین خرابه فانی بجموره بقا خواهم شتافت
ازین رهگذر اندیشه صواب بر ساحت درون من پرتو انداخت که علم کیمیا گری که بهترین هنرهاست
و اکثر مردم در طلب آن خانمانها بر باد داده مال و متاع خود را سوخته بخاک سیاه نشسته لباس غنا
و ثروت در بر افگنده طیلسان فقر و افلاس بر دوش گرفته اند حیف باشد که بخاک برم و کسی را
بتعلیم این علم بهره مند نگردانم مدت دراز پای تفکر در تنگنای تفحص و تجسس افشردم و بهر سو
تکاپو نمودم که فراخ حوصله را بدست آرم که از همگی سخاوت کیشان و مروت منشان قدم در پیش
باشد و بکمال بذل و احسان یگانهٔ روزگار بود و گروهاگروه مردم از فقرا و غربا از و متمتع و
فیض یاب باشند لاجرم بدین سوال محال عیار طبائع مردم گرفتم همه را مغشوش و ملمع یافتم
و نقد همت ترا بر محک دانش سره دیدم اکنون بدولت و سعادت این هنر نادر بیاموز و تمام
و اپسین نشاط و بهجت اندوز پس گیاهی که از شیرهٔ آن ارزیز و نقره و مس طلا میشد نشان داده
ترتیب ساختن آنرا مشرح و مفصل بر زبان راند و از و بدرود شد پس از چند روز داعی اجل را
اجابت نمود و ازین ظلمت سرای فانی در نزهت گاه خلد جاودانی نهضت فرمود سبحان الله

که راه حقیقت و اخلاص سپرده خود را و کار خدا و رباز و پایه اش بدرگاه ایزدی نزد ارباب دانش و بینش پیدا و هویدا است محتاج آن نیست که خامه بنگاشتن آن سر فرود آرد بحق حقیقت و وفا و بذل و سخا گلهاست که در هر شورزاری بشگفتند و ستاره ها که جز بر آسمان معانی نتابند آدمی بیوفا در خسیست بی بر شاهد بی زیور وفا دیگیست بی نمک و وفا نمک دیگ انسانیست و سخا جان قالب بشریت است و این ناوفا ایست از ظرف که جز در ناف آهوی بی آهو نتوان یافت قطعه نه براهل وفا و بذل سخا ؛ خلق بی اختیار مدح سراست ؛ شه جهانگیر مهربان باد ؛ بر کسی کاندر و نشان وفاست ؛

گذارش احوال کریم طبعی سخاوت کیش که ببذل ایثار را آرایش روزگار خود ساخته بود نتیجه کرم باحوال خجسته مآل او عائد گردید و گلبن دولت بمنع فتوت به نسیم عمیم فیض و عطا بشگفید

حکایت یکی از جهان پیمایان سفر پرور و سیاحت پیشگان بادیه نورد بگذارش این نقل شگرف و داستان شگفت بزم مسرت را بدین نوع گرم داشته که شخصی در ممالک گجرات ببازار بلده احمد آباد نعره زنان و فریاد کنان میگشت که ای والا فطرتان روزگار و ای بلند همتان این دیار کاری سخت و مهمی صعب در پیش دارم که هنگامه جمعیت مرا برهم زده و صفای وقت مرا کدورتی ساخته و علاج آن منحصر بیک روپیه است و بی آن چاره اش متعذر و دشوار کو جوانمردی دریادل و کجا زر بخشی باذل که درین تنگی وقت بفراخی حوصله و کشادگی دل دستگیر من گردد و مرهم راحت بر جراحت من نهد و اینهمه گنج بدین فرسوده اندوه و رنج انعام دهد مرحم او را از اهل خبط و جنون انگاشته و از دایره عقل و خرد بیرون پنداشته از غایت بخل جواب هم نمیدادند چه جای آنکه خواسته که او خواسته بود ببذل نمایند فضولان کوتاه همت و نهالان پست فطرت را مادهٔ خنده بازی فراهم آمده بود و هنگامه ستم ظریفی گرمی پذیرفته و هیچکس را ازین اسرار نهانی و راز مخفی آگهی نه که در زیر پرده این سوال خیالیست مضمر و حکمتیست پوشیده چون مدت یکماه سپری شد یکی از گنج بخشان حاتم نوال و زر پاشان بر مک عطا را که طینت او با باب همت سرشته بودند و رقوم

از قیمت آن درماند از دیدن چنان انچه به که از هنگام شعور تا آنزمان دیده افروزا ونشده بود
بغایت شگفت ماند چون مار گزیده از خود رفت چون بهوش آمد سر شکرانه بر زمین نهاد وایزد بیچون
را باوصاف گوناگون بستود چون بمن حقیقت وفا مار بگنج ورنج براحت بدل شد در لحظه شوهر را
ازین سانحه غریب واقعه مسکوف آگهی بخشید او ازین مژده جانفزا خرامان وپای کوبان اندرون رفت
ومار بنظر در اورده در رقص واهتزاز آمد وهر سر مویش بشکرانه سرائی وسپاس خوانی زبان شد در ساعت
گوهری ازان فروخته اسباب نشاط ومعانی آماده ساخت واطعمه واشربه لطیف وانواع اثمار
وفواکه وعطریات دلپذیر از مشک وعنبر وعبیر وترنم سرایان وخوش آوازان ودیگر اشیا حاضر ساخت
ومحفل بادشاهانه سرانجام داد که بدان گونه بزمی از هنگام مهد تا بدآن عهدان دشمنان دوست روی
بخواب وخیال ندیده بودند ودو سه جواهر گران بها بر سم پیشکش در پیش ایشان نهاد چون ایشان بدان گونه
جواهر بنظر آوردند دود حسد از درون ایشان بگردون پیچید وبیتاب شده گفتند که انیمه سامان
از کجا بهم ساندی مگر این اختران منور از فلک اخضر فرود آوردی یا در گنجینه خانه غیبی نقب زدی
یا جادوئی نیرنگ بکار برده بخداع وفریب تشکیب ربای ماشدی او زمین خدمت را بوسه داد
وگفت اگر قول ما باور دارید ومرا از اهل خبط وجنون نه انگارید صحیفه احوال را بارقام راستی
آرایش دهم پاسخ دادند که ای رفیق هرچه بر زبان رانی تصدیق نمائیم وآمنا وصدقنا سرائیم
پس ماجرای گذشته از نیستی دستی ودرماندگی خود ومنصوبه که زنش درباخت وبرامدن نقش مراد
یکیک از خاطر بیرون داد ایشان بر بذل وسخای آن عجبا نمرد وحقیقت وفای همخوابه او تحسین سرائی
شده هر دو را درین وادی مسلم داشتند ودانستند که امداد غیبی ومعاونت لایزلی رفیق روزگار
ایشان ست **قطعه** شک نیست آنکه خلق ستایش کند برو ؛ بدهد اگر بجود وکرم سیم وزر کسی ؛
طرزی اگرچه بذل درم سخت مشکل ست ؛ امانثار جان بود کار هر کسی ؛ کاری که آمد از کف آن زن
یقین بدان نماید درین زمانه زدست دگر کسی سبحان الله بذل وعطای حقیقت وفا که بجهت حفظ
ناموس ازان همت ورزان سر زد بدین گونه نتیجه بخش افتاد که رقم زده کلک معنی سنج گردید سعادتمندے

ضیافت چه صورت دارد واز کجا بهم رسد لیکن اندیشه بر ساحت درون من پرتو اندازد که بغیر از ان
علاجی دیگر متصور نیست آنکه تو بنزد ایشان رفته وملهو ولعب بزم مسرت بیارائی وکمر بسته ها را بدر وغ
فرمایش طعام غائی درین اثنا من باری سیاه را که تازیانه ملک الموت است از مارگیران طلب داشته
دست بسویش دراز کنم او نیش بر انگشت من فرو برد در لحظه جان سپارم واز اطفال نعره شیون
سر بگردون کشند وداهی گریبان دریده وچهره بناخن خراشیده بیرون دویده ترا آگهی دهد وتو
سراسیمه وار اشک ریزان ونوحه سرایان بخانه مضطربانه درائی وصحبت بر هم خورد وآن نفاق آلودگان
تیره رای ره گرای خلوتسرای خود شوند ودر عزت وآبروی تو نقصان وفتور راه نیابد او گفت
چگونه تجویز نمایم وچه سان رضا دهم که خانه بمرگ چون تو جانان خراب ومنهدم شود ومرا پس از ان از
زندگی چه لذت واز جوانی چه نوع تمتع وکامرانی باشد وهر روز در فراق بمرگ تازه مبتلا گردم زن گفت
دل خود را بدین معنی تسلی بخش وسر از گریبان شکیبائی برآر وپا بدامان اطمینان درکش که بعزت وآبرو
مردن به که بذلت وخواری بسر بردن دیگر آن که اگر روزی واقعه ناگزیر که همه کس را در پیش است
بر همزن هنگامه روزگار تو گردد یقین ست که بر سم آبا واجداد از روی اخلاص واتحاد آتش در نهاد
خود زده سوخته خاکستر شوم وبنام پیشینیان بدین کردار شایسته روشن کنم پس چرا در چنین قضیه نامرضیه
که صعب تر از مرگ بکار تو نیایم وخود را فدا نسازم وبنام نیکو در السنه جمهور خلائق مذکور نباشم
جوانمرد از محنت مهاجرت بر نقصان عزت اختیار آمده مهر بر لب نهاده سر فرو افگنده ماند واز انجا
سراپا غم گرفته پیش مهمانان جان گذارفت وآن دلخسته نزد ایشان نشسته خود را بتکلف از غم وارسته مینمود و
بشگفته روئی وکرم خوئی خدمت میکرد وبخنده وبازی وجان فزائی ودلنوازی در بزم طرازی مینمود وبفرمانبران
تاکید میکرد که طعام آماده سازید وبکشید وانواع اغذیه لطیف ونقل لذیذ وصراحی باده مهیا سازید وسفره طیار کنید
در خلال همخوابه او سبد مار سیاه طلب داشته دست بدو کرد تا نیش بدست آن وفا کیش زند واو بدان مرگ شایسته زندگی
جاوید گیرد وچون دست در سبد مار فرو برد سختی بخلاف عادت از نیش محسوس شد انگشت بدو بر کشید ماری دید
از طلای خالص که بجواهر گران بهاتر صیقل یافته بود که هر گوهر از ان شب چراغی که جوهریان دانشور

وگریبان عجز بدست گرفتہ مراسم عذرخواہی بتقدیم رسانید وحقیقت افلاس خود را یکبیک باز نمود وگفت
خدمتی شایستہ از دست من برنیاید انشاء اللہ تعالے وقت دگر در تلافی آن بذل جہد نمودہ شود
بالفعل ہمین جزوی مرا مطعون ومعیوب نسازی بادفروش از شادی در جامہ نگنجید وآئین سلام
بپائین رسانیدہ دوال بندگی در گردن افگندہ ہزاران ہزار تسلیم وکورنش بجا آورد سرش
زان اسپ تاشد آسمان سای ۔ نیامد بر زمین از شادیش پای ۔ ہران باد رفتار برجستہ جولان زنان
وبازی کنان پیش راجہ زادہا آمدہ کورنش نمود واز ان باد مانند کہ بانفام آن سربلند شد آتش حسد
ایشان را مشتعل ساختہ خاکستر آلود خجالت گردانید وآبروی شان بر زمین ریخت وپدرو شدہ بوطن خود
خرامش نمود آن حسدکیشان حیلہ اندیش را غیرت ورشک بیشتر از بیشتر وبجہت کنگاش مجلس را از اغیار
خالی ساختند ومنصوبہ در شطرنج دغا در باختند وگوہر را از ہمدگر سفتند وگفتند کہ بکاشانہ ابن الفضول
ناعاقبت اندیش برویم وبگوئیم کہ میخواہم امروز با تو صحبت داشتہ بجہت اندوز شویم ضیافت ما را بزمے
شایستہ سرانجام دہ وماکولات ومشروبات گوناگون پیش آر وترنم سازان خوش آواز وخنیاگران
دلنواز حاضر تا لحظہ از زندگانی بعیش وکامرانی تمتع برگیریم واز عمر بے بدل بہرہ برداریم چون
بی دستگاہی دست او را بستہ است ناگزیر سر در گریبان خجلت کشد وزبان را از لاف وگزاف
جوانمردی ببندد وکف اسراف وفضولی نکشاید بدین اندیشہ نادرست ورائی سست چابک وچست
بخانہ اش رفتہ مشوش اوقات بابرکات ومزاحم احوال خیر مآل او شدند او بشگفتہ روئی وکشادہ پیشانی
ودلگیری از خانہ برآمد وایشان را در دیوانخانہ بکمال تجمل وتکریم نشاند وبخدمت کمر بست اما اگرچہ
خود را بتکلف پیش ایشان از روی ظاہر سرخوش وتازہ مینمود ولے در باطنش بموجب تہی دستی
اندوہ عظیم راہ یافت وبہانہ سرانجام ضیافت اندرون خانہ در رفت وہمیخواہ خود را ازین پریشانی
وبلای ناگہانی آگہی داد وگفت نمیدانم کہ چہ چارہ سازم وکدام مہرہ در شش در نا کامی در بازم وشیشہ
ناموس از سنگ نیرنگ این بدگوہران چگونہ بسلامت نگاہدارم او گفت تو خود نیک میدانی کہ
سہ روز ست کہ فرزندان در آتش گرسنگی کباب شدہ وپارچہ نانی بہم نمی رسد کہ سہ روزہ ناکامی وا کنیم سامان

اندر درم نیست ۔ خداوندان نعمت را کرم نیست ۔ باد فروش را با انواع دلگیری تسلی بخش شد و بموہبت
بیکران امیدوار ساخت و بزبان حال بدینمقال مترنم گشت ؎ رواق منظر چشم من آشیانہ تست ۔۔
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست ۔ باد فروش ماجرائی کہ با او در میان راجہ زادہا گذشتہ بود باز نمود
او گفت آنہا بزرگی خود فرمودہ اند آری انسان قابل انواع نیکوکاریست گنجہاے کہ درین نہ دہ خاک
مدفون ست باندک توجہ بیرون می آید و آخر در گذرست بتحمل کہ تفاوتی کہ باستہزا و تمسخر در باب من
بر زبان راندہ اند راست آمد پس باندیشہ دراز فرو رفت کہ او را از خود چگونہ شکرانہ سنجان و ثنا سرایان
پدرود نماید تا نام نیکوی سالہا پامال نخل و اساک نشود و آبرو بر خاک اہانت ریختہ نگردد ناگزیر بعضے
از ندرداران سود خوار را کہ بایشان معاملہ داد و ستد داشت بحضور طلب داشتہ گفت کہ این باد فروش
را صاحب زادہا از روی عناد نزد من فرستادہ اند و در طنز و تمسخر بر چہرۂ احوال من کشادہ مستعد
آنند کہ غبار نقد ہمت من بمحک آزمون و تجربہ برگیرند اگر امروز در کفہ کفایت و مقیاس دانش ایشان
کم وزن برامدم و بازار عزت و وقار من کاسد و حسن ظن خلائق در کار من فاسد میشود اگر درین محنصہ
دستگیری من نمائید و این عقدہ سخت بناخن اعانت و امداد برکشائید تا رمقی از جان در تن باقیست
مرہون منت عظیم شما باشم و تا دم واپسین تبلائی آن جہد فراوان بکار برم و باعث شماتت اعدا
و اندوہ احبا نگردد چون قرض بسیار ازان قوم بر و فراہم آمدہ بود و از وصول آن ہا یوس شدہ
بسر شک ندامت دست ازان شستہ بودند ماموال او را بمندول نداشتند و مسئول او را بسمع قبول راہ
ندادند ہر چند آن قلاش زر پاش در خواہش زر تلاش نمود سخن او بر کرسی ننشست و دیت آن سنگین دلان
موثر و کارگر نیامد ناگزیر آن اسپ عراق کہ در چابک روی و سبک تازی طاق بود و بجز آن اسپ
در طویلہ نداشت راجہ اش پیش ازان بدو روز بہمت دفع پیادگی بدو بخشیدہ بود برق سیری کہ
باد بگرد او نرسیدی و ماہ سریع السیر الہلۂ نعالش را حلقہ نیاز در گوش کشیدی و مرغ وار در ہواے
پر و بال پریدے ؎ زمین نورد چو شوق و فراخ رو چو ہوس ۔ سبک گذر چو جوانی و قیمتی چو روان
تناور ست چو کوہ و تکاور ست چو باد ۔ شناور ست چو ماہی و ہمچو قطرہ دوان ۔ باد فروش را در پیش کشید

ایشان را پشت به پشت تا آدم بگونا گون اوصاف بایثار و تهور یاد کرد و راجه و فرزندانش را از حاتم
و بهمن و رستم و اسفندیار و هرمز می هزاران تفوق و رجحان داد ایشان از روی اعراض و کینه که بآن
سپه لار داشتند بطریق طنز و تمسخر گفتند که امروز درین شهر دلفروز شخصی که جامه سنجاب بر قامت او دوخته اند
و چراغ مردمی از روغن مغز او افروخته فلان سپه لار ست که خود را فروخته راحت رسان خسته دروبان
دلسوخته میشود آنجا رو که سر تا پای ترا در زر گیرد و دلق رنج و غنا از دوش تو بر گرفته بخلعت ثروت
و غنا وجود ترا مزین سازد و با صناف تفقد و التفات گوناگون بنوازد و مطلب آن تازه خیالان هرزه درا
ستم ظریف آنکه دران هنگام غبار افلاس چهره اوقات او را تیره ساخته بود از باد فروش رو در نقاب خجلت
کشید و آن همه دعوای سخای او باطل گردد دیگر سر از گریبان جوانمردی بر نیاورد و پای بدامن اندازه
فراهم آرد باد فروش ادا های ناخوش ایشان گوش کرده خاموش شد و چنین در چنین افکنده خجلت زده
و شرمنده خسته خاطر و آزرده دل شکوه سرایان و کله سنجان ره نورد منزل آنجوانمرد شدند و او را بدیوانخانه
جلوه گر یافت طلعتی دید زیبا که اثر حیا در چشم او پیدا و نور مردمی در جبین او پرتو انداز بود اتفاقا
مدت سه روز سپری شده بود که از عدم سامان و تهی دستی مطبخ او گرم نشده و نامزه گرسنگی در سینه عیال
و اطفال او اشتعال داشت و آن کریم طبعان مهر روزه ناکامی بلب نهاده پیشانی گشاده شیوه صبر
و شکیبائی را آرائش روزگار خود ساخته نغمه شکرانه سرائی محفل رضامندی ایزدی را گرم میداشتند
درینوقت نازک باد فروش روبرو ایستاده نامه مدح او را از عنوان تا خاتمه بفصاحت و بلاغت
برخواند و انواع نیکوکاری و مردمیها که از هنگام مهد تا بدان عهد از و سرزده بود یکبیک برزبان راند
و پایه سخن را در اوصاف کردار شایسته او بگردون رساند فرد اول از بالای کرسی برزمین آمد سخن
او سخن را برد بالا و بر کرسی نشاند چنانکه اثر شگفتگی بر چهره او ظاهر و نشان انتعاش بر رخساره او
پدید آمد گلشن طبیعش که به برگ ریز افلاس پژمردگی یافته بود بنسیم تملق خوش آمد از سر نضارت گرفت
دریای موهبت ذاتی در جوش آمد بمثابه که اگر کوههای طلا و نقره در پیش او بودی همه را چون
کاه سبک و بی قدر فهمیده بدو بخشیدی فطرتش عالی ولی دستش خالی بود کریما ز ابدست

وپریشان روزگاران دادی شاعران هندی زبان ومدح سرایان شیرین بیان برآستانش برنگ مگس بر
دکانچه فتاده هجوم داشتندی درماندگان پریشانی اوقات درگاه اورا قبله حاجات خود پنداشتے
سخاوت ورزی که گنج قارون را درنظر همت او ارزش نبود وکرم منشے که خود را در دفتر سخاوت
دراورده حاتم را در بذل وکرم انگشت نما بود وجمعیت باطن را در پریشان احوال تصور نمودی وپراگندگے
دل در فراهم آوردن حطام دنیاوی بحاصلی خیال کردی فردای کریمی که براه کرم وبخشش وجود همتش
کرده همه مال همان را پامال ؛ وآن یگانه زمانه را بآن همه منصب بزرگ وشکوه عالی طویله انا سپهان
خالی بودی از بس که بذل اسپان نمودی بجز یک اسپ سواری نداشت گاهی آن را نیز بکمال سخا بمدح پیرایان
ونکته پیرایان عطا فرمودی وبسلام خدیو ایام پیاده خرامش کردی وبجز یک خلعت که بدان وجود
با جود او مزین بود سر وپا دیگر در جامه خانه نداشت حیت مکارم او عرصه گیتی را در گرفته بود
مدح ارایان وترنم سرایان از اطراف واکناف گیتی رو بجانب او آورده ودرش بر فقرا وغربا و
مسافر وزائر گشاده بود پیوسته کمر بخدمت درماندگان بسته بر مسند مروت وصدر فتوت نشسته میبود
سائل را آن بازل بمثابه دوست داشتے که سائل درم را ودرم را بدان گونه دشمن بود که بخیل
سائل را چون نام بنگش در السنه مردوزن ودر افواه دوست ودشمن مذکور بود در دل فرزندان را
چه مال حسد جوشیدی وانا نجا که کدام را خیال مردمی در سر وغدغهٔ احسان در ضمیر مضمر بود کینه او در سینه
ونقاری در دل گرفته بودند وغبار خاطر بهم رسیده میخواستند که نامش از لوح زندگی ستره شود تا
ایشان در حساب مروت کیشان شمرده آیند هرگاه اوصاف اخلاقش از خلائق می شنفتند از شورش
درون می آشفتند یا یکدیگر میگفتند که زنگ این ننگ مرات اوقات ما را تیره ساخت که در نفع رسانی
وفیض افشانی با این همه پایه ازان تهی دست بے مایه کمتر باشیم جای آنست که چهره خجالت بناخن حسرت
بخراشیم درین اثنا شاعری هندی زبان که درین کهرستان باد فروش می نامند واز ولایت دکن
اوصاف برگزیده واخلاق پسندیده وکرم واحسان را چه مان شنیده بکوالیار رسید در درگاه او
سنهاده چون پسرانش در دیوانخانه انجمن طراز بودند در مقابل ایستاده بروش باد فروشان آباد اجداد

بے حجابانہ بخانہ درآمدند و مرا خستہ و مجروح دیدند گفتند دزد کجاست گفتم در گنج خانہ خزیدہ است
برادرانش چراغ افروختہ در گنج خانہ درآمدند دیدند کہ خواہر بباختر ایشان شمشیر خون آلودہ بر کف گرفتہ
سرنگون افتادہ و روی بر خاک مذلت و ندامت نہادہ از من پرسیدند کہ این چہ قضیہ است قصہ از اول
تا آخر پیش ایشان بیان کردم حیرتے و تعجبی بدیشان روآورد بر حلم و مروت من آفرینہا کردند و آن بدکار
مکارہ خونخوارہ را بقتل رسانیدہ در ہمان گنج خانہ مدفون ساختند مصرع ہر کسی آن درود عاقبت کار
کہ کشت ؛ این چند زخم بر خسارہ من از آن معرکہ پنہان نیست و از آنوقت کہ این حادثہ عجیب و واقعہ غریب
بوقوع آمدہ است اشتر و اسلحہ و اسعد و اقمشہ و آنچہ داشتم تمامی بتاراج دادہ قدم در راہ تجرد نہادہ ام
و ہیچکس الفت و انس نمیگیرم کہ دنیا و اہل او وفائی ندارد ؎ ترک دنیا دادم و کردم فقیری اختیار ؛
از دل و جان گشتہ ام من مرطلب پروردگار ؛ اکنون مرشدی کامل میطلبم کہ راہ بجانب مقصد اصلی نمایند
و دریچہ فیض و فتوح بر دل مجروح کشاید الٰہی ہمہ کس را بمقصود اصلی و از تقید محبت عروس مکارہ دنیا باز رہانند

قطعہ تا کہ دنیای دون ہمی ماند ؛ بزن پر فریب مکارہ ؛ شاہ را چون عروس در ببرد ؛ دولت و بخت
و فتح ہمواره ؛ باد از تیغ و خنجر بران ؛ جگر دشمنش بصد پارہ ؛ دوستانش تقیم در گلشن دشمنان از خانہ گشت آوارہ

باب دوم در سخا و کرم نضارت بخشید ترشح سحاب خامہ گلشن سخا و چمن را حقیقت وفا و معطر شدن بمشام خواص و عام از نکہت آن

یکے از برہمنان نکتہ طراز سحر پرداز کہ اکثر از کتب ہندوان بنظر در آوردہ از علم تواریخ بہرہ وافر
اندوختہ بود نقلہای شگرف بخاطر داشت و آن خرد پژوہ انجمن ارباب شکوہ را بسیر گلدستہای
غریب و واقعہای شگرف گرم داشتی بہ بیان این داستان بدین گونہ مسرت پیرای خاطر جہانیان
شنیدہ است کہ در زمان راجہ مان کہ باصناف مکارم اخلاق شہرہ آفاق ست سپہ سالاری بود کہ صانع
ازل طینت او را آب مردمی سرشتہ بود در قوم کرم و احسان بر جبین او نوشتہ سخا را از ہمت او
رونق بازاری و عطا را از فطرت و فتوت او قدری و مقداری پدید آمدہ بود بذل و ایثار را آرایش
روزگار خود ساختہ ہر چہ از وجہ مرسوم و مشاہرہ بدستش افتادے آنہمہ خواستہ ناخواستہ بفروبستگان

نشست وشو پاک ستر دولی غبار باطنی را نتوانست برد آخر از ہر گونہ طعام وشربت پیش آورد لقمہ چند
از سر بے رغبتی چون زہر ہلاہل فرو بردم واز غم وغصہ خون جگر بسیری خوردم چون از طعام وشراب
فارغ شدم بستر خواب را ترتیب داد زمانی دراز کشیدم پای مرا زیر دست میکرد ومکس میراند چون
بیاض روز بسواد شب مبدل گردید وخدیو نجگاہ مشرق بکشتان مغرب خرامید **مثنوی** عروس شب
پے زینت زاختر ۔ بگردن بست عقد لولوتر ۔ بپوشیدہ زمہ نوگوشوارہ ۔ بجیب افگند گلہای ستارہ
زن خود را بگلاب وعبیر شستہ ولباس فاخر وزیور مرصع بجواہر پوشیدہ بر بستر من آمد متوقع آنکہ در کنارش
گیرم کنارہ گرفتم ودر دل خود گفتم **نظم** در دل من مہر تو باقی نماندہ ۔ آن قدح بشکست وآن ساقی نماندہ
چون زن از ین طرف دل گرمی وشوق پیشین ندید بخجالت وشرمندگی بر بستر خوابید اصلا باو ملتفت نشدم
چند شبانہ روز بملامت ودلگیری بگذشت شبی شرم وحیا یکسو نہادہ ونقاب آزرم برکشادہ گفت ای من
کدام فعل ناشایستہ سرزدہ وچہ جرم بوجود آمدہ کہ کینہ در سینہ گرفتہ اید ومتوجہ نمی شوید غصہ خود را باو
ظاہر نساختم وگفتم یاری کہ بعیادت او رفتہ بودم برحمت حق پیوست ازین بگذر ہنگامہ عیش من برہم
ودل بنشاط وخوشی مائل نیست چون زن این سخن بگوش کرد خاموش شد شبی باو ہم بستر بودم حرارت
تشنگی بر من غلبہ کرد گفتم کوزہ آب از صحن خانہ آوردہ بمن دہ کہ بغایت تشنہ ام جواب داد کہ تنہا در شب تار
بیرون نمیتوانم رفت دل من ترسندہ واز تاریکی وحشت پذیرندہ است چون این حرف از و در گوش کردم
ناگاہ بے اختیار از دہان من برامد کہ چرا آن شب ترسیدی کہ تنہا مردہ را بدوش گرفتہ دو تیر پرتاب کردہ
رفتہ در چاہ انداختی زن چون دانست کہ راز او بر من ظاہر شدہ احوال او بچشم خود تماشا کردہ ام بمجرد
شنیدن این حرف چون برق بر جست وشمشیر از بالین من گرفتہ بسرعت تمام چند زخم بر خسارہ من زد
واز بس کہ شمشیر بتعجیل منزد وروش تیغ زنی نمیدانست ہیچ زخم کاری نشد برای گرفتن او بر جستم گریختہ
در کنج خانہ خزید از آواز پای او کنیزک خفتہ بیدار گردید ومرا زخمی دید وپنداشت کہ مرا زن مجروح ساختہ
مثنوی برآورد فریاد غوغا کہ زد ۔ نواب ای جوانان بیاری ومزد ۔ دران کوچہ غوغا وآشوب خاست
زہر جانبی مرد باچوب خاست ۔ جماعہ کثیر بر دہلیز من گرد گشتند وبرادران زن کہ در جوار من ساکن بودند

بے دین را بکشید آہ کہ یارب کہ کشتہ است این را۔ از ترس افشای راز کنیزک خفتہ را ہم آواز نداد
و مردانہ معجر بر کمر چست کردہ مردہ را بدوش نہادہ در کشادہ بیرون رفت ؎ زن بدان نازکی و مردہ
بدوش ۔ دیدم و رفت زمن طاقت و ہوش ۔ من نیز آہستہ و پنہان از و در عقب روان شدم چون مسافت
دو تیر پرتاب رفت دران محلہ چاہی بود یوسف خود را دران چاہ افگندہ برگشتہ آمد و بستر خواب و جامۂ
خون آلودہ را پنہان ساخت و جامہ دیگر پوشید و بستر نو انداخت و در خواب شد چون این ہمہ عجوبہ
بچشم عبرت دیدم ترسان و لرزان خود را از انجا بیرون کشیدم و در خانہ یاری آرامی و قراری گرفتم و
با ہیچکس از ین واقعہ مہلک حرف نزدم و مہر بر لب نہادہ پنہانی خون میخوردم و چند روز بغم و اندوہ
بسر بردم علی الصباح چون مادر و پدر جوان او را در شبستان بر بستر خواب نیافتند بجست و جویش
در منزل خویش و بیگانہ و یار و آشنا شتافتند و اثری از و ندیدند و خبری از و نشنیدند ناگاہ سقائے
بر سر چاہ باب کشیدن آمد آدمی مردہ دران چاہ افتادہ دید یاران دیگر را خبر کرد خلقی ہجوم نمود
و گروہا گروہ مردم بران چاہ گرد آمدند و مادر و پدر جوان نیز حاضر شدند جوان مردہ را از چاہ برکشیدند
بمجرد دیدن پدر و مادرش بشناختند و از تاسف خاک بر سر انداختند و جامہ بر تن دریدند و قطرات
خونی از دیدہ عمدیدہ بارید ند حیرتے تمام بمردم رو داد کہ این بیگناہ را کہ کشتہ در چاہ انداخت چند ہر
پای بہ تنگنای فکر افشردند راہ بوسعت آباد تحقیق نبردند ناگزیر کفن پوشانیدہ او را در خاک نہادند
مصرع از چاہ برون آمد و در گور افتاد ۔ چند روزی چون بریں بگذشت و شور و غوغای ماتم جوان فرو نشست
بخانہ شتافتم زن را یافتم بہانہ فراق من در ماتم آن جوان مرگ لباس ماتمزدگان و شیونیان پوشیدہ
و چہرہ بناخن خراشیدہ و موی سر بژولیدہ و گریبان دریدہ و سر مہ از چشم شستہ و چون مصیبت زدگان
و سوگواران بحال تباہ بر خاک سیاہ نشستہ بمجرد دو چار شدن دو ید و در پائے من افتاد و اشک تزویر
را از دیدہ ہا سرداد و انواع شوق و آمدو شدی ظاہر میساخت گفتم آرے دل بر دل ست و پنہانے
این بیت در دل گذرانیدم ؎ ماتم غیر ترا کردہ چنین زار و نزار ۔ سیکنی در دجدائی بتکلف اظہار
بارہی باحترام تمام پای مرا آن بے شرم بآب گرم از گرد و خاک پاک بشست اگرچہ گرد ظاہرے را

درآمیخته بودند من بحیرت گشاده دیده زدور ایستاده ماندم در کنج خانه چون مستور بچون این احوال را بچشم خود تماشا کردم مضمون این بیت در دل گذرانیدم فرد من زهجران دور گردو بوالهوس نزدیک وصل ای محبت خاک برسر باد تاثیر ترا از بس که بزنجیر حیرت دست طاقت و پای توانائی من بسته بود یارای آن نداشتم که آنها را بجزا و سزا رسانم و خود را از کشمکش غیرت برهانم و در لجه ژرف تفکر چنان فرو رفته بودم که از خود اصلا خبر نبود دیگر ملاحظه داشتم که چون آن هر دو را خواهم کشت شور و غوغا خواهد شد و بدکرداری زن در خویش و بیگانه و صغائر و کبائر آشنا خواهد یافت و موجب فضیحتی و رسوائی خواهد شد باخود گفتم آیا این همان نیست که با من آنچنان دعوی محبت میکرد و دم اخلاص حقیقی میزد و از یکجهتی و یکدلی بهنگام جدائی بصد گونه الم و سوز میگریست و میگفت که در فراق تو یک لحظه نخواهم زیست اکنون این همه بوفائی و عهد شکنی چیست القصه چون فاسقان بی نور داد فسق و فجور دادند و از غلبه هستی و افراط هوا پرستی و کوفت و ماندگی سر بالین خواب نهادند و چنان سر بیهوشی فرو بردند که گوئی مرده اند خود را از کنج خانه بیرون کشیدم و آهسته آهسته آمده بر بالین ایشان ایستاده شدم و از لوح جبین جوان مضمون این بیت برخواندم فرد نفس و شیطان با تو و تو خفته تر سم بامداد مرده یابند که مار و کژدم در بستر ست با هر چند غیرت بران میداشت که زن را بازانی بقتل رسانم و آن هر دو بادهٔ فساد را از هم گذرانم و خود را از شر ایشان برهانم اما بغلبه محبت و عشقی که بآن مکاره بدکاره داشتم اصلا دل من راضی نشد که او را در تیغ کشم چند بار دست بکشتن آن عیاره دراز کردم و باز پس بردم از بس که بصورت او مائل بودم دست من بر قتل او قادر نبود آخر شمشیر گرفته سر جوان را از تن جدا ساختم و بستر یاسمین رنگ بخون تازه ارغوانی گردانیدم مصراع هر عمل اجری و هر کرده جزائی دارد و جوان را بوضعی کشتم که از جا نجنبید و اصلا حرکت نکرد از بین پهلو بدان پهلو نگشت و آن زن را هیچکس را آگهی نشد باز خود را در گوشه کشیدم و منتظر بودم که چون آن شوخ چشم بحیا بیدار خواهد شد چه چاره خواهد کرد لحظه برآمد و رطوبت خون در بستر خواب و جامها او سرایت نمود چشم باز کرد و بر جاست جوان را دید کشته و بستر خواب بخون ناب آلوده گشته کمال حیرتش رو داد فرد چو دید کشته فتاده جوان

وبرگ معانی واسباب تنعول وعطریات دلپذیر ازمشک وعنبر وعبیر بدست دلاله فرستاد وپیام داد که برگ
معانی واسباب عشرت وکامرانی آماده سازید ومجلس مسرت وخلوت بهجت راترتیب دهید من اینک وقت
فرصت دیده متعاقب می آیم ۵ از خود خبر ندارم سر بزمین خبر شنیدن ۵ از دوست یک اشارت دارمن
بسر دویدن ۵ دلاله خرامان وخندان باز آمد وپیام عاشق بمعشوق گذارد زن ازغایت بهجت دوسه ساغر
می پی در پی نوشید وسرگرم شده منتشر ابنشست فرد خوش آن کز وعده ات خوشحال در محنت سرائی خود
نشینم شادمان ساعت بساعت سوی در بینم ۵ ودمبدم بزبان حال بانیمقال مترنم بود ۵ بگوشم
مژده وصل از در ودیوار می آید ۵ دلم هم میطپد البته امشب یار می آید ۵ چون ساعتی بگذشت باز بدست
دلاله پیام فرستاد فرد دادی نوید وصل توقف روامدار ۵ دانی که اعتماد بدین روزگار نیست ۵
چون یک ونیم پاس از شب بگذشت واز هیچکس خوف وهراس نماند نظم مردمانرا نماند
گاه خرام ۵ ماهی ومرغ یافتند آرام ۵ جوان بشراب شوق سرمست صراحی دربغل وپیاله در دست
خرامان ودامن کشان بخانه محبوب درامد قطعه مرغ خزان دیده ببستان رسید ۵ تشنه بسر چشمه
حیوان رسید ۵ زن بزبان حال باین ادا نکته سرا شد رباعی زهی زآمدنت بخت مرحبا کرده ۵
زشوق روی تو گل پیرهن قبا کرده ۵ چگویمت من خونین دل جگر خسته ۵ که روزگار جدائی بمن جفا کرده
جوان بمجرد مشاهده جمال نورانی او پیشانی خود بر زمین نهاد بجنود وبهوش افتاد محبوب او را بنوازش
گوناگون والطاف ازحد افزون بهوش آورد وگلاب بر رویش پاشیده از خاک برگرفته در آغوش
کشید چون از مدت متمادی هواخواه ومشتاق یکدیگر بودند نظم یکدگر آغوش در اورده تنگ ۵
هر دو نمودند زمانی درنگ ۵ پس از زمان دراز زن بصد کرشمه وناز بتعظیم داغر از جوانرا ببخت شادمانی
داورنگ کامرانی جاداد وخوانی مجهز بنعمت الوان شادمانی در پیش نهاد ومثنوی خوانی از مرغ و
بره پیش آورد ۵ نعمتی از قیاس بیش آورد ۵ یافت چون طبع امتلا زطعام ۵ باده لعل در فگند بجام
چند ساغر زدند پی در پی ۵ سرشان گرم شد زنشه می ۵ تازه شد رغبت جوان از سر ۵ دلبر خویش را
کشید ببر ۵ قفل گنج از کلید شوق گشاد ۵ یافت در دست خویش نقد مراد ۵ ایشان چون شیر وشکر

و بگنجی مخفی شوم بنوعی که هیچ فردی از احوال من اطلاع نیابد به بینم که آن زن در غیبت من بچه کار مشغول
و شب تا روز در مفارقت من شاد یا ملول ست بدین اندیشه تمام روز بگلگشت بساتین دلفروز بسر بردم
چون بهنگام شام حدیقهٔ مینائی بشقائق آتشین فام آراسته شد و طرهٔ سنبل شب بر رخساره یاسمین روز
پراگنده گشت جانب شهر مراجعت نمودم و جامهٔ نفیس از تن برکشیده لباس چرکین پوشیده برنگ
و زدان از راه دیگر بخانه درآمده بگنجی مخفی شدم چه بینم که زن انواع زر و زیور و لباس از هر چه نیکوتر
پوشیده و عطریات اعلی بر خود مالیده و بستر مکلف بر چارپائی انداخته بگلهای خوشبو معطر ساخته
همگی اسباب نشاط و کامرانی مهیا ساخته مشاطه را که محرم راز او بود طلب کرده الحق آن دلاله بود و جهاندیده
گرم و سرد ایام چشیده رباعی براه عاشقی کار آزموده ؛ گهی عاشق گهی معشوق بوده ؛ بهم وصلت دهد
معشوق و عاشق ؛ موافق ساز یار ناموافق ؛ گفت که نزدیک آن جوان یوسف نام که نهانی بما بحقیقی
و اخلاص صمیمی دارد و سالهاست که مشتاق دیدار ماست برو و مژده وصال ما بگوش هوش او برسان
و بگو که شوهر من بفلان موضع رفته و گران جانی خود را برده ؎ بی محابانه
در آ از در کاشانه ما ؛ که کسی نیست بجز درد تو در خانهٔ ما ؎ خانه بی زحمت اغیار و سرای
خالی ؛ بهر این روز بکار آید جائی خالی ؛ فی الجمله دلاله را بانواع تحف و هدایا بجانب او فرستاد و خود
بکمال خوشحالی منتظر آمدن یار بنشست دلاله چون نزدیک آن جوان رسید و پیام فرحت التزام بدو رسانید
و گفت مثنوی برخیز که وقت شادمانی ست ؛ هنگام نشاط و کامرانی ست ؛ امشب شب خرمی و شادیست
گم گشته نشان نامرادیست ؛ محبوبهٔ تو که سالها مشتاق و آرزومند لقای ارجمند تو بودی بصد خواهش
و آرزو ترا میطلبد و در انتظار قدوم میمنت لزوم تو نشسته و امید وصال تو بسته و در را کشاده و چشم
در راه نهاده بشتاب که وقت فرصت غنیمت ست زود کاشانه او را به پرتو شمع جمال خود منور و روشن
گردان جوان را چون نوید جان بخش و مژده بهجت افزا بگوش رسید از کمال شادمانی بیهوش گردید
بزبان حال بمقال نغمه سر شد فرد بیخودی گاش گذارد که بمضمون بر سم ؛ بعد عمری که جانان خبری میآید
واز غایت نشاط در بساط خانه نمیگنجید فی الجمله از کمال خوشی عقد گلهای خوشبو و شیشه شراب پرتکالی

محض در شان ما گفته اند **مثنوی** زن و مرد با هم چنان دوستند ؛ که گوئی دو مغز و یکی پوستند ؛ روزی در خاطر من گذشت که حکما گفته اند که زن را صداق و راستی نباشد و زن البته نفاق اندیشه و دغا پیشه بود **مثنوی** و زنان بوی از وفا نبود ؛ خوی ایشان بجز جفا نبود ؛ همچو آئینه در مقابل شوی ؛ آهنین دل بوند روشن روی ؛ یکمرتبه نقد اخلاص او را بر محک امتحان کشم و سیم و دو دستیش بمعیار تجربه سره سازم تا معلوم شود که خالص ست یا مغشوش و ملمع در خاطر قرار دادم که چند روز از وجدائی و تنهائی اختیار کنم ببینم که در غیبت من چه نوع زیست مینماید و در مفارقت من چگونه بسر می برد پس بهانه اندیشیده از وی رخصت خواستم و گفتم کای یار جانی و ای سرمایه عمر و زندگانی در فلان موضع یاری و فاداری دارم و درینولا خبر وحشت اثر آمده است که بر بستر مرگ افتاده و او را تکسری سخت روی داده میخواهم که بعیادت او روم و در اخبار ست که ثواب عیادت بسیار ست تخصیص پرسش یاری که وفادار ست اگرچه خاطر بموجب جدائی تو بیقرار ست اما در انجا رفتن هم لاچار ست ؎ شکل عیادت ار چه بصورت عبادت است ؛ لیکن بیک نقطه ز عبادت زیادت ست ؛ همچو شنیدن این تقریر اشک تزویر از دیده سرداده و بیطاقتانه در پای من افتاده ؎ ماند بیخود بپایم افتاده ؛ سیل خونین ز دیده سرداده ؛ پس از مدت دراز سر برآورد و گفت این چه سخن ست که میگوئی و چه راه بیوفائی ست که می پوئی مرا طاقت صبر و شکیبائی در فرقت و جدائی تو چه ممکن و مقدور ست تو در انجا برای عیادت بیمار میروی که ثوابی حاصل کنی من کجا در فراق تو جان می سپارم خون من بر گردن که خواهد شد آخر بعد از رد و بدل بسیار و الحاح بیشمار رخصت دو روز از و گرفتم و از روی نصیحت گفتم در غیبت من هشیار باشی و در را نیکو به بندی و مرد بیگانه را بخانه آمدن ندهی و پای از آستان بیرون ننهی **مثنوی** باش با سنگ خود و رون سرای ؛ گر مثل خضر در زند مکشای ؛ زن که در کوچه ها تنک باشد ؛ زن نباشد که ماده سگ باشد ؛ کم جهد ماده شیر خون آشام گر به باشد جهنده بام بیام ؛ بهنگام محنت انجام وداع چندان گریست که بسیلاب اشک او قید الما راشد من قید الحدید گردید ؎ ز آب دیده شوخش همه روی زمین گل شد ؛ من بیچاره را رفتن بکوی یار مشکل شد بهر حال چون از شهر بیرون شدم در خاطر بر تو انداخت که امروز تا بشام سیر صحرا بوستان کرده بخانه روم

هیچکس ازین جماعه ناشایسته و نامحرم نیست که ملاحظه میکنید گفت بهتر آنست که ازین ماجرا درگذریدو
و نام این قضیه نامرضیه نبریدکه داستانیست وحشت آمیز و حکایتیست نفرت انگیز هرچند آنجوان از بیان
آن داستان انکار و اباءمی آورد شوق ما باستماع آن صد چندان میشد و رغبت دل باصغای آن دمبدم
می افزود گفتم از برای خدا انچه که واقعیست بیان فرمائید و چندین تامل و تانوق که درین باب می نمائید
مگر این قطع بسمع شریف نرسیده است قطعه گر تو خواهی که قاضی الحاجات ؛ آرزوی ترا کند حاصل
راز خود را مپوش از محرم ؛ درد خود از طبیب دانا دل ؛ فی الجمله چون مبالغه از حد درگذشت جوان
بصد خجلت و شرمندگی گفت در شهر جونپور زنی داشتم جمیله و در نهایت دانائی و زیبائی و غایت رعنائی
در کمال حسن و جمال بی مانند و عدیم المثال رخساره رنگینش صبح نورانی را روشنائی وام داده و زلف
مشکینش شب ظلمانی را سیاهی بخشیده مثنوی دو چشم دلربایش فتنه انگیز ؛ کرشمه جانستان و غمزه
خونریز ؛ بعشوه کرده تاراج دل و جان ؛ بیک غمزه بغارت برده ایمان ؛ دهانش برجراحتهای مردم
نمک میریخت بهنگام تبسم ؛ جمالش غیرت حور و پری بود ؛ ز سر تا پای از نقصان بری بود ؛ چگویم وصف
خوبی و جمالش ؛ که نتوان یافت در عالم مثالش ؛ دل من بآن زن الفتی سخت و موانستی عظیم داشت
و همیشه تخم محبت او در مزرعه سینه میکاشت چنانکه عشق مجنون بالیلی و اخلاص و امق با عذرا و
محبت فرهاد با شیرین و دوستی دلش مارا امین و داد سعدیا اینهمه بنسبت اتحاد من از عشر عشیر کمتر
تو انگفت در سفر و حضر یکجا بودمی و بهیچ حال بی وصال او نیاسودمی اخلاص من با و صادق و محبت
یکدیگر چون شیر و شکر موافق بود هرگاه در چمن بزار رخسارش بجای نظر گلگشت می نمودم عندلیبوار
نغمه سرائی میکردم رباعی ای سوخته لاله را درون از غم تو ؛ برته دل غنچه بسته خون از غم تو ؛
در باغ بنفشه سرنگون از غم تو ؛ بلبل بچمن گشته زبون از غم تو ؛ وز جانب او نیز از روی ظاهر
اساس اتحاد و بنیاد وداد بنوعی مستحکم بود که شرح نتوان داد هرگاه بدیده ذوق از کمال شوق جانب
من دیدی این زمزمه از دل برکشیدی ؎ زهی سرمایه حسن و جوانی ؛ حرامم باد بی تو زندگانی
اگر افتد نثار من قبولت ؛ کنم هر لحظه بر تو جان فشانی ؛ فی الجمله بنوعی مائل یکدیگر بودیم که گویا این بیت

راز مناجات بمثل ملا عرفی شاعر و از علمای قدوۃ الفضلای المدققین زبدۃ الحکمای المحققین
ارسطو منش افلاطون زمان حقائق دان معارف آگاہ میر فتح اللہ کہ ہر یکی در سخن دانی و نکتہ رانی
از اقران و اماثل قصب السبق ربودہ پا بر بساط وجود نہادہ خلعت ہستی بدوش گرفتہ اند و ہر یکی چار عنصر
سخن را جانی نو دمیدہ و در وادی نظم و نثر گوہر افشانی نمودہ رحمۃ اللہ علیہما بار خدایا بحرمت محرمان
خلوتسرای انس پروردگارا بعزت محرمان حرم قدس کہ طرزی معصیت آلودہ نامہ سیاہ را از کشمکش
عصیان باز رہان و توفیق اعمال شائستہ ہم آغوش روزگار این دل شکستہ گردان و در آن نگاہم
کہ بجانہ زندگی لبریز شود جرعہ از ساغر ایمان در کام جان این ناتوان بچکان **قطعہ** تا بوسہ
شکر لبان جہان ؛ ہمچو آب حیات جان بخشند ؛ بہ شاہ را باد آنچنان قدرت ؛ کہ غلامان او جہان بخشند

ریزش معانی در گذارش احوال عاشق صادق و معشوق تزویر پیشہ منافق

یکی از راستی منشان بگذارش آوردہ کہ در ایام بہار کہ نوعروس گلزار بصد نقش و نگار جلوہ گر شدہ بود
و سبزہ بصحرا دمیدہ و لالہ بکوہسار سر کشیدہ چند یار موافق و دوستدار صادق در سر ہند برای
تماشای باغ دلکشای کہ آراستہ حافظ رخنہ است رفتہ بودیم و در اطراف و اکناف آن ریاض
دلکش و بوستان جان بخش گلگشت مینمودیم جوانے را دیدم در سایہ درختی نشستہ اللہ بر بہ پیچیدہ
و لنگے در تہ بستہ و از تمامی تعلقات مجرد و وارستہ و ہر دو رخسارش جا بجا بزخم شمشیر مجروح و خستہ
رباعی فقیرے نامرادی خاکسارے ؛ غریبی دردمندی دلفگاری ؛ بنانی از جہانی گشتہ قانع
گرفتہ از ہمہ مردم کنارے ؛ ہر چند آن یگانہ لباس درویشانہ در بر داشت اما آثار بزرگی از جبینش
پیدا و نشان شرافت در ناصیہ اش ہویدا بود چون صورت ارجمندش در چشم ما مطبوع و دلپذیر نمود
تر دیک او رفتہ رسم تحیت بجا آوردہ نشستم و از ہر دری سخن در پیوستم یکی از یاران پرسید کہ شما
ملازم کہ بودید و بکدام جنگ و معرکہ زخمی شدید گفت بندہ دروغی و کذابی نیست کہ بگویم در فلان
حرب تہور و شجاعت نمودہ مجروح شدم و آنچہ کہ راستیست نمی توانم گفت چرا کہ راز نہانی است
اظہار آن بہر کس کہ از دانائی دور و دلیل بر خفت عقل اینکس است گفتم در میان یاران تکلف بر طرف

که عاشق صادقیست و در صفحهٔ رخسارهٔ او آیات محبت بشنگرف اشک خونین نگاشته دید پس شهریار گفت
که خانه را از نامحرمان خالی کنند و بجز دختر مرده هیچکس در آنجا نباشد شهریار چنان کرد پس شیخ دست
جوان را از روی مهر گرفته در خلوتسرا برد و محبوب او را نمود و فرمود لب نوشین آن نازنین را بکام دل
ببوس جوان بصد خواهش بوسه بر لب او داد و چون مسیح در قالب مرده جانی تازه نهاد دختر فی الحال
برخاست و یار خود را در آغوش کشید و اشک شادی از دیده غمدیده بارید ۵ دختر مرده زندگانی
یافت ؛ پدر پیر نوجوانی یافت ؛ شهریار فرمود که نقاره شادی زنند تا نقاره زنند و از برای تزویج
دختر اسباب عروسی مهیا ساختند و جشن مسرت و بزم شادمانی ترتیب دادند مثنوی بساط افگندند
از زربفت دیبا ؛ کشیده سایبان بر نقش زیبا ؛ نشاط و خرمی را گرم بانگ ؛ ز بانگ کوس عیش انگیخته
بیدار ؛ همه آفاق مالامال شادی ؛ ز عالم گم نشان نامرادی ؛ فلک در رقص و کوکب پای کوبان
جهان خرم زمانه شاد و خندان ؛ امل با کام خویش در کامرانی ؛ طلب با مدعا در دوستکانی ؛ چون
سامان کدخدائی و اشیای عروسی آماده شد نکاح دختر با آن جوان والاگوهر بستند و آن دو گوهر نفیس را
در سلک یگانگی انتظام دادند جوان بصد احترام و اعزاز عروس را با جهاز در حجلهٔ ناز آورد و داد
عیش و کامرانی داد و شکرانه بر زمین نیاز بدرگاه کریم کارساز نهاد شهریار بعد از فراغ عروسی
حضرت شیخ را شرائط تعظیم و مراسم تبجیل بجا آورده رخصت فرمود شیخ ولایت دستگاه از آن دیار
برنگ شهباز بلند پرواز جبال کرامت طیران کنان در آشیان حقیقت نشان معرفت مکان رسیدند
۵ زهی آن شاهباز تیز پرواز ؛ که در یکدم ز گیلان شد بشیراز ؛ سبحان الله مگر خاک پاک شیراز
با مطار سحاب عنایت ازلی و نسیم الطاف لم یزلی نمناک ست که در چمن زار همیشه بهاران دیار همچو
شیخ سعدی و خواجه حافظ گلها شگفته که از نسیم سخن آرائی و نکته پیرائی ایشان مشام سکنه روم
و شام معطر بلکه دماغ همگی متوطنان خاور و باختر معنبر ست چنانچه آن عندلیب نغمه سنج گلشن تجرید
و آن هزار دستان بوستان عرفان خود میسراید نظم دراقصای عالم بگشتم بسی ؛ بسر بردم ایام
با هر کسی ؛ چو پاکان شیراز خاکی نهاد ؛ ندیدم که رحمت بران خاک باد ؛ وزان تربت آباد فیض بخیز

بیکبارگی از لوح زندگی سترده آید و خاندانهای شما از عرصهٔ گیهان نابود شود و اینهمه نمک من که از ایام
مهد تا بدین عهد خورده اید حرام گردد و بموجب نارضائی من بانواع عذاب دنیوی و اخروی گرفتار شوید
آنجماعت بحکم شاهنشاه کمر همت بسته بلجهٔ عمیق فکر و دریای ژرف اندیشه سر فرو بردند بهیچکس گوهر معنی بساحل مقصود
نیاوردند اگر پیر رضا بقضا در داده بحکم شاهنشاهی گردن نهادند و از زندگانی خود مطلق مایوس شدند
چون دران ایام میمنت التزام عندلیب چمن سخن پردازی حضرت شیخ سعدی شیرازی گلشن آرای حیات بود
بنور باطن و عرفان حقیقی از نیحالت آگاهی یافته طی مکان و زمان نموده در یک لحظه بر سر وقت ایشان
حاضر شد و بپادشاه گفت این جماعه بیگناه را مکش انچه آرزوی تست بعنایت الهی بحصول خواهد پیوست
پس مدعای قائل را فهمیده بیت ذیل تمام کرده فرمود رباعی حبسا نان مرا بمن بپایید ؛ وین مرده
تنم بدو سپارید ؛ تا بوسه زند برین لبانم ؛ گر زنده شوم عجب مدارید ؛ شاه چون این بیت بشنید
از کمال عقیده سر بر پای ایشان نهاد و آن حضرات را بر مسند عزت و حرمت جای داد چون مریدان
عقیدت آئین و طالبان ارادت گزین بر پا ایستاد و شیخ فرمودند که آرزو دارم که دختر ترا ایزد
جان آفرین جانی تازه بخشد و زندگی نو کرامت فرماید شهریار بکمال آرزومندی گفت غایت لطف و
کرم باشد که بمین انفاس عیسوی حضرت شیخ دختر مرده زندگانی یابد و این نوع اعجوبه ظاهر گردد
شیخ فرمودند که حکم فرمائی که در شهر کوبکوی و محله بمجله منادی زنند که هر عاشق دختر بادشاه ست
خود را ظاهر گرداند و بی ترس و بیم بدرگاه جهان پناه حاضر آید تا مشمول عواطف شاهنشاهی و
مورد عنایت ظل الهی گشته بشرف دامادی مفتخر و مباهی گردد و اگر یار ندارد کلام ایزدی رسیاست
پس بحکم بادشاه در شهر منادی زدند و کوچه بکوچه فریاد کردند چون بر در وزیر رسیدند جوان
بمجرد شنیدن این نوید جان بخش و مژده سعادت افزا بی اختیار آواز داد که منم عاشق دختر بادشاه
اگر بکشد یا بنوازد حکم حکم اوست و از غایت اضطراب بزنجیر مسکیست دانایان آگاه دل او را بدرگاه
حاضر آوردند و از زبان حال او این مقال بگوش محرمان انجمن راز میرسید ؎ جان بکف پیش تو ای
ظل الله آمده ایم ؛ سایهٔ رحمتی و ما به پناه آمده ایم ؛ شیخ حقائق پناه از مشاهده احوال او متیقن نمود

از نرگس می آویخت درین اثنا این بیت بر زبان شیرین بیانش گذشت ؎ چهار چیز غم از دل ببرد بوقت بهار ؛ شراب شاهد و ساقی تفرج گلزار ؛ به نیرنگی تقدیر بادشاه درین حالت بسر وقت او رسید و ترانه سنجی او را کار سوز دل بود شنید و فهمید که این نزمزمه از گرمی محبت درونه او سر زده چون مزاج غیور داشت مثنوی ملک را چنان گرم کرد این سخن ؛ که جوشش برامد چو منجل به تن ؛ خطرهاست در کار شاهان بسے ؛ که با شاه خویشی ندارد کسے ؛ چو از غصه بر فروزند چهر ؛ بفرزند خود نسپارند مهر آتش غضب در کانون سینه او زبانه زدن گرفت و لجه قهر و خشم در جوش آمده بتهدید یاران نازنین پرسید که چه حرف بر زبان میراندی و کدام بیت عاشقانه میخواندی دختر از بیم جان ابا آورد و منکر شد که هیچ نمیخواندم چون مبالغه از حد در گذشت و پرسش نهایت انجامید ناگزیر آن والا فطرت نکته آفرین بقوت فهم تیز و طبیعت مضمون طراز مصراع اخیر تغیر داده از نهانخانه ضمیر بر منصه تقریر جلوه گر ساخت بدین طرز که ؎ چهار چیز غم از دل ببرد بوقت بهار ؛ نماز روزه و تسبیح چارم استغفار ؛ شهریار بر بدیهه گوئی و حاضر جوابی او در دل خود تحسین و آفرین بسیار کرد ولیکن چون او را یقین شده بود که بعشق کسی مبتلا گشته از کمال غیرت تاب نیاورده از پا در آورد و دشنه بر گلوی آن نازنین براند و او را بر نگ مرغ بسمل کرد دختر سخنور بحالت جان سپردن انگشت شهادت قلم وار بشنگرف خون خود تر کرده بر سقف بام بر کنج نگارش نمود نظم جانان مرا بمن بیارید ؛ وین مرده تنم بدو سپارید ؛ میخواست که بیت دوم تمام کند لفظ تا نگاشته بود که خود تمام شد ؎ در عاشقی بمیر چو تا شوی تمام نشنیده هر آنکه بمیرد تمام شد ؛ شهریار چون یک بیت و لفظ تا در نظر در آورد بفکر شنگرف فرو رفت که مقصود تا مد عا عاشق چه خواهد بود تا مطلب تا را دریابد نکته سنجان دقیقه یاب و تیز طبعان دوربین را جمع کرد و انجمن بساخت و این بیت و لفظ تا بر زبان راند فرمان داد که هر که از شمایان مطلب قائل را فهمیده بیت دوم تمام کند بخلعت فاخره بادشاهانه و بانعام شایسته سربلند شود و در اقران و اماثل بلکه بر همگنان بعلو مراتب و سمو مدارج ممتاز گردد و اگر هیچ یکی از شمایان ازین عهده نه برآید و این عقده مشکل را نکشاید و این نکته غامضه بر صفحه اعلان نیارد همه را بقتل رسانم و نام شمایان

ز دیده قطرهٔ خونین فشاندی ؛ نفیر و ناله بر گردون رساندی ؛ وزیر را چون در مدت عمر همین یک فرزند بعنایت ایزدی بوجود آمده بود ازین واقعهٔ ناله بغایت اندوهگین شد فیلسوفان و پیشگان را فراهم آورد تا باتفاق در معالجهٔ او کوشند دانایان خبرت پیشه و حداقت اندیشه بعد از تشخیص نبض وقاروره گفتند که این پسر را مرض بدنی نیست که بمداوا و علاج ازالهٔ آن توانکرد نشئهٔ ذوق عشق او را بیخود ساخته از معمورهٔ شعور بخرابهٔ بیهوشی برده شعشعهٔ بارقهٔ محبت درونهٔ او سوخته و شمهٔ کرشمه و دهری عشوه جگر او را پاره پاره ساخته ز کوی عشق ملک پرشکسته می آید ؛ مسیح میرود آنجا و خسته می آید ؛ فی الحال بالفعل علاج او زنجیر ست تا مجنون وار سر بیابان نه نهد و در چاه و دریا و آتش و مهلکه دیگر نیفتد وزیر را اندرزق سگالان نیک اندیش و مهربانان صداقت کیش دلنشین شد و پایش را که بقید عشق اسیر بود در زنجیر کشید فرد هر کرا پند سودمند نشد ؛ لاجرم کارا و به بند کشید و دختر را عشق حقیقی و محبت صمیمی او در دل عظیم سرایت کرد چنانچه او نیز از وزیرزاده بیقرار شد رخساره ارغوانی او رنگ زعفرانی گرفت و سنبل مشکینش ژولیده و سرو سیمینش از بار اندوه خمیده شد و خورد و خواب بروی تلخ گردید و یک لحظه آرام نمیگرفت و مهر خاموشی بر دهن نهاده از سوز عشق میگداخت و به دمسازان و همرازان ازین رمز ظاهر نمی ساخت اتفاقاً در ایام بهار که نوعروس گلزار بصد نقش و نگار آراسته بود و ابر گوهربار گرد و غبار از هوا فرو نشانده و کوهسار افسر رنگین لاله مرصع از گوهر ژاله بر سر نهاده و سبزه مفرش سندس و استبرق در دشت و صحرا گسترده فرد پر لعل و زمرد شده از ژاله و سبزه ؛ صحن چمن و دامن کوه و کف صحرا ؛ شهریار بعزم تفرج مرغزار و قصد شکار از شهر بیرون خرامید و شهباز بلند پرواز را بصید بط و کلنگ در پرواز می آورد و سگان شکاری را در پی آهوان مشکین سر میداد درین فرصت دختر که در محنت کده تنهائی از مفارقت وجدائی بجان آمده بود خود را از کنج خانه بیرون کشیده بر بام برآمد و چون نیر نورانی بر طاق آسمانی پرتو انداز گشت و از ولولهٔ عشق و جوش محبت ابیات عاشقانه و غزلهای دردمندانه بر زبان می راند و لآلی از نرگس لاله می افشاند طرفه ماهی بود که سیاره از چشم میریخت و بوالعجب سروی بود که علاقه شبنم

وگاهی خاک تاسف بر سر میریخت وچندان اشک از دیده غمدیده بارید که طوفان نوح از تهمارزه گردانید
بیچاره سرگشته وآواره بیک نظاره دست از جان شست آن نیز برج عصمت وآن گوهر درج عفت
سر در نقاب کشید آن دل داده جگر سوخته نظر بر منظر دوخته پریشان ومبهوت ماند ۵ یار در خرگه درامد
مرغ دل حیران بماند ٭ شمع در فانوس شد پروانه سرگردان بماند ٭ نه یارای آنکه دست گریبان دامان
تسکیبائی زده ره گرای منزل خود شود ونه از بیم افشای راز وخوف رسوائی زهره استقامت نمودن
در انجا داشت مصرع ماندن مانشکل ورفتن ازان مشکل تر ست ٭ هرچند میخواست که آن آتش
در سینه پنهان ماند واین راز از خویش وبیگانه کسی نداند اما راه یافتگان منزل عرفان جوشش درونه
راچنین بیرون داده اند نظم خوشست از بخردان این نکته گفتن ٭ که مشک وعشق رانتوان نهفتن
بی اختیار از شرر زار سینهٔ او شعلهٔ آه سر بگنبد دوار میکشید واز فغان وخروش غلغله در عالم ملکوت
می افگند نظم بس که او بر کشید ناله وآه ٭ سقف گردون بدود گشت سیاه ٭ وزیر ازین واقعه
وحشت انگیز وحادثهٔ محبت آمیز آگاهی یافت واز خوف وهراس جانش در تن لرزید وخون در بدن
خشک گشت که اگر معاذ بالله این قضیهٔ نامرضیه بسمع شاهنشاه رسد غیرت بادشاهانه بجوش آید
فی الحال اورا از حلق کشد وبیخ دودمان اورا از عرصهٔ گیتی برافگند مضطربانه وبی طاقتانه بسوی پسر
دویده آمد واورا بسوی خانه کشید چون جوان را از زخم ناوک عشق کاری بود وطاقت سواری
نداشت ۵ جوانرا بود زخم غمزه کاری ٭ نبودش طاقت وتاب سواری ٭ ناگزیر افتان وخیزان
کشان کشان بخانه اش بردند وخویش وبیگانه بدیدنش هجوم آوردند خیر اندیشان حقیقی اب اندر
نبر آتش عشق او میریختند اما بجای روغن میشد وتیز وتر سوزنده تر میگشت پدر ومادرش از روی
مهربانی خاک از چهره واشک از دیده پاک میکردند او بیطاقتانه بزنگ دیوانه جامه بر تن میدرید
وچون مرغ بسمل وماهی بی آب از کمال اضطراب بخاک وخون میطپید وپند مردم اصلا سودمند نبود از زبان حال او این
مقال بگوش اهل هوش میرسید ۵ ای پند گو تو در دسرم چند میدهی ٭ من بیخبر ز خویش کرا پند میدهی ٭ ٭
رفته رفته کارش بجنون کشید شبهای دراز دیده بر هم نه بستی وپهلو بر بستر استراحت ننهادی

آراسته شایسته مقام اصلی یعنی خلد برین شوند آمین قطعه تا بود تخت جای بادشاهان ٭ تا بود خرقه کسوت درویش ٭ باد از تیغ شاه صد پاره ٭ کاسهٔ فرق دشمن بدکیش ٭

داستان دختر فرمانروای گیلان و عاشق شدن پور وزیر بر وی و بسمل ساختن دختر را پدرش و بمین قدم عندلیب چمن عشقبازی حضرت شیخ سعدی

نشیر ازی زندگی یافتن دختر از سر نو

در نامه های پارسیانی دیدم که در ولایت گیلان فرمان روائی بود بمعدلت و سخاوت آراسته همگی اندیشه خاطر او بر فراهیت رعایا و آبادانی ملک مصروف بودی و خود را شبان خلائق که بمشابه گوسپندان اند دانستی و الانزادی که شهریاران ممالک سر بر خط انقیاد او نهاده و سروران آفاق نطاق فرمانبردار اوبرمیان جان بسته مثنوی بادشاهان ملک چاکر او ٭ سروران سر نهاده بر در او ٭ همه آفاق زیر فرمانش گوی گردون بخم و چوگانش ٭ آن نیر اوج و اقبال را دختری بود بکمال حسن و ملاحت و بغایت بی بساطت کرشمه سنجی که غمزه جادو فریب هنگامهٔ جمعیت ریاضت کیشان خلوت گزین را بر هم زدی و توبه تجرد نشینان زاویه نشین را شکستی اتفاقا آن پری پیکر بر رواق منظر برآمده تماشای شهر میکرد و چپ و راست نظر می افگند هر که بگذریرا که بدانجانب گذر افتاد ناوک غمزگانش چنان بر جگر خورد که پیمانهٔ زندگی او لبریز شد

ع دران کوی هر کس که بگذرفت جای ٭ بیک غمزهٔ او درامد ز پای ٭

ناگاه پور وزیر بابدان حسن آباد عبور افتاد بمجرد مشاهده لقای دلربایش از پای درامد چنان بورطهٔ بیهوشی فرو رفت که مردم گمان بردند که مدت حیات او سپری شد و جان بحق تسلیم نمود ع گرچه از باد تیز تر میراند ٭ ناوک غمزه خورد و بر جا ماند ٭ پایش از رفتار و دستش از کار و زبانش از گفتار فرو ماند چنان شوریده و سراسیمه گردید که از خود خبر نداشت آری جائی که عساکر نصرت مآثر عاشقی بتاراج معموره صبر و شکیبائی را خراب و ویران سازد و جائی که نیر نورانی عشق تابد از کواکب ثواقب عافیت کسی آثار و نشان نماید نظم کجا شاه عشق زد خرگاه ٭ خرد و عقل و هوش گیرد راه ٭ هر سو مویش رشته کاکل آن دختر ارجمند پیوند محکم گرفت و مرغ جانش بدام زلف مشکفام آن گل اندام گرفتار گردید گاهی سنگ حسرت بر سینه می زد و

فرمائی کہ استادی دارم ہنر پیشہ وصواب اندیشہ کہ از طلسمات وعجائبات عالم وحکمت وغرمیت بہرہ وافر
دارد اگر با او اشارت فرمائی این عقدۂ مشکل را حل تواند کرد مثنوی اگر خواہد آن اوستاد دلیر
ستارہ زگردون برارد بزیر ٭ زحل را سیاہی بشوید زروی ٭ بگردون برایذ زیک تار موے ٭
شہریار انچہ از وزیر اصغا نمود یکیک بحضور والی شہر واقربای لولی زن گذارش کرد والی بجان
ودل اجابت نمود وبموا عید بادشاہانہ امیدوار ساخت پس وزیر آن بوزنہ را در زنجیر کشید بمنزل خود
برد ووکان طبابت وغرمیت واکرد ودارو ہا وگیا ہا از بازار وصحرا طلبید وبنیاد کوفتن وسائیدن
وپختن ادویہ ہا کرد وشفاخانہ را ترتیب داد وعدہ موکد کرد کہ این را بعد از شش ماہ بصورت اصلی
آرم وآب بر سرش ریزم روزی یکی از خادمان آن نازنین گفت کہ شاگرد من در منزل شما خرقہ و
کاسہ وشمشیر وتختی خورد بر سم امانت ماندہ است وآن ہمہ اشیا از پیر منست آنرا بیارید تا آن خرقہ
پوشیدہ ودران کاسہ آب کردہ افسون بدمم واین بوزنہ را بخوردن دہم کہ در ساعت شفا یابد
وبصورت انسان جلوہ گر شود خدمتگاران بمجرد تمکین این تقریر دویدند آن چہار چیز را حاضر ساختند
گفت شما بخانہ تشریف برید تا درین خلوت بعزائم خوانی اشتغال نمایم چون نیمی از شب بگذشت قطرات
از جوز دوم بر سرش ریخت در ساعت بصورت اصلی نمودار شد وعاشق ومعشوق بنظارہ یکدیگر
چہرہ نشاط را آب دادند شہریار آن جمیلہ را بر سر پرندہ نشاند وخود نیز نشست وروی بپرواز نہاد
سلیمان وبلقیس واصف بخت ٭ تو گوئی نشستند اے نیکبخت ٭ پرواز کنان در آشیان
سعادت نشان کہ عبارت از دار الخلافہ او بود در رسید واورنگ سلطنت را طراوتی تازہ بخشید و
مہمات ملک را از سر نو انتظام داد وسالہاے بسیار عروس وشہریار بوصل یکدگر خوش بودند وبادۂ
مسرت بجام عشرت می پیمودند بارخدایا فرزندان آدم کہ از وطن اصلی کہ عبارت از بہشت برین ست
جدا ماندہ در بادیہ ضلالت کہ مسکن دیوان وغولان ست سرگردان شدہ اند بعضے از شمائل
حمیدہ انسانیت خصال ذمیمہ شیاطین گرفتہ اند گویا مسخ شدہ اند قطرۂ از دریای رحمت خود
بر سر انشان ریز تا بصورت ومعنے اصلی گرایند وانشانرا توفیق بخش کہ خود را بتزکیہ وتصفیہ باطن

ضمیر برفراز تقریر آورد وزیر گفت خاطر عاطر جمع دارد که همه مهمات موافق اراده وشان صمیمی صورت خواهد یافت
زیرا که هم بدانش وتدبیر توانگریم وبسیم وزر نظم بدست خردمند گرز بود ؛ همه آرزو بیش میسر بود ؛
اکنون مصلحت دید من آنست که پارهٔ مبلغ بدربان وخادمهٔ لولی زن عطا فرمائی وانجامه را از خود راضی
سازی وبپامردی ایشان بحضور او رفته دیدهٔ آرزو بنگاه شوق روشن کنی والتماس داری که مدار
زندگانی من بنظاره جمال نورانی شماست وآنقدر وسعت ندارم که از عهده بهای شبهای وصال توانم آید
ترصد که بنده را در سلک خادمان حضور منتظم فرمائی تا بدین وسیله بمشاهده جمال عدیم المثال تو بدلخوشی
بسر برم وخدمت آب گرم کردن مقرر کنی تا موجب آبروی خود دانسته درین خدمت سر گرم باشم
شهریار پند وزیر گوش کرده پیش دربان وخادمان رفته ایشان را بسیم وزر با خود متفق ساخت
وبحضور لولی زن رفت واظهار خدمت نمود او قبول فرمود چند روزی برای غسل او آب گرم کرد
وچهرهٔ نشاط را آب بیفزود روزی وزیر دو سه قطره آب که در جوز از برکه آورده بود در یک ظرفی
کرده بدو سپرد وگفت این آب در آب غسل بیامیز وبر سرش بریز وبه بین که چه بازی از پردهٔ تقدیر
طراز ظهور خواهد یافت واعجوبه خواهی دید که هرگز ندیده ونشنیدهٔ شهریار چون آن آب با آب غسل بیامیخت
وبر سر لولی زن ریخت در ساعت شکل بوزنه گرفت وجست زده بالای بام رفت واز بام بام میجهید
خویشان واقربای او گفت ماندند وبنیاد جزع وفزع نمودند تمام شهر پر از ولوله وغلغله شد
گروها گرده مردم بدیدن فراهم آمدند وانگشت بدندان ماندند وبقدرت قادر مطلق ونیرنگی تقدیر
اقرار آوردند ودر دل خود گفتند مثنوی هرچه از نیک وبد بپیش آید ؛ آدمی را ز فعل خویش آید ؛
چون خبر مسخ شدن او در شهر انتشار یافت بگوش شهریار آنجا رسید از نهایت تاسف پشت دست
بدندان حسرت گزیده مقربان وحکیمان را حکم کرد که در معالجهٔ او سعی وافر بجا آرند وهر که او را بصورت
اصلی آرد بانعام عظیم وخلعت فاخر سرفراز گردد واز سائر مقربان بعلو مراتب سربلند شود وافسون
خوانان وحکیمان وسائر دانایان تا یک ماه محنت کشیدند وبجان ودل کوشیدند اصلا نتیجه آن
ندیدند همگی بتقصیر خود معترف آمدند پس وزیر با شهریار گفت که بوالی این شهر وخویشان لولی زن اعلام

قارون و ہمی برگذشت از کاسہ کاسب و العرض بجائے رسیدند کہ درانجا دو برگ بود و مابین آن درخت
جوز ہندی رستہ و بوزنہ بالای آن نشستہ و زیر چون نظر کرد بوزنہ جست زدہ در برگہ افتاد و غرق شد
چون سر برآورد بشکل پری کہ بحسن و دلبری ہمتا بود نمودار شد و بجانب برگہ دیگر خرامید و در آب غوطہ زد
و باز گویا مسخ شد و صورت بوزنہ گرفت و بالای درخت خود برآمد و باز جست زد و در برگہ اول افتاد
و بصورت دیگر جلوہ گر گشت و بہ برگہ دیگر درآمد و صورت اصلی یافت چون چند بار مشعبدوار بدین رنگ
بہیئت مختلف برآمد وزیر از نظارہ بدین گونہ اعجوبہ کہ از ہنگام شعور تا آنزمان ندیدہ بود سنگفت ماند
و گفت آب این برگہ طرفہ خاصیت دارد البتہ ہمراہ باید گرفت کہ بکار خواہد آمد پس دو جوز خالی کردہ
از آب ہر دو برگہ پر ساخت و دہن ہر دو محکم ساختہ با خود نگاہ داشت و راہی شدہ بزبان حال بہ مقال
ترنم گشت فردا کی بریم رہ بسوی کعبہ مراد ۔ پاکردہ آبلہ بہ بیابان مختیم ۔ تقدیر الہی بدرقہ راہ او
شدہ بہمان شہر کہ بادشاہ در قید عشق اسیر شدہ بود راہ نمود چون وزیر را آن شہر بے نظیر دلپذیر
افتاد رخت اقامت درانجا نہاد و قرار داد کہ بسیر بساتین دلکش و عمارات رنگین و منقش و نظارہ
مہوشان زیبا طلعت و نازنینان پاکیزہ صورت خوشوقت شود روزے بتماشا گلزار و تفرج بازار
برآمدہ بود مردم را کوچہ بکوچہ و محلہ بمحلہ دید کہ با یکدیگر شکوہ سرائی میکنند کہ جوانی زیبا روئے
خوشخوی از خاندان بزرگ درین شہر آمد و عاشق شیدای ان لولی زن بیوفا شد و در پے او بمکر مال
و متاع خود را پامی داد اکنون بر خاک افتادہ و دل بر ہلاک نہادہ و آن سنگین دل بے مہر اصلا التفات
احوال او نمیکند نزدیکست کہ امروز فردا پیمانہ عمر او لبریز شود و جام کل نفس ذائقۃ الموت تجرع نماید
وزیر باصغار این داستان و یافتن نشانہا یقین کرد کہ آن بادشاہ منست پرسان پرسان بمنزل آن
لولی سنگین دل آمد و بادشاہ را بحالت نزع دید اگر یک روز دیرتر می آمد او را مسافر راہ عدم
می یافت در ساعت بادشاہ را از خاک برگرفتہ بمنزل خود آورد و در پے معالجہ او خود شد چون
رودہای او از غایت گرسنگی خشک شدہ بود چند روز گرم شوربا باو داد چون اندکی قوت گرفت
طعام سریع الہضم باو خوراند تا آنکہ بحال خود آمد و سرگذشت محنت آمود خود را پیش وزیر از نہانخانہ

جمال محبوب تسکین نبخشد ۵ چو آن زن شد ز وصل خویش مانع ؛ بیک نظاره شد زو دور قانع ؛ آخر کار
شهریار باین پله آمد که بقوت لایموت در ماند چه جای آنکه دربان را فیضی رساند مردانه کربست و بنیرم کشتی
اختیار کرد روزانه پشتواره هیزم می آورد و در بازار میفروخت و صرف ما یحتاج خود مینمود دربان را نیز
چیزی می بخشید بوسیلهٔ او بنظاره آن نازنین تسکین خاطر حزین میکرد **نظم** نظر کن بدین گردش روزگار
که شه کرد هیزم کشی اختیار ؛ مدت یک ماه بادشاه درین محنت جانکاه پای همت افشرد انجام کار
چون نازک اندام و پرورده ناز و نعمت بود تاب نیاورد و بیطاقت شده چنانکه قوت برخاستنش نماند
ناگزیر نزدیک دربار آن بدکردار برنگ گدا نشست و چشم بر دروازه بست و پیوسته آن دلخسته
رو بدیلیز کرد و بیطاقتانه میگریست و آن بی مهر گاهی نمی پرسید که این کیست چون طاقت نشستن او
نماند بخاک افتاد و سیل خونین از دیدها سرداد و از کمال ضعف طاقت او نداشت و از جان در تنش
رمقی بیش نمانده بود و ازین پهلو بدان پهلو نمیتوانست گشت در نیحالت مدت وعده یکسال که بوزیر
کرده برآمده بود سپری شد و وزیر بحمیت قدوم میمنت لزوم او انتظار بسیار کشید چون اثری از وی ندید
و از هیچ جانب خبری نشنید و درین ایام نامه و پیغام نیامد بغایت مضطرب و بی آرام گشت و
بیقرار شد و در خاطرش بر نهمردگی راه یافت و هنگامه تدبیر مملکت بر هم شکست و خواب و خور بروی
تلخ شد ۵ عاقبت دست بر جهان افشاند ؛ و از ولایت جمازه بیرون راند ؛ چند جواهر نفیس که
هر یک خراج هفت اقلیم توان گفت در کمر بست و چندی از معتمدان هوا خواه که در سفر و حضر از ایشان
گزیر نبود با خود گرفت و کار و بار مملکت بیکی از امرای بزرگ سپرده کام برداشت ۵ از نشاط و
زعیش فرو شدند ؛ شهر بر شهر و ره نورد شدند ؛ چون چند منازل و مراحل طی کردند در بادیه رسیدند که
از هاویه دوزخ در صعوبت و حرارت بمراتب بیش بود **قطعه** زلالش ملوث بسم افاعی ؛ حجارش
مجدر بنیش عقارب ؛ مر از نزل هوا از ریاح عواصف ؛ مسترزمین از غبار عذاب ؛ هوایش ز فرط
حرارت بحدی ؛ که چون موم میشد دل سنگ ذایب ؛ بر اندند در بیابان دوادی ؛ گهی با ارتعاب
گهی با تغالب ؛ گهی بر فرازی که نعل سمنو ؛ همی سود در دست و پای مراکب ؛ گهی در نشیبی که اموال

باروان

زیرا کہ بران جمیلہ عنایت والتفات بی نہایت فرمود کسانرا دوانید تا اطفار آتش نمایند واز کمال ملال شکار ناکردہ بجلوہ گاہ خود خرامش فرمود واورا استمالت ودلدہی کرد شاہ عاشق نیز سراسیمہ بمنزل رسید واورا دید کہ چہرہ بناخن خراشیدہ وموی سر ژولیدہ وگریبان پارہ کردہ برنگ سوگواران آئین شیون را تازہ داشتہ ودر غم رخت واسباب نوحہ سرائی میکرد شاہ درین وقت مصلحت ندید کہ تفحص خرقہ وکاسہ وغیرہ نماید وبپرسید کہ کسی آن اشیا از خانہ براورد یا نہ چون آتش فرو نشست وآن نازنین نیز اندکی بحال خود آمد شاہ ترسان ترسان برنگ خجلت آمودگان پرسید کہ اسباب ما چہ شد واو زہر خند نمودہ بنیاد عتاب کرد وگفت طرفہ بے عقلی نمی بینی کہ تمام خانمان من وقماش کرور روپیہ سوختہ خاکستر شد خرقہ وکاسہ تو در چہ شمار بود کہ کسی یاد آن کند شاہ خاموش شد وہیچ علاج ندید شب با او بمباشرت وعشرت بسر برد ولے پنہانی غم وغصہ بسیار خورد بامداد ان کہ شعلۂ خورشید درین دخانی برافروخت ومتاع توابت وسیارہ بسوخت خادمۂ آن فتنۂ ایام بطلب لک تنکہ انعام نزد شاہ آمد شہریار سراسیمہ باندیشہ دراز فرو رفت کہ آن مبلغ از کجا بوصول رساند بضرورت بعضے از امتعہ و اقمشہ فروختہ ادا کرد روز دیگر نصف مبلغ از معتاد در پیش آن نازنین نہاد بروز دیگر ربع آن ہمچنین روز بروز کم کرد وطوعاً وکرہاً قبول نمود چون فقیر مفلس شد وہیچ چیز در بساط او نماند حیران ومبہوت شد کہ چہ چارہ نماید زیرا کہ نہ زر در خزینہ بود کہ از عہدہ انعام آن دلارام برآید ونہ شکیب در سینہ کہ بے او زیست نماید تا یک ہفتہ آن ماہ دو ہفتہ متعرض نشد وبانعام مسامحت نمود کہ شاید از جائے بہم رساند چون مطلق مایوس شد بشاہ گفت کہ طائفہ ما طالب زر ست اکنون بازار ما کاسد شد وعشقبازان دیگر چون شما را می بینند پا درین خانہ نمی نہند از خانہ بدر باید رفت یار باقی صحبت باقی شہریار شرمندہ وسراز خجلت فرو افگندہ قدم از خانہ بیرون نہاد آری **فرد** مشکل کہ رسد بوصل خوبان ۞ بیچارہ کسی کہ زر ندارد ۞ ولیکن ہر چند از ان عشرت کدہ یکقدم پشتتر می نہاد دلش ہزار قدم پیش تر میرفت واز بیوفائے محبوب باخود شکوہ سرا می بود ؎ باسید وفا تا کی جفا زان سیمتن بینم ۞ کہ از خوبان وفا دیدست در عالم کہ من بینم ۞ پس قرار داد کہ دربانش را ہر روز یکچیزی مردمی کند تا اندرونش برہ از دور بنظارہ

باعث تشنگی آن نازنین می شد اتفاقاً روزی کنیزکان دیدند که در کاسه الوان نعمت که نمونه مأکولات جنت بود تناول سفیر مود از خاصیت کاسه نیز اطلاع یافتند و شمشیر و تخت را ازین عالم خیال کرده لولی زن را رگ حرص در جنبش آمد و دران خرقه چشم طمع دوخت و هوس کاسه در دل نخیت و در پی گرفتن شمشیر کمر بست و خیال تخت پرنده در دل او نشست پس اندیشه ژرف نمود که کدام حیله نماید تا آن اشیای نادر را زود بر باید شبی با شهریار هم بستر بود و هر دو دست در آغوش یکدیگر داشتند و صحبت چون شیر و شکر خوش برامده بود گاهی لبش را بدندان آزردی سفت و گاهی نار پستانش را دست هوس می راند درین اثنا آن جمیله گفت که شما از مردم بزرگ نژادی می نمائید و مدتیست که درین شهر بدولت نزول اجلال فرموده اند و بملازمت والی این شهر مستسعد نشده اند صلاح دولت آنکه روزی باو صحبت دارید و از یکدیگر تمتع گیرید که فوائد سفر همین ست که با مردم والا گهر ملازمت میسر شود

مصراع بقدر آشنائی روشنائیست ؛ شاه اجابت نمود و لیکن باخود گفت که اگر تنها پیش او روم یقین ست که مراسم تبجیل و تکریم تقدیم نخواهد رسانید زیرا که قدر و منزلت فرمان روایان و بزرگان بخیل و چشم ست پس مقدار هزار سوار و چند هزار پیاده بخدمت مقرر فرمود و مشاهره از خزانه غیب بایشان میداد و ایشان بر دربار شرف حضور میداشتند روزی والی شهر در ایام بهار بتقریب شکار برامده بود شاه را آگهی دادند فی الحال بتقطیع گزین و طمطراق شایسته سوار شد و در صحرا او را دریافت و الی آن شهر بغایت آدمیانه پیش آمد و در مراسم آداب و شرائط تعظیم و تکریم فروگذاشت نکرد و تفقد احوال نمود و همدگر بچوگان بازی و شکار بنگامه نشاط آراستند درین اثنا لولی زن قابو یافته آن چهار چیز را پنهان ساخته خانه را آتش در زد و بنیاد گریه و جزع و فزع نمود و الی شهر چون در شکارگاه اثر دود بسیار بشهر در نظر در آورد نقیبان را دوانید تا خبر آرند که آتش کجا در گرفته است نقیبان چون بشهر رسیدند دیدند که بخانه آن دلارام آتش افتاده است دویده در شکارگاه رسیده والی را ازین واقعه خبر دادند او بغایت آشفته خاطر گشت و آتش اندوه از کانون سینه او زبانه زدن گرفت

برخاک نهاد و بخود افتاد آن نازنین او را از خاک برگرفته در آغوش کشید نظم یکدگر آغوش در آورده شب
بسر بردند زمانی درنگ ؛ پس شاه را بر مسند عزت جا داد و انواع اطعمه و اشربه در پیش نهاده طعامهای
گوناگون آن دماغ آرزو معطر میشد و از الوان آن جلای دیده افزون میگشت بر هم چید مثنوی
صفات خوردنی نآید بتقریر ؛ اگر وصفش نماید خامه تحریر ؛ دهان خامه پر گردد بلذت ؛ غلط گفتم شود
پر آب حسرت ؛ شاه چند لقمه از سر اشتها تناول فرمود پیاله چند از بادهٔ مسرت افزا در کشید چون بهر گرم کشته
نازنین را در آغوش آورده کام دل حاصل کرد مثنوی گاه بر سیب ساده زد انگشت ؛ گه در او در تر
در مشت ؛ سینه بر سینه داشت لب بر لب ؛ کنارش گرفت گاه رطب ؛ قفل گنج از کلید شوق کشاد
یافت در دست خویش نقد مراد ؛ ساعتی دور دور تسکانی بود ؛ ساعتی بیش و کم رانی بود القصه تمام شب
بخوشی و نشاط بسر برد با مداد ان که خدیو خاور برین رواق اخضر جلوه گر شد و عروس شب به شبستانخانه
عدم متواری گشت شاه از خوابگاه ناز برخاسته بحمام خرامیده غسل کرد و خلعت فاخر در بر کشید
در اثناء کنیزک آن دلارام تقاضای انعام نمود شاه بر بالاخانه رفته پنهانی خرقه را افشانده لکه تنکه
بهمرسانده حواله کنیزک نمود همبرین منوال بوصال آن دل افروز چند شبانه روز خوشوقت بود و چنان
شیفته جمال او شد که یک لحظه بلکه لمحه بی او نتوانست بسر برد همواره رخساره او را آیینه وار مقابل خود
داشتی و چون دیده تماشای لقای دلکشای او کشادی گفتی رباعی ای آرزوی سینه دلم در هوای
تست ؛ جانم اسیر سلسلهٔ مشکسای تست ؛ یک خنده کردی و دل و دین شد فدای تو ؛ باری دگر بخند
که جانم برای تست ؛ چون چند ماه برین تسوق بگذشت لولی زن محتاله را بخاطر رسید که از طعام دنیاوی
هیچ چیز پیش این جوان نیست و هیچکس با خود ندارد و این لک تنکه روزانه انوخزانه که میدهد اما ساحر است
یا در علم طلسمات ما بر کنیزکان را بر انگیخت که پنهانی پژوهش حال او نمایند تا که این راز مخفی بر ملا افتد
ناگاهان سحرگاهان شهریار از حمام برامده بر بالاخانه رفت و خرقه را می افشاند و زر ها تو ده بیشه
کنیزکان از راه رخنه تنک که چون سوراخ سوزن بود دیده سر رشته کار را بدست آوردند و بیانوی خود
عرضه داشتند بانو را آن یقین شد که هر چه هست در این خرقه هست و شاه گاهی فرمایش طعام نمی کرد

نظاره اش آب از چشم ریخته و بدرکه بخوبی خود مینازد از غیرت او دمبدم میگدازد و حور بحضور او بقصور
معترف و پری پروانه شمع جمال او ملک دیوانه شکل عدیم المثال او ۵ تن او در لطافت آنچنانست
که آهنگ از گلوی او عیانست ؛ بوقت جلوه کبک کوهساری ؛ بگاه رقص طاؤس بهاری ؛ چو
پای شوق در مجلس نوردی ؛ چو گام ذوق در آهسته گردی ؛ منوش روچو کبک نر بمهتاب ؛ ؛
معلق زن چو عکس ماه در آب ؛ چو در دیده نماید گرم تازی ؛ کند بر نوک مژگان رقص بازی ؛
شاه چون فصلی از اوصاف زیبائی و دلربائی آن جمیله شنیده بیقرار و بی آرام گردید و سلطان
عشق بر کشور دل او چنان استیلا یافت که شحنه صبر و خرد را اصلا دخل و تصرف نماند ۵ لشکر کشیده
عشق و دلش ترک جان گرفت ؛ صبر گریز پای سر اندر جهان گرفت ؛ با وجود آنکه بنوخور شید
طلعت محبوب در رواق دیده او پرتو انداز نشده بود که سیاره های اشک از چشم ریختن گرفت

نظم نه تنها عشق از دیدار خیزد ؛ بسا کین دولت از گفتار خیزد ؛ درآید جلوهٔ حسن از دره گوش ؛
ز دل آرام برباید ز دل هوش ؛ شهریار رخت اقامت بر دیار آن نازنین افگنده و فتح باب خود
از انجا دانست چون آن نازنین پرده نشین را آئینی بود که هر که از عشاق نظر باز از راه دور و دراز
بدیدن آن دلنواز می آمد نقاره بر در او نهاده بودند میزد از آواز آن کنیزکے بکمال رعنائی و کرشمه سنجی
از خانه بیرون می خرامید و دعای او را بانوی خود میرسانید و او بجمال اعزاز و اکرام در پیشگاه حضور طلبید
و چون شب بعشرت و کامرانی و مسرت و شادمانی با او بروز می آورد و لکه ننگ از دامان انعام میگرفت شاه
که خزانه غیب بوسیله خرقه در آستین داشت فی الحال نقاره زد و کنیزکے پری پیکر خوش منظر جلوه گر شد
و دعای او را بنازنین رسانید و فصلے از اوصاف شهریار بحضور او عرضه نمود که جوانیست نوخاسته
و بکمال حسن و جمال آراسته و نسبت جوانان دیگر چون ماه از ستارگان ممتاز ست چنین مینماید که بادشاه
از ولایت خود جدا مانده و دست تعلق بر گیتی افشانده عالی همت والا فطرت بانوی خانه را بمفرشهای
ملون آراسته داد و در و دیوار بزر بفت و دیبا در گرفت بستر خواب بادشاهانه سرانجام نمود و اسباب
عیش و کامرانی همگی آماده ساخته شاه را در خلوت خانه طلبید شاه از دیدن جمال نورانی او پیشانی خود را

همه آب شد و در دل گفت که بهر طریق ازین چار قطاع الطریق این چار چیز نادر می باید گرفت و درین باب
روز حساب گرفت نخواهد بود ناچار نرد دغا در باخت و با ایشان گفت غالبا مدار بحث و تلاش شما
برین خرقه است که از همه چیز ارجمند و عزیز تر ست پس خنان کنید که هر چهار کس غواص وار درین دریا
غوطه زنید هر کس که دیر تر از آب سر برارد گوهر مقصود بساحل مراد رساند و ازین چرخ سپهر ارزق پوش
این خرقه او را کرامت شود همه را رای ملک دل نشین شد هر چه هر کس چون مرغان آبی غوطه زدند
شاه درین فرصت بر تخت نشسته و آن سه چیز در پیش داشته مانند شاهباز به پرواز آمد و اقبال
شد برویش باز ؛ کرد چون باز در هوا پرواز ؛ چون مقدار صد فرسنگ پرواز کنان رفت شهرے
در نظرش درامد که به بهشت ارم به نزد آن مجموعه معموره از خزانه کمتر توان گفت ایوانهاے رفیع
سر بکیوان کشیده و مهندس زمانه چنین عمارات عالی ندیده بلکه نشنیده فرد ابعد از هزار سال بام
دگر رسد ؛ گر پاسبان ز قصرش سنگی کند رها ؛ حصاری بگرد آن شهر کشیده در نهایت استحکام
که هر کنگره اش سراپا زبان گشته باز بانان همزبان می شد کنگره اش هر همه دندان شده ؛
رو بفلک کرده و خندان شده ؛ گویا این شهر از غایت لطافت عروسی آراسته بود که بطوق طلا
محکی شده الغرض چون شهریار شهری بدان لطافت دید از هوا فرود آمد و از مردم نواحی پرسید
که این شهر زیبا و دلکش کراست ؛ کدامین تهمتن و روباد شاست ؛ یکی گفت کاین شهر بازیب و فر
بود پای تخت یکی تاجور ؛ چه شاهی که شاهان والا پژوه ؛ دوان در رکابش گروها گروه ؛ شاه را
بدیدن آن شهر خاطر کشید و تفرج کنان درون خرامید بهر کوچه که درامد بحسن و جمال مالامال یافت
زبان حال باین مقال ترنم شد که فریاد که این شهر پر از لعبت چین ست ؛ هر لعبتی آشوب دل و
آفت دین ست ؛ ناگاه عبور شاه بر دروازه افتاد که کنگره اش از اوج عیوق تفوق جسته و با سیارات
خود فرق زحل شکسته بود پرسید که این دروازه بلند از آن کدام دولتمند ست گفتند این دلپذیر خانه
لولی زن ست که براورنگ کرشمه طرازی و دلنوازی نشسته و هزاران هزار چون نامبید بخدمت او
کمر بسته جادو فریبی که هاروت منشان بابل ایمشکین سلاسل در چاه زنخدان او یخته و زهره لگاه

که همچون عناصر اربعه مخالف یکدگر بودند و بحث و تلاش مینمودند شاه اگرچه لباس فقیرانه در بر داشت
اما آثار بزرگی در جبینش پیدا و نشان شرافت بر ناصیه او هویدا بمجرد دیدن او جوانان از جای
برخاستند و بزم ادب و تواضع آراستند و او را تمام تبجیل و تکریم نشاندند شاه چون نظر کرد
که در پیش ایشان خرقه و کاسه و شمشیر و تختی مکلل و مرصع در کمال لطافت نهاده و هر یکے
زبان به بحث و جدل کشاده شاه پرسید که شما کیستید و این بحث شما از چیست و این اشیا از کجاست
و تلاش شما از چراست جوانان گفتند اگر معذور دارید حرف راستی بر زبان رانیم شاه گفت انچه واقعیت
بگوئید و راه ناراستی مپوئید ؎ راستی موجب رضای خداست ؎ کس ندیدم که گم شد از ره راست ؎
جوانان گفتند که ما هر چهار در زدیم و این چار چیز نفیس را بسرقه آورده ایم و قسمت علی السویه میسر نمیشود
از این رهگذر هر یکی بهر خود تلاش میکند اکنون که طالع ما مدد کرد و تو در ین سر منزل بر سر وقت
ما رسیدی ترا حاکم مطلق ساختیم و با مر تو رضا دادیم و بحکم تو گردن نهادیم امید واریم که این عقدهٔ
مشکل از تو کشاده شود در میان ما حکم بعدالت فرمائے که باعث خشنودی و رضا هر کدام شود هیچکس
ازین امر تو سر باز نزند شاه گفت شما نخستین تعریف کنید که هر کدام ازین چار چیز چه خاصیت دارد
که چندین مناقشه بیکدیگر دارید پاسخ دادند که این چهار چیز را حکمی که علم سیمیا میدانست مظهر عجائبات
و شگفتیها ساخته است کاسه را خاصیتی ست که هر کس بر هر طعام و شراب میل داشته باشد از
عالم غیب در و بهم رسد گویا از درخت طوبی ست که هر گونه میوه و ثمره که آرزوی تو باشد بر تو افشاند
شاه چون این را از بشنید هوس آن کاسه در سر او جا کرد دیگری گفت که این خرقه خازن ست که
چون او را بیفشانی آنقدر مبلغ که مطلوب تو باشد از و بریزد شاه را از اصغای اوصاف خرقه
پیرهن بتن از شادی تنگ آمد دیگرے گفت که این تخت را نیز فضیلتے ست که هر که بر او نشیند مانند
سلیمان هر جا که خواهد پران شود این را تخت پرنده میگویند شاه از استماع این معنے از غایت خوشحالے
خواست که بهر دیگرے عرض نماید که شمشیر را تاثیر ایست که اگر دشمن هزار ساله راه دور باشد
و این تیغ را بقصد او برداری سرش از تن جدا شود شاه را از شنیدن خاصیت شمشیر آبدار هان

درخاطر دریا مقاطر راہ یافتہ واین چہ اندیشہ دشوار از ضمیر متشکل پسند سر زدہ بادشاہان را کہ ہمگی اسباب عیش وتنعم آمادہ وابواب نشاط وکامرانی برچہرہ آمال ایشان کشادہ است چہ احتیاج کہ چون گرد باد در بادیۂ غربت وبیابان کربت سرگردان وآوارہ شوند مثنوی کام دل داری وجوانی ہست ؛ ہمہ اسباب کامرانی ہست ؛ روزگار نشاط را دریاب ؛ زانچہ دادت خدای روی متاب خود ملاحظہ فرمای کہ اگر حرکت را بر سکونت ترجیح بودے مقام ثوابت از مکان سیارہا بلند نشدے شاہ گفت تو نیز تامل نمائے کہ زمین ساکن پامال خسیسان ست وآسمان متحرک جلوہ گاہ قدوسیان وروحانیان مثنوی آدمی را سفر فزاید قدر ؛ از سیاحت ہلال گردد بدر ؛ باد چون در سفر بود مادام ؛ بوی گلہا از ورسد بمشام ؛ وزیر گفت چون کوہ بوقار وثبات منعوت ست معدن لعل ویاقوت ست وباد چون سبک رود ہر جائیست مشتہر بآوارگی وبادیہ پیمائیست ؎ چو کوہ پای بدامن کش ومجنب از جاے ؛ کہ تا شود دلت از سر غیب گوہر اے ؛ شاہ گفت آب روان صاف ولطیف ست وخاک جامانده تیره وکسیف وحرکت را نتیجہ برکت ست وسکونت را قافیہ رعونت چون ازین قسم مقدمات وازین عالم تاویلات درمیان شاہ ووزیر از حد گذشت ومبالغہ بطول کشید آخر الامر خواہی نخواہی کار بمفارقت انجامید پس مہمات ومعاملات سلطنت بوزیر تفویض نمودہ فرمود کہ تا یکسال کامل در کشمکش انتظار من باشی اگر در ینمدت موعود معاودت نمودہ سریر آرای سلطنت شدم فبہا والا نہ حقوق نعمت ونمک را مرعی داشتہ تخت خلافت را بیکی از معتمدان بسپاری وخود تفحص من عرصہ گیتی را بہ پیمائی ومواضع ومصاقع وممالک واقالیم را بپای طلب بسپری اگر مراد یافتی فہو المراد وگرنہ بدار السلطنت مراجعت نمودہ یکسال دیگر منتظر من باشی ورخسارۂ شکیبائی بناخن اضطراب نخراشی وچون مدت یکسال سپری شود تخت سلطنت را بہ پسر من آرایش دہی وتاج بادشاہی بر سر او نہی این بگفت ورہ گرای بادیہ شد چون چند منازل ومراحل طے کرد در کنار آبے رسید ؎ آبے از روشنی چو جوی بہشت ؛ ریگش از بوے خوش عبیر سرشت ؛ در کنار آن آب چار جوان آرمیدہ

شادان ؛ ؛ شرق تا غرب عالم آباد ان ؛ نه پرنیشه راز فیل آزار ؛ نه تن گل زنوک خار فگار ؛
شمشیر آبدارش آتش سوزنده که خرمن عمر دشمن خاکستر باد پیمارا بسوختی بلکه شاطه بود که بگلگونه
خون اعداعروس فتح راچهره برافروختی سمند تیز رفتارش باد صبائی که در گلشن همیشه بهار مملکت
غنچه نصرت آرزو بشگفتی واز صلابت بخت بیدارش فتنه بربستر عدم پای دراز کرده یه بیهوشی نخفتی
واین گیهان پناه وزیری داشت دانش آگاه که برزانت رای ومتانت عقل سرامد دانشوران
جهان وسرحلقه خردپروران عالم بود دو فنونی که از همگی علوم از حکمت نجوم وعلم عقلیه ونقلیه
بهره وافر ونصیبی کامل داشت در خلوت وجلوت باشهریار همراز ودمساز بودی گاهی بطرز
ندیمان نکته طرازی وبذله سنجی بزم مسرت راگرم داشتی وگاهی در خلوت محفل کنکاش وتدبیر ممالک
باآرایش دادی آصف صفتی که برای جهان کشائی هفت اقلیم زمین رادر زیر نگین بادشاه جم جاه
آورده بود وجن وانس راحکوم ومامور او ساخته ؛ ؛ وزیری چنین شهریاری چنان ؛ جهان
چون نگیرد قرار چنان ؛ اتفاقا شهریار والانژاد را پیش نهاد همت وهمکوز خاطر گشت که یکبار بزنگ صبا
مجرد وتنها گلگشت چمن زار نموده گلدسته تجربه بدست آرد ونیک وبدزمانه دیده وگرم وسرد روزگار
چشیده بافزونی دانش سرحلقه هوشمندان شود که حکما گفته اند هرچند آدمی بلند فطرت بود ودانائی
جبلی داشته باشد تا آنکه جهان پیمائی نکند گلهای دانش او از بوی خامی مصئون نباشد قطعه
هست این راز مختفی بروشن ؛ بر ضمیر منیر اهل کمال ؛ کز تحرک بلند شد گردون ؛ وز سکونت
زمین بود پامال ؛ چون برین اراده غرمیت او تصمیم یافت دستور را شرف حضور بخشید وراز
که در دل او مکنون بود بر ملا افگند که هوای جهان گردی دامن گیر من شده وپریشانی سفر برتن اسبانی
حضر گزیده میخواهم که اطراف واکناف گیتی را بقدم شوق به پیمایم واز شگفتیهای روزگار و
نوادر دهر بهره ور گردیده چهره افروز نشاط شوم تا زنگ ملال که از تقاعد خانه بر سنجل دل نشسته
بمصقله صحرانوردی سترده شود نظم پے دلخوشی گرد عالم بپوے ؛ که ناخوش کند آب مانده
بوے ؛ وزیر گفت ای اورنگ نشین کجاه وجلال وای محفل افروز دولت واقبال این چه خیال

وہنر مہر کردہ شد و گلشن علم و افضال را برگ ریزی پدید آمد و ہنگامہ سخن آرائی و نکتہ سرائی را برہمزدگی
روی داد بازار فصاحت و بلاغت کاسد شد رجادر کمال وثوق آنکہ ہرچہ از عمر بندہ ہاے درگاہ
کم شود در زندگانی خدیو روزگار شہریار والا مقدار بیفزاید کہ باندک توجہ خاطر اقدس آنحضرت
ہنرمندان وخردپروران برنگ سبزہ از زمین سرمیزدند گویا توجہ خلیفہ الہی باران رحمت است
کہ باعانت آن گلہای علم و افضال در گلشن سینہ ارباب دانش و کمال می شگفتند القصہ ملا را از حضور
مقدس در سکپال انداختہ بمنزل بردند فرزندان و خویشانش را مصیبتی سخت و شیونی عظیم روی داد
ے زدیدہ قطرۂ خونین فشاندند ؛ نفیر و نالہ برگردون رساندند ؛ پس نعش مطہر او را آراستہ
در شبانہ روز بتعجیل ہرچہ تمامتر بحضرت دہلی بردند و بجوار مرقد منور پدرش کہ یکے از عارفان
کامل و سالکان واصل بود بخاک سپردند تربت نورانیش مظہر فیض قدسی و مہبط انوار ربانیست
و بزیارت آن حاجت درماندگان فروبستہ کار حاصل میشود و معلولان گسستہ امید بطواف
آن شفا می یابند قطعہ تاکہ اہل وجد و حال از لذت ذوق سماع ؛ جان سپارند و وصال
دوست را حاصل کنند ؛ باد بر اورنگ شاہی جلوہ گر شاہ جہان ؛ تا ازو بخشندگان حاصل مراد دل کنند ؛

داستان مرزبان ہندوستان و سفر گزیدن او تنہا از دار الخلافت برنگ تجرد منشان جہت حصول تجربہ و ربودہ جمال لولی زن شدن و واقعہائی شگفت گریبان گیر شدن و باز باعانت وزیر کامیاب گشتہ اورنگ آرائے سلطنت گشتن

جادو نفسان افسانہ طراز و داستان سرایان سحر پرداز بادای شیرین و کلام نمکین سامعہ افروز
اہل ہوش چنین شنیدہ اند در اقلیم ہندوستان کہ اعظم اقالیم جہان ست فرمانروائے بود
کہ مدار سلطنت رائی و کاروبار جہانبانی بر معدلت نہادہ و ابواب بیمی و خرمی بر چہرۂ آمال
خلائق کشادہ دادگرے کہ از ہیبت او گرگ درندہ تکیہ گاہ گوسپندان را بدم خود جاروب میکرد
و باز گرسنہ چشم گنجشک را در دیدہ خود جاے خواب تربیت میداد مثنوی خلق در دور عدل او

حسرت بدندان تاسف گزیدند و برخی آن واصل حق و آن عارف مطلق را بمکر و حیله و نیرنگ و خداع متهم ساختند که خود را عمداً بیهوش ساخته و دم کشیده تا عقیده مردم درباره او روبافزایش نهد که او بکمال وجد و حال از خود رفته آری غافلان پست فطرت را ازین جالت چه خبر بیدردان کوتاه همت را ازین نشه چه اثر چنانچه آن بلبل گلشن عرفان و حقائق کاشف غوامض معانی و رموز دقائق عارف نامی گرامی مولانا عبدالرحمن جامی می سراید فرد گر بخون غلطم چه باک او را که طفل خورد سال رقص و انداضطراب مرغ بسمل کرده را ؛ اطباء و حکما حکم بداغ کردند که تحمل که نکته باشد و بداغ کردن بهوش آید و از زبان حال اینمقال بگوش ارباب فضل و کمال میرسید ؎ سوختم چنانکه بر تن نیست دیگر جای داغ ؛ بعد ازین خواهم نهادن داغ بر بالای داغ ؛ آن سوخته نادره محبت را بار دیگر سوختند حرکتی و جنبشی ظاهر نشد آخر خلیفه روزگار شهریار والا اقتدار بکمال مهربانی و عاطفت بیکران از سریر فلک نظیر فرود آمد و بگوش آن شهید خنجر محبت آواز کرد و ادای خلیفه جواب داد فرد عاشقان کشتگان معشوقند ؛ برنیاید زکشتگان آواز ؛ آن عارف کامل خود در عین افتادن بجلوه گاه فردوس برین خرامیده بود شاهباز بلند پرواز روحش در هوای هویت و چمن زار جنت در طیران آمده ؎ مرغ روحش ازین نشیمن خاک ؛ کرده پرواز جانب افلاک ؛ اگرچه متر سمان روزگار اینحالت را مرگ می نامند امافی الحقیقت مصرع آشکارا مردنست اینجا و پنهان زیستن ؛ قطره بود که بدریا پیوست و ذره که پرتو انوار آفتاب بود در ذات حق محو مطلق گشت ابیات چو قطره بدریا در انداختند ؛ دگر قطره زو باز نشناختند ؛ مرد آنکه پاک باز جهان از جهان برفت ؛ پاک آنچنان که آمده بود آنچنان برفت ؛ ظل سبحانی ازین واقعه ناگهانی بغایت متاثر و متالم شدند و خرن واندوه پیرامن خاطر اقدس آن حق پژوه والا شکوه هجوم آورد و گلدستهای دولت و اقبال و قرة العین سلطنت و جاه و جلال یعنی شاهزاده های کامگار برخوردار را باعث گرفتگی خاطر شدند یمان و دمسازان محفل سپهر مشاکل را عیش منغص گشت امرایان عالی جاه و منصب داران والا دستگاه آب در دیده گردانیدند از فوت آن مرد مند دانشور دلپسند بابد انش

بتقدیم رسانده گفت که روزی در ایام پیشه کال که عید هنود بود و نساء و رجال آن قوم اهل ضلال بخلعت فاخره و زیور مرصع بجواهر مزین و مجلی شده از کاشانه بجانب صحرا خرامیده بودند و از جاهای تلون مرد و زن داشت و صحرا گلشن شده بود و هر فردی سرگرم لهو و لعب و سرود بازی و عیش طرازی بود درین اثنار سر دفتر گروه اتقیا شیخ نظام الدین اولیاء از تنگنای خلوت بیرون خرامیده بنظاره صنع یزدانی مسرت پیرای خاطر روحانی شده بود از کمال ذوق و نهایت شوق این مصراع از خاطر نورانی ایشان سرزد **مطلع** هر قوم راست راهی دینی و قبله گاهی ؛ و در اثنا لت پر کیفیت کلاه برتارک مبارک شیخ کج شده بود خسرو ممالک سخن پروری امیر خسرو دهلوی بدیهه بر زبان راند **مصرع** من قبله راست کردم بر سمت کج کلاهی ؛ ملای راستی کیش حقائق اندیش دست بسوی دستار برد تا طرز کجی کلاه آن حقائق پناه بنماید دست بر سر بردن همان بود از پا در آمدن همان و پریدن طائر روح علوی آشیانش از قفص استخوانی تن همان چون ملا از تنگنامه سماع که بمنزل خود گرم داشت سراپا رقت و پر حالت دران بزم مقدس رسیده بود و ذوق تقریر معنی آن بیت دلپذیر ضمیمه آن شد و پرتو انوار تجلی بر ساحت درون او بنوعی پرتو انداز گشت که شادی مرگ شد ؎ نمیگویم که جان را رایگان داد ؛ جمال لایزالی دید و جان داد ؛ ظاهر بینان پست فطرت که بکنه این معنی رسیدن نتوانند وصال حقیقی را مرگ میدانند اگر مرگ اینست هزار عمر خضر و مسیحا فدای این مرگ باد **مثنوی** نه همه کس سزای این مرگ ست ؛ زندگانی فدای این مرگ ست ؛ این مرگ نه عمر جاودانی ست ؛ سرمایه عیش و کامرانی ست ؛ مرگ حقیقی حیات ما غافلان ست که شمه از رائحه گلزار معرفت در دماغ جان نرسیده و دیده باطنی ما بجلوه جمال ربانی نورانی نگشته بدین رنگ جان سپردن و ازین بیمایه فانی پی در تنگنای خلد جاودانی بردن آماده زندگانی جاودانی شدنست **قطعه** الهی آنچنین عشق و محبت ؛ نصیب طرزی خونین جگر کن ؛ ز اسرار حقیقت نیست آگاه ؛ ازین رمز نهان او را خبر کن ؛ الغرض امرایان و مجلس آرایان بسویش شتافتند و ایشان را بیهوش و بی دم یافتند هر چند بآواز بلند بگوش آن قبله اهل هوش آواز میدادند و جوابی نشنیدند بعضی انگشت

آن اقلیم گیر ممالک پناه شاهنشاه روشن ضمیر ابوالمظفر نورالدین جهانگیر خلد الله ملکه بر سریر عرش نظیر
از ساغر نشاط و راوق ذوق سرخوش بودند و صوفیان پرسوز دران محفل دلفروز فراهم آمده و
خنیاگران خوش الحان و قوالان غزلخوان بنغمهٔ داؤدی و ترانه های دل آویز هوش از سر
اهل معرفت میربودند و دردمندان بزم دل سیلاب اشک از دیده میکشودند ؎ سرود چیست که
چندین فنون عشق دروست ؛ سرود محرم عشق ست و عشق محرم اوست ؛ بانگ ساز طاقت کسل
وصبر گداز اهل نیاز بود و آواز دستک باصول موذون صوفیان روشن درون را از پا درآورده بود
ونکهت لخلخه و بخور دران بزم کثیر السرور دماغ مردم پیچیده نضارت بخش روح شده بود مجلسی
چون فردوس برین تزئین یافته که چشم حورالعین بنظاره آن خیره مانده هر طرف صوفی ملک طینت
آستین استغنا بر گیتی افشانده درین اثنا قوالے شیرین مقالی این مطلع را که ؎ هر قوم راست
راهی دینی و قبله گاهی ؛ من قبله راست کردم بر سمت کج کلاهی ؛ بلهجهٔ دلکش وصوت جانفزا
شروع در خواندن نمود بطرزی که در دل حاضران محفل سرایت کرد و جوش و خروش از زمرهٔ
صوفیان برخاست **مثنویات** یکی دستار خود را بر زمین زد ؛ دیگر از راه هوش و عقل و دین زد
یکی را شد گریبان پاره پاره ؛ گریبان چه که شد جان پاره پاره ؛ یکی اشک از دو چشم افشاند بر خاک
چو طفل اشک خود غلطیده در خاک ؛ بهر سو خاست بانگ های هوئے ؛ روانه شد ز چشم خلق جوئے
درین اثنا خدیو حق پژوه والاشکوه را از حالت عارفان کامل رقتی و سوزی بهم رسید و در دقائق
بمشقت حقائق سفتند و با اهل فضل و کمال که نزد پایهٔ تخت عالی بخت حاضر بودند گفتند که این مطلع
از کیست و مضمونش چیست علما و فضلا در یکدیگر نگریستند و پا بتنگنای فکر افشردند و سر بگریبان
تامل فرو بردند هیچکس از لجهٔ ژرف اندیشه گوهر معنی بساحل نیاوردند درین اثنا ملا علی احمد نشانی
که انوار حقائق از پیشانی او پرتو انداز بود و بمهر کنی شهرت داشت نزدیک سریر عرش نظیر آمده
مهر قفل اسرار بشکست و تقریر نمود که قبلهٔ عالم سلامت شان نزول این مطلع از پدر بزرگوار خود
شنیده ام اگر حکم شود بر فراز پیدائی جلوه گر سازم حکم جهان مطاع شد که بگو ملا مراسم آداب و تعظیم

بہضم مینمود ملا علی احمد بصفای باطنی وکشف روحانی از حال او آگہی یافت وبکمال عاطفت ونہایت رافت بسویش متوجہ شدہ فرمودند کہ اہل اللہ را از سماع امتناع ننمودہ اند صوفی کہ بہ نشہ این ذوق سرگرم باشد **مثنوی** کشاید دری بر دل از واردات ؛ فشاند ازان دست بر کائنات ؛ اورا سماع داخل عبادت ست چنانکہ روزی در زمان قدوۃ الاتقیا حضرت شیخ نظام الدین اولیا مجلس سماع گرم بودہ ناگاہ صوفی را مستی ذوق غلبہ کرد ولی بکمال ادب شیخ خود را فراہم آوردہ از دست وپا زدن ملاحظہ نمود اما از جوشش درون آنقدر خوی از تن پاک وی جدا شد کہ بساط محفل پر از گل شد ونزدیک بود کہ برنگ شمع وجود او بگداز دہ خون او با عرق بیرون تراود شیخ را ازین حالت آگہی دادند آنحضرت بر سر او رسیدہ او را غرق لجۂ دریای بی منتہای عشق حقیقی یافتند بنوعی کہ از کمال وجد وحال ومستی از ہستی خود اصلا آگہی نداشت بانشارت آنحضرت قنانے گرد او کشیدند وحال او را از چشم نامحرمان پوشیدند قوالان نغمہ سنج شیرین ادا بیرون سراپردہ سرایان بودند تا یکپاس کم وبیش آن درویش حقائق اندیش سرگرم رقت وحالت بود وشیخ نزد آن دل خستہ نشستہ بنظارہ سرخوش وشگفتہ خاطر بودند آخر متوجہ باطنی کہ شامل حال مریدان بود آن مستی از سر او فرود آورد چون از خرابہ بیہوشی بمعمورہ شعور آمد در پای شیخ سر نہاد وشیخ دست شفقت بر پشت او داشتند وفرمودند کہ در غلبہ حال بے ملاحظہ نعرہ باید کشید ودست وپا باید زد تا سینہ خالی شود وگرنہ بہضم حالت درون مجنونان محبت را میسوزد وسر اپا میکاہد الغرض ملا علی احمد بدان صوفی سرگرم این گفتگو بودند ودر او در دل پاک ان عارف کامل سرایت نمودہ بود ازین نشہ سرخوش بودند درین اثنا نقیب درگاہ عرش اشتباہ بطلب آن مجموعہ علم وادب آمد **مثنوی** بگفت ای ذرہ باید شد شتابان ؛ کہ یادت میکند خورشید تابان ؛ بدان حالت سوی درگاہ رفتند ؛ بہ بزم خاص ظل اللہ رفتند ؛ از بدائع اتفاق دنیا در سوانح آنکہ آن اورنگ نشین بارگاہ اقبال وآن مسند افروز محفل جاہ وجلال آن عدو بند قلعہ کشای آن درویش نواز بدان دیش گذار نوباوۂ گلشن جہانبانی آن مسند افروز انجمن کشورستانی

ودانای صاحب عیار دارالضرب دلفروزی وجانفزائی رموزدان غوامض معانی باریک بین اشارت
سخندانی مولانای علی احمد بن اسرائیل المتخلص بنشانی نادرالعصری که خامه بدائع نگار سحر آثارش
تحریر خط بی نظیر ونقوش دلپذیر فولاد را بمعجزهٔ داؤدی نرم ساخته غیرت ارژنگ معنی ورشک
گلزار خلد جاودانی می ساخت واز تلون طبع رنگ آمیز وخامه نکته انگیز نگارستانی می کرد که
نقاشان صاحب اختراع دقیقه بین از نظارهٔ آن نگین برنگ حلقه انگشتترین انگشت تعجب
بدهان میگرفتند الغرض آن حقائق کیش معارفت اندیش در نسبی از شهباکه در سعادت ریزی
وفیضافشانی همدوش شب قدر توان گفت واز فرط روشنائی وبهجت افزائی هم آغوش شب برات
توان خواند قدوهٔ عارفان کامل بدرقه سالکان واصل (زیاده) سرکردهٔ زمره اتقیا شیخ نظام الدین
اولیاکه نسبت بآنحضرت صدق ارادت وعقیده راسخ داشت طعامی پخته (پرهیزگار) بود وقوالان خوشآواز
وخنیاگران دلنواز وترنم سرایان شکیب ربا وغزل خوانان شیرین ادا وصوفیان پرسوز
معرفت اندوز که هریکی از قید هستی وخودپرستی وارسته واز خنجر عشقبازی وجانگدازی دلخسته بود
دران محفل قدسی وبزم روحانی فراهم آورده بودند از نکهت عطریات وبخور وغالیه ولخلخه
آن نزهتگاه پرنور معطر شده بود سازندها وگویندها بترانه دلنواز صبرگداز اهل تواجد می شدند
مجلس عالی انقیاد یافته که سکان سوامع ملکوت ونظارهٔ عالم ناسوت حیران مانده وعاشقان
دیوانه یعنی صوفیان یگانه نعرهای مستانه برمیکشیدند واز روی بیقراری وبی اختیاری گریبان
تا بدامن میدریدند بانگ رباب آتش در دراالتهاب میداد وآواز قانون اشک از دیدهٔ گردون
میریخت صوفی اگرچه از روی ظاهر برزمین پای میکوفت اما طائر روحش برنگ شاهباز بلندپرواز
درهوای هویت طیران میکرد واز در ودیوار دردمی بارید ارباب نیاز در رقص وامتزاز آمده بلکه
شمع مجلس نیز از رقت در سوز وگداز افتاده بود درین اثنا یکی از صوفیان دردمند را شعلهٔ
شوق زبانه زدن گرفت ونائرهٔ ذوق در التهاب واشتعال آمد وسراپا رقت گرفته سر بزانوی درد
نهاده میگریست ومجال حظ ادب ملاحظه خود را بزور وتکلف از رقص وتواجد باز میداشت وآنحالت را

صور حقائق بر همزن هنگامه علائق زنگ زدای مرات حق پسندی ناصیه فروز خرد پروری و هنر مندی
صدر نشین محفل دولت و اقبال مسند آرای بارگاه علم و افضال حقائق و معارف آگاه مشمول عواطف
شاهنشاه مظهر الطاف ربانی حکیم مسیح الزمانی والافطرتی که همواره با علما و شعرا و فصحا بر سر التفات
بوده صحبت گرم میدارد و در محفل آن قدوهٔ افاضل هیچ فردی را از عامی و جاهل مدخلی نیست
و هرگز بزبان عذب البیانش بجز کلمات که باوجود نشئهٔ تعلق آستین بی تعلقی بر گیتی افشانده و ز رو سیم
را در چشم همت او چون سنگ و سفال قدری و قیمتی نمانده و پیوسته کمر فتوت بر میان جان بسته
بدلجوئی محتاجان و دردمندان نشسته و سفره کرم و احسان پر از الوان نعم کشاده و صلای عام
در داد فرد بر سر خوان نوالش هیچکس را منع نیست ؛ در کشاده هم صلا در داد خوان انداخته ؛ الهی تا
قارورهٔ مینا گردون بر واق گلگون شفق مزین ست و نسیم صبا چون نبض ناتوانان می جهد آن
مسند افروز حکمت و افاضت شفا بخش معلولان علائق جسمانی و قیود نفسانی باد بحق سورهٔ لقمان قطعه
تا حکیمان روزگار کنند ؛ بخداقت علاج هر رنجور ؛ سایهٔ جهانگیر جلوه گر باد ا ؛
بر سر بر نشاط تا دم صور ؛ جام شاهی همیشه در کف او ؛ دشمنش از شراب غم مخمور ؛

در بیان عشق و حقیقت سرود که بادیست جهت افروختن شعلهٔ عشقبازی و نائرهٔ جانگدازی و جان سپردن عاشق صادق بهنگام سماع که اهل وجد و حال را ازان امتناع نموده اند

حکایت یکی از آبله پایان بیابان حقیقت و معرفت و گرم روان بادیهٔ اخلاص و محبت که محرم
انجمن اهل وجد و حال بود بگذارش این نقل جانسوز افسرده خاطران سرد مزاج را بدین نوع
دل گرمی بخشید و آتش شوق ایشان را بدین گونه ملتهب و مشتعل ساخته که آن دل سوخته شعلهٔ
محبت و عشقبازی و آن چهرهٔ برافروخته بادهٔ رقت و جانگدازی آن بلبل نغمه سنج بوستان تصوف
و آن نیر نورانی آسمان معرفت واقف اسرار خدادانی و حق پرستی کاشف مفصلات دقائق وجد
و مستی سرگرم راوق وارستگی و آزادی سرامد فنون هنر پروری و استادی نگین طراز خاتم هوسیاری

که بحضور ما بدینگونه وانماید تا ظن حذاقت و دانائی خاطر اقدس ما درباره شمار و بدراز و پادرافزایش
نهد حکیم گفت اگر اینخیال بخاطر مقدس محال مینماید بکار بردن تجربه رفع شبهه میباید فرمود از اطوار و اوضاع
جوان محسوس میشود که الم عشقبازی و درد محبت و جانگدازی در همگی اعضای چنان سرایت نموده که بمجرد
حصول وصال جان می سپارد بر نگ تشنه که مدت دراز عطشتان می باشد و آب بسیری میخورد و شاد از
گشته جان میدهد چنانچه آبله پایان بیابان محبت و تشنگان بادیهٔ مفارقت بدین نکته طب اللسان
شده اند **فرد** چون بخیالش خوشم یاد وصالش مکن ؛ آب بسیری مده تشنهٔ دیرینه را ؛ شهریار والا
فرمود که انعامی شایسته پاس دلخسته مرحمت میفرمایم تا سامان نیکو نموده محبوب خود را پیش خود
طلب دارد تا این حقیقت پنهان برفراز پیدای جلوه گر شود پس از نقد و جنس انچه جوان را درکار بود
بذل فرمودند و مطلوب او را بلا هور طلب نمود چون مدت هشت روز سپری شد حوصلهٔ جوان تاب
جلوه جمال دل افروز و طاقت مشاهده طلعت نور انیش نیاورد چنانکه در ظرف تنگ آب فراوان
در نگنجد و بیرون تراود هم بدان رنگ بسیرابی و شادابی زلال وصال پیمانه عمر او لبریز شد و از
لوامع انوار مهتاب رخسار بازطلعت هستی مستعارش چون تار و پود کتان از هم گسست و ازین
سرایچه فانی رخت بمعمورهٔ جاودانی بربست گیهان خدیو از آگهی یافتن این قصه بغایت تشنگفت ماند
و بر حذاقت و دانائی حکیم آفرین و تحسین ها بر زبان راند الحق حکیم درین فن سرامد حکمای اولین
و آخرین بوده و گوی دانش از اقران اماثل ربوده بود و درین هنگام سعادت التزام بر سند
حکمت و افاظت مسیح الانفاسی مزاج شناسی روشن قیاسی جلوه گر ست که رنجوران امراض تهی دستی
و افلاس را به بذل فراوان و عطایای بیقیاس از اله مرض مینماید و مجروحان حربه ضلالت و جهالت
را بمرهم هدایت و ارشاد معالجه میفرماید آن نکته سنج سخن پرور دقیقه فهم دانش گستر مورد انعام و امض
معانی باریک بین اشارت سخندانی چمن پیرای گلشن مضامین تازه نخلبند حدائق خیالات بی اندازه
سرگرم راوق و آراستگی و آزادی سرآمد فنون هنرپروری و استادی خدیو کشور فصاحت و بلاغت
فرمانروای اقلیم فتوت و سخاوت کثرت آرای وحدت گزین تجرد منش تفرد آئین جهره کشای

همگی شاگردان کمال حزم واحتیاط بجاء آورده پا به ننگنای اندیشه افشردند هیچکدام را معلوم ومفهوم نشد که او را چه مرض طاری شده وبکدام علت گرفتار آمده حقیقت احوال او بدان مسند افروز علم و افضال عرضه داشتند اشارت نمودند که در پیشگاه حضور آرید او را بخلوتسرای خاص ببرند همین که نظر حذاقت اثر حکیم بران سقیم افتاد فرمودند که مرض او را دریافتم از و پژوهش نمائید که جائی تعلق بهم رسانده ونهال محبت زیبا طلعتی در چمن زار سینه خود نشانده ومهره دل او در شمسدر عشقبازی درمانده یا چه نوعست شاگردان حسب الحکم حکیم استکشاف احوال او نمودند گفت بلی همخوابه جمیله دارم که به تبسم دل نواز وکرشمه صبر گداز هوش ربای وطاقت گسل این هبیل است زمام اختیار در قبضه اقتدار او سپرده خون جگر میخورم وبنده احدی ست واحدی ببی سامانی وبی برگی من نیست در تهی دستی وافلاس یگانه زمانه ام ازین رهگذر مطلوب مرغوب خود را از آگره بلاهور نتوانم طلبید تا گل مراد از چمن زار آرزو بچینم وبفراغ خاطر جمال عدیم المثال او ببینم هرآینه برنگ شمع در حرارت نیران مفارقت میگدازم ونقد هستی در داو محبت پرستی می بازم حکیم او را پرورد کرد که مداوا ومعالجه تو فرما میکنم وخود ببارگاه گیهان خدیو که عبارت از مسند افروز انجمن دولت واقبال او رنگ آرای بارگاه جاه وجلال دارای دین پرور عدالت گستر سرور فرمانروایان هفت کشور زینت بخش اورنگ ودیهیم والی هفت اقلیم شاه اکبر که از درگاه ربانی بخطاب عرش آشیانی سربلند اندرفته معروض داشتند که عالم پناها حقائق آگاها بعنایت حکیم علی الاطلاق وبتوجه شهریار آفاق امروز تشخیص مرض ناتوانی نمودم که همگی حکما از دریافت آن سر بگریبان عجز فرو برده بودند ما جرا یک یک بر منصه ظهور جلوه داد مرزبان بزبان حقائق بیان فرمود که عیار نقد اینمعنی بچه طرز گرفته اید تا علم الیقین بدرجه حق الیقین رسد حکیم معروض داشت که حکم شود که جوان ناتوان در پیشگاه حضور سعادت اندوخته خود بکنون درون را بیرون اندازد فی الحال حاجبان سرادق جاه وجلال جوان را در لحظه بتر بتگاه قدسی حاضر آوردند واو را که پیش حکیم برملا افگنده بود بحضور آن والی هفت اقلیم معروض داشت وآن حقیقت پژوه والاشکوه فرمود تحمل که این معامله معالجه آلودگی ساختگی داشته باشد وجواب آنرا آموخته باشد

خود را فنا فی اللہ نساز د و از مائی و منی اجتناب نمودہ کوس یگانگی بر درِ وحدت نواز د و از دائرہ کاملان و حلقہ واصلان بیرون است چنانچہ آن نہنگ لجہ تجرید و آن شیر بیشہ تفرید پیشوای طالبان راہ خدا شیخ نظام الدین اولیا بر زبان حقائق بیان می سرائید ند کہ مصقلہ ریاضت و اربعین ہائے پے در پے مرات دل اصفائی و جلائی بخشیدم و توسن نفس امارہ را بتازیانہ مجاہدہ تواتر رام چلہائے کردم و از نشہ وارستگی و بی تعلقی نشاط اندوز سرخوش شدم اما حالتی کہ دلہا را میسر بود و نورے کہ بر ساحت درون او پرتو انداز شد تا دم واپسین در آزردی آنم کہ از ان شربت چاشنی بر نگرفتم و از ان رائحہ شمہ بدماغ جان من نرفت و از ان ترانہ آواز دلنواز بگوش ہوش من نرسید قطعہ

تا کہ اہل حقیقت و عرفان ؛ میکند خویش را فنا فی اللہ ؛ بعنایات ایزد متعال ؛ باد باقی ہمیشہ دولت شاہ ؛ آن جہانگیر جلوہ گر بادا ؛ تا ابد بر سریر حشمت و جاہ ؛

در بیان عاشق جانباز کہ پس از مدت دراز با مطلوب کرشمہ طراز پیوست و خلعت مستی مستعارش بلوامع اشعہ انوارہ خسار دلدارش چون تار و پود یکدگر از ہم گسست ؛ ؛

محرم خلوت سرائے اخلاص محرم حریم اختصاص خواجہ محرم علی بگذارش این نقل قالب این سخن را جانی تازہ دمیدہ است کہ در حینی کہ آن دانشور خرد پرور دقیقہ فہم دانش گستر واضع اداب علم و حکمت قاطع آثار جہل و بدعت ارسطو منش فلاطون ذکا جالینوس حکمت فطنت لقمان دہا واقف دقائق قانون شفا کاشف غوامض تصانیف بو علی سینا بر ہم زن ہنگامہ حکمت بقراط شکنندہ روائی بازار دانائی سقراط دانای حکمت طبعی و عملی حکیم علی سند آرای حیات بود شفا خانہ آراستہ بودند و شاگردان رشید ایشان کہ ہر یکی سرامد پختگان دہر و سرد فتر فیلسوفان عصر بود در انجا جلوہ نمودہ معلولان گسستہ امید و بخوان دل از جان برداشتہ را بمداوا و معالجہ ازالہ امراض مینمودند اگر احیانا بخوبی می آمد کہ تشخیص و تحقیق مرض او نتوانستند نمود بحکیم آگہی میدادند اتفاقا جوانے و ناتوانی کہ چون نخل خزانی رنگ زعفرانی داشت دران شفا خانہ حاضر آمد ہر چند

غائب شد در لحظه آن فرشته منش انسان درخت طوبی مثال افتاد و جان داد اینک ازان مصیبت
جانگداز او در دلهای دوا سینه های ماکباب و دیده ها پر آب ست دختر ازو پرسید که او را کجا بخاک سپرده اند
تا بفاتحه او سعادت اندوزم باغبان بانگشت نمود که دران گوشه مدفونست آن دختر که بحسن و
ملاحت انگشت نما بود بسوی تربت او خرامید و از زبان حال آن شهید خنجر کرشمه این ترانه بگوش
او رسید فرد بر سر تربت من گر گذری بعد وفات ۞ بانگ پایت شنوم نعره زنان برخیزم ۞
آهسته آهسته نبز د قبر او ایستاد از استیلای جوش عشق حقیقی و غلبه محبت صمیمی و کشش باطنی و جذبه
درونی قبرش بشگافت و آوازی برامد که مشتاق فراق دیدهٔ خود را دریاب فی الحال آن گنج حسن و
ملاحت دران قبر درامد و چون مهر منیر در زیر زمین مدفون گشت در لحظه قبر بهم پیوست چنانکه
ازان شگاف اثری پیدا نبود اما گوشه معجر آن دختر مقدار سه چهار انگشت بیرون ماند و قبر بهم رسید
و آن پارچه سراپا زبان گشته ازین ماجرا خبر میداد درین اثنا پرستاران و غمخواران چون او را
دران باغ ندیدند حیران و ترسان بهر سو دویدند و جست جو و تکاپو نمودند بیت سیارها بجستن
آن آفتاب چهره ۞ هر سو همین شدند شتابان ز روی مهره ۞ انجام کار باغبانی نشان داد که بزیارت
قبر آن شهید دشت محبت رفته بود آنجا بجویید غمخواران و پرستاران بدان طرف هجوم آوردند
و گوشه معجرش بر تربت آن شهید دیده هر یکی بر حسب تفکر فرو بردند و پا به تنگنای اندیشه فشردند
و حقیقت حال بر منصه ظهور جلوه گر نمی شد ناگزیر شروع در واکردن قبر نمودند و آن تودهٔ خاک را
کافتند و آن شهید سا بزیور و لباس آن دختر محلی و ملبس یافتند و اثر از وجود دختر ندیدند بنوعی که
قطرهٔ باران بدریای افتد و کس از بهره آن نبود که انرا از دریا جدا تواند ساخت و آن قطره را
بقوت دانش و امانت بنیش باز تواند ساخت بدان گونه در ذات او محو مطلق شده و از
دوئی بر تنه یگانگی رسیده که هیچکس را مجال امتیاز نبود مصرعه عشق زین بسیار کرد ست و کند
ای آبله پایان نشیب و فراز راه محبت و ای قدم فرسودگان سنگ لاخ کوهستان معرفت
تا آنکه طالب حقیقی از قید هستی و خود پرستی که سد راه مطلب و مقصد اصلیست برامده

از عرصۂ روزگار فرو نشاند ۵ سراسر دشت صحرا گلستان شد ۵ جہان پیر باز از سر جوان شد ۵
پدر آن دختر وابستہای خود را بنزد داماد فرستاد کہ البتہ خود با بامان گزین و تقطیع شایستہ نزد
مادر و پدر مہربان روانہ سازند و تشنگان بادیۂ مفارقت را بزلال وصال شاداب گرداند جوان بنا بر آنست
اگرچہ مفارقت ہمخوابہ دشوار و سخت نمود اما از امتثال حکم خسر خود کہ بجای پدر حقیقی ست گزیر نداشت
ہر اینہ آن شمع شبستان افروز را با برگ و سازی از برچہ نیکوتر سامانے کہ بالاتر ازان متصور
نباشد روانہ ساخت از نواد اتفاق آنکہ باز گذر دختر بدان گلستان کہ مشہد عاشق صادق بود
افتاد و ہوای تماشاے آنمقام دلکش از خاطر او سر زد و دیدن جلوہ گاہ عاشق جانباز را در سینہ
آرزو جوشید و از مہد فرود آمد **فرد** ساربان رخت بینداز و حدی ساز کن ۵ کشش دل نمیدانست
کہ محمل رود ۵ آن گلدستہ چمن زار خوبی دران بوستان گلگشت مینمود درین اثنا رہ پوئیدہ از ہمرازان
و دمسازان کہ دران سفر بر کاب او سعادت حضور داشتند یکی از باغبانان را پرسید کہ آن وارستہ
دلسوختہ چہ شد و کجاست گفت قصۂ درد الود و واقعہ الم آمود او را مپرس زبان را چہ یارا کہ ازان قصہ
حرف زند و ناطقہ را چہ زہرہ کہ ازان ماجرا نکتہ سراید و از ان واقعہ نا بایدہ صبر کدام از طاقت کسل دیدہا
طوفان بارو جگرہا خونست مفصل آن در قوالب گفت نگنجد مجملا آنکہ پارسال جوانی نوکر خدا
با عروس کرشمہ سنج عشوہ گر درین باغ میگذشت از خاطر او ہوای تماشای این بوستان
سنز و معہ ہمخوابۂ دل افروز درین بوستان در امدہ بگلگشت و تماشای نشاط اندوز شد در عین
تماشا آفتاب طلعت آن عروس نیا صورت در رواق دیدۂ آن محنت کشیدہ پرتو انداز شد
و سراپای او را الم عاشقی در گرفت و مو بموی او گرفتار سلسلہ محبت گردید **فرد** تمام مہر و محبت
شدم نمیدانم ۵ کہ دل کدام و محبت کدام و یار کدام ۵ و تا زمانی کہ آن نو بہار گلشن خوبی
نظارت بخش این بوستان بود آن بیچارہ سراپا چشم گشتہ بنظارہ جمال او خوشحال می بود
و چون آن نازنین از تماشا و سیر سیر آمدہ در مہد نشست و او دیوانہ نظر بر مہد بست و چون مہد
دور تر رفت آن درد مند بر درختی بلند بر امدہ بدان جانب نگران بود و چون مہد از نظر

طینت او با آب عشقباری وجانگدازی سرشته بود و آن حقایق اندیش معرفت کیش از ایام مهد تا بدان عهد جز صحیفهٔ محبت نخوانده بود و جز حرف اخلاص بر زبان نرانده ناکام از دور بنظاره طلعت آن حور که هوش ربای قدوسیان بود از خود رفت تا که آن چمن آرای بوستان دلربائی و مستدافروز بزم جانفزائی دران خجسته مکان خرامان بود آن دل فگار بدست نگاه گلهای مراد از چمن زار رخسارش میچید و دماغ آرزویش از رایحه شمیم سنبل مشکبارش معطر میگردید ۵ چو دختر گشت گلشن کرد تا دیر ؛ ز سیر سبزه شد جان و دلش سیر ؛ باز آن نازنین در مهد زرین نشست و همراه آن جوان روانه شد آن شیفته بزبان حال بدین ترانه شهریار آتش در گلزار روزگار زد **فرد** ما چو درخت خزان خشک بجا مانده ایم ؛ او چو گل نوبهار خنده زنان میرود ؛ تا مهد آن یگانه عهد نزدیک بود آن بیچاره بنظاره دل صد پاره را خرسند میداشت چون مهد دورتر رفت بر درختی بلند برآمد تا آنکه نظر کار میکرد آن سوخته چشم برمهد دوخته بود همین که مهد از نظر غائب شد آن مسکین از درخت بر زمین افتاد و در لحظه جان داد ۵ بیفتاد آن نیکبخت از درخت ؛ اگر عشق اینست کار سخت مردم از هر سو جانب او شتافتند و بیخ نهال زندگانیش بریده یافتند **مثنوی** درین حدیقه بهار و خزان در آغوش ست ؛ زمانه جام بدست و جنازه بر دوش ست ؛ کدام سرو سهی را زمانه آبے داد ؛ که باز خشک نکردش با آتش بیداد ؛ آن شهید دشنه عشق را برداشته بخاک سپردند و خویش و بیگانه بران یگانه تاسف خوردند رحمة الله علیه چون دلها را بدلها راهست این مصیبت در دل دختر عظیم سرایت کرد و پرده نشینان زوایای قدس و باریافتگان خلوتسرای انس بگوش هوش او ندا در دادند که عاشق صادق در هوای تو جان سپرد و از این ظلمت سرای فانی بنزهتگاه خلد جاودانی پیوست از آتش غم و نائره الم چون شمع میگداخت و مهر بر لب نهاده این رمز بهمرازان و دمسازان ظاهر نمیساخت **مثنوی** ای دل چو غم او رگ جان بگشودت ؛ منمائے بکس جائه خون آلودت ؛ می نال چنانکه نشنوند آوازت ؛ میسوز چنانکه بر نیاید دودت ؛ از نوادر سوانح و بدائع اتفاق آنکه چون مدت یک سال سپری شد و ابر بهار بقطرات امطار گرد و غبار

شکیب ربای تجرد منشان ریاضت کوش و بکر شمہ صبر گداز بر ہمزن ہنگامۂ عقل و ہوش بود سلسلہ
چین در چین عنبر بویش مشک را در نافہ جگر خون کردی حقہ نوشین شور انگیزش شکر را در آب حسرت
بگداختی تبسم پنہانیش در جان فزائی بر کشتگان دشنۂ عشق کشودے دست نورانیش در دست برد
دلربائی ید بیضا نمودے خال مشکینش نقطۂ بود کہ مصحف حسن و خوبی را آرایش دادہ و خسارۂ رنگینش
پنجہ در پنجۂ آفتاب نہادہ الغرض آنجوان اینچنین عروس اکہ خانہ برانداز جہانیان بود بہمت آبادی خانہ
در تزویج در آورد آن نازنین را در مہد زرین نشاندہ خرامان و خندہ رہ گرای نزہت آباد خود
کہ عبارت از وطن گاہ مالوف ست گردید تا آن پری پیکر روحانی در بزم و مسرت کامرانی چہرہ او قات
را بگلگونۂ نشاط آرایش دہد ناگاہ عبور او بجانب راہ گلشنی افتاد کہ بگلہای گوناگون و شقائق رنگارنگ
ہنگامہ رونق فردوس برین را بر ہم زدی و نسیم غالیہ سایش نخلہ وار بزم روحانیان را معطر ساختے
ترانہ سنجی بلبل جیب گل را بر نگ صوفیان پارہ کردہ ۵ نغمہ سرائی فاختہ سرو را چون اہل وجد و حال
در رقص و اہتزاز آوردہ نرگس خون سرمستان مخمور خواب آلودہ بنفشہ چون عابدان ازرق پوش
باخرقہ کبود لالہ را چون شہیدان خونین کفن داغ بر دل صنوبر را بر نگ دیوانگان از آب پائے
در سلاسل سبزۂ نورستہ فرش مسندش و استبرق بصحن چمن گستردہ درختان دلکش طوبی وار سایۂ
راحت و آسودگی بر زمین افگندہ ترانہ جویبار عیش خفتہ را بیدار ساختہ سبزہ زار بہ دلربائی رونق
آسمان مینائی شکستہ ۵ سوسن بوصف لالہ شدہ سر بسر زبان ۵ بلبل بنزد خسرو گل گشتہ مدح خوان ۵
القصہ آن نوباوہ گلشن جوانی چون از تابش آفتاب بیتاب شدہ بود با چنین عروس کہ حوران
خلد برین بحضور او بقصور معترف باشند رو بدان نزہت گاہ نہاد و در ان گلشن جانفزای دلفروز
تماشا و گلگشت نشاط اندوز شد و آن عروس نیا مزین بخلعت گوناگون دیبا نقاب از چہرۂ جانفزا
برداشتہ تماشا و سیر بے حجابانہ بروی خیابان منیخ امید و آتش غیرت در نہاد و دلگیران چمن بر
دران بوستان باغبانی بود دلہا نام و بعضے گذارش نمودہ اند کہ شیخی بود مرتاض بنور صلاح
و صفای باطن آراستہ از جہانیان کنارہ گزیدہ دران باغ بسر بردی چون صانع لم یزل خمیر

شده بالم گوناگون مبتلا بود اگرچه نشه بادهٔ جاه وثروت ومستی راوق سلطنت ودولت اورا بی اختیار
ببرین آورد که بحمیت لذت نفس ناشکیبا آزار آن یگانه بی همتا رو داشت اما انجام کار صهبای هوش ربای
مردافگن محبت بر کیفیت بادهٔ سلطنت ودولت استیلا یافت وکار خود کرد شگرف کاریست که مستی دنیا
درمزاج عشقبازان نیز سرایت نموده تغیر میدهد فی الواقع اگر دنیای دون لیاقت وشایستگی آن میداشت
که مردم نیک ذات ستوده صفات بدو سر فرو می آورده پس سر دفتر اوراق کائنات فهرست جریده
موجودات عنوان طراز مناشیر جزو کل سرکرده انبیاو رسل برگزیدهٔ درگاه آله حضرت رسالت پناه
صلی الله علیه وآله وسلم چرا آستین ردبر وی افشاندو اورا بکمال تنفر از پیش خود می راند وکرات ومرات
جبرئیل امین از درگاه رب المتعال بدان حضرت پیام آورد که اگر میل خاطر تو باشد همگی جبال را طلا ونقره
گردانم که همواره در سفر وحضر نزد تو حاضر باشند هرچه خواهی ازان صرف نمائی آن حضرت صلی الله علیه وآله وسلم
بدین معنی رضا نداد وغنا را برنگ عنا دانسته ابا آورد پروردگار کارساز بخشاطالبان حقیقت کیش
معارف اندیش را توفیق بخش کرد دامان عصمت خود بکوثر دنیوی نیالایند وگوی تجرد بچوگان تفرد
درعرصهٔ آزادی وسیدان نامرادی از چابک سواران مضمار انس ومنگامه آرایان بساط قدس سبقت ربایند

قطعه تا قصهٔ یوسف وزلیخا ؛ باشد بزبان خلق مذکور ؛ شه باد بعدل وداد وانصاف ؛
درعرصهٔ روزگار مشهور ؛ جام طربش همیشه دردست ؛ خصمش زشراب غصه مخمور

اشک ریزی خامه درگذارش احوال آن بسمل دشنه عشقبازی و آن سوخته شعلهٔ نائره جانگدازی سر حلقه گرم روان راه محبت ووفا شیخ لاها علیه الرحمة که درباغی میان باغبان بود ؛

حکایت مدهوشان راوق عشق ومحبت دردنوشان خمخانهٔ حقیقت ومعرفت بگذارش
این حکایت پرکیفیت بدین گونه مستمعان را بمست ساخته اند که جوانی بود در ممالک هندوستان
ازدودمان بزرگ که آثار سعادت وشایستگی از ناصیهٔ او هویدا وانوار لمعه صلاح وراستی از
چهرهٔ او پرتو انداز بود باد خترى از خاندان اشراف کد خدا شد وآن دختر گرشمه سنجی بود که بغمزه فریب

ندارد و تا زیانه نامهربانه بیازارم دادار جهان آفرین این کردار ناشایسته و فعل شنیع چون روا دارد
و خود را از واپرس روز محشر و کشمکش و حساب قیامت چگونه رهائی دهم و اگر استشال امرش ننمایم
آن عیاره خونخواره دمار از روزگار من برارد **نظم** ندانم چه سازم درین کار سخت ؛ کنم ناله تا کے
زبیداد بخت ؛ چون فکر ژرف و اندیشه شگرف درین امر بکار برد رای صواب بر ساحت اندرونش
پرتو انداخت فی الحال از روی استعجال بنزد آن مسند افروز بزم حسن و جمال رفته مراسم کورنش و تسلیم
و شرائط تبجیل و تکریم تقدیم رسانده حقیقت احوال بر منصهٔ تقریر جلوه گر ساخت و گفت ای برگزیده
درگاه ایزدی حکم زلیخا بدین نوع است بنابر آن حیله بخاطر غمدیده رسید که چند تازیانه اصناف بر ستونے
زده باشم و تو عمداً نالهٔ دردمندانه و مظلومانه برکشی تا آن زن بے انصاف را موجب اصناف نشاط
و دلخوشی گردد و یوسف علیه السلام ناگزیر بدین معنی رضا داد زندانیان بر ستونے تازیانه طراق طراق
میزد چنانکه صدای آن درین طاق بلند رواق می پیچید یوسف علیه السلام خروش درد آمود و نعرهٔ
الم آلود بر میکشید زلیخا از لذات آن آواز ذوق فراوان و شوق وافر می یافت چنانکه بیهوشیش رسید
چون صوفیان صاحب سوز نشاط اندوزی شد و موجب ابتهاج و اهتزاز او میگشت درین اثنا اندیشه
بر ساحت درون زندانیان پرتو انداخت که اگر زلیخا احیاناً یوسف علیه السلام را در پیشگاه حضور
طلبیده اندام گلفام او را بنظر درارد و اصلا اثر تازیانه نیابد در معرض خطاب و عتاب او در ایم و مرا
باصناف عذاب و گوناگون عقاب سیاست فرماید ناگزیر دوسه تازیانه جهت نشان بران اندام
لطیف تر از جان باید زد تا جای سخن آن مکارهٔ زن نباشد پس تازیانه بران پیکر روحانی زد
دران حال دامن آسمان از قطرات اشک مهربانی پر شد و خروش و غلغله در عالم ملکوت افتاد
و کوه با وجود سنگ دلی چشمهٔ اشک از دیده گشاد و زمین بر خود لرزید اما چون زلیخا محبت صمیمے
و عشق حقیقی داشت در یوسف علیه السلام درد عظیم سرایت کرد و اثر تازیانه که بر تن یوسف
علیه السلام میزدند بر بدن او پدید آمد و چنان متاثر و متالم شد که از بالای بام آواز داد که بس کن
و از غایت بیهوشی از جا در امد و بر زمینی افتاد چنانکه همگی اعضاش مجروح شد و چند ماه صاحب فراش

وغماز ان ناصواب اندیش حقیقت حال پیش عزیز عرضه نمود و او را بشورش آورد از کمال غیرت آتش
غضب در کانون سینه او اشتعال و التهاب یافت و زندانیان را در پیشگاه حضور طلبیده تادیب و
تنبیه نمود که هیچ فردے را در زندان نگذاری و ورش را ببادوزان و مزع پران بسته داری چون
قرار بر نیگونه افتاد کار زلیخا مشکل و بغایت دشوار شد دران محنت ستان هجران نالان از روے
حسرت خاک بر سر میریخت گریبان شکیبائی بسوز و گداز تنهائی چاک میکرد نظم جوانا روز وصالش
یاد کردی ۞ دران شبها ز غم فریاد کردی ۞ سیل خونین از دیده ها سرداده و مهر خاموشی بر لب
نهاده با همرازان و دمسازان سخن نمی گفت و لولو نبوک مژگان می سفت چون از غایت بیقراری
و اضطراب بی طاقت و بی تاب شد مکنون ضمیر را پیش دایه برملا افگند و درد دل بیرون ریخت
که ای مادر مهربان وای تیمارداری جان ناتوان درین محنت جانگزا و درد بی دوا دستگیر من
باش و علاجی و چاره اندیش که موجب تسکین خاطر ریش گردد بارے اگر مشاهدهٔ جمال جان فزاو
طلعت دلکشایش میسر نیست بدین قدر قانع و راضی ام که آواز دلنوازش بگوش من درآید تا دل
دردمند و جان حزین از اضطرابی آن زمانے بیاساید و مو بموے من ازان ترانه بهجت بخش دو نے
وافر و حظی کامل یابد دایه ناقص العقل تباه اندیش و نامهربان سنگین دل چون از زلیخا این حرف
شنید چاره این عقده مشکل بدین گونه در ضمیر تیره و رائے بے صفای خود اندیشید که بزندانیان
بفرمای که آن یگانه روزگار و آشوب زمانه را چند تازیانه روزیانه زده باشد چون آن نازک اندام
از درد آلام خروشیان گیرد گوش هوش توانان آواز لذت پذیرد زلیخا را اندیشه نادرست و
رائی سست او دلنشین شد و بجهت انتقاش خاطر حزین آزار آن نازنین روا داشت و سر موکلان
زندان را فرمان داد که از روی ستمگری و بیداد بران پاک نهاد چند تازیانه روزیانه زده باشد چون زندانبان
مردی خداترس و باخلاق حمیده اوصاف پسندیده آراسته بود چون این پیام وحشت التزام بشنید
جانش در تن لرزید و سر در گریبان تفکر فرو برده در تنگنای اندیشه پا در گل دست بر دل ماند که اگر
فرمان آن زن مکاره حیله اندوز را بعمل مے آرم و وجود نازک یوسف را که تاب آزار برگ گل

نشاط بسر می بردند سلسله باوجود آهن دلی از حزن واندوه آنحضرت جگر سوراخ گشته بود از غم و
غصه بر خود پیچیدی وچون شیونیان وماتمیان خروشیدی چون آن هدایت پیشه شیر بیشه نبوت
ورسالت بود ازان سلسله اورا رونق وحسنی دیگر افزود ع سلسله پنداشت شیرانرا بگردن نبوت
فی الجمله چون از زلیخا این کردار ناشایسته بموجب مصلحت سرزد واین فعل شنیع بوجود آمد در آتش
مفارقت ونیران مهاجرت چون موم میگداخت ولوای فریاد وفغان باوج گنبد گردان می افراخت
عساکر ندامت بر کشور دل او تاخته معموره صبر وشکیبائی او را خراب وویران ساخت روز بیقراری
وشب به بیداری بسر بردی واز غایت غم وغصه خون جگر خوردی از کمال حزن واندوه پوست
بر تنش زندان وهر مو بر اندام سوزن گشته چنان که راه یافتگان سر منزل عشق ومحبت جوشش
درونه را بیرون داده اند مثنوی خانه بی روی دوست زندانست ٭ بر بدن بلکه پوست
زندانست ٭ از غم هجر آن رخ گلرنگ ٭ بود مانند غنچه با دل تنگ ٭ شبی از شبها که چون نامه
اهل عصیان وچون روز نکوهیده بختان تیره بود زلیخا در ظلمت کده دوری ومحنت آباد
مهجوری تنگ آمده چون شیونیان حزین وسوگواران غمگین نوحه سرائی میکرد مثنوی
که از جور وجفای چرخ فریاد ٭ که بر من میکند زینگونه بیداد ٭ مرا زان راحت جانها جدا کرد ٭
چو یوسم باین مسکین جدا کرد ٭ چون طاقتش طاق شد وعنان اختیارش از قبضه شکیبائی
بدر رفت بی طاقتانه ومضطربانه مخفی وپنهان در ظلمت آباد زندان درامد واز نظاره جمال
آن منبع حسن وملاحت مرهم راحت بر جراحت سینه ریش ودل افگار نهاد وگفت ای یوسف
از جذب درونی وکشش باطنی معلوم نموده باشی که اخلاص حقیقی ومحبت صمیمی من با تو بچه درجه
است یوسف علیه السلام حقه نوشین بباسخ شیرین بگشاد وگفت از محبت واخلاص تو بدین
عذاب سخت ومحنت عظیم گرفتار شدم زنهار زنهار خواهش خود را درباره من برین نهج مفرمائی
ومرا در ورطه هلاک نیفگنی وبعقوبت سخت تر ازین مبتلا نسازی زلیخا چون این کلام فصاحت
التزام را صفا کرد جانب کلبه احزان خود معاودت ومراجعت نمود یکی از جاسوسان شتر از کشیر

بیماری و سستی شاہزادہ بصحت و تندرستی بدل شد و از بستر مرض برخاستہ بر مسند عیش و نشاط
نشست و دیدۂ انتظار کشیدہ بر جمال بمثال او بست **مثنوی** عشق از سینہ چون برارد سر ۔ نکند
فرق جفت از مادر ۔ عشق را سخت بی ملاحظہ دان ۔ پیش او مادر ست و زن یکسان ۔ اما چون
عشق او از آلودگی ہوا و ہوس منزہ بود بنظارہ و مشاہدہ خرسندی نمود و از نقش بہ نقاش
پے برد و اوراق عرفان در جام حقائق میخورد خاتون نیز ہمین انفاس گیری و صحبت فیض بخش او
سر از گریبان تعلق برآوردہ لذات شہواتی و ہوا و ہوس جسمانی را پشت پا زدہ از نشہ بادہ خمخانہ
سرگرم شد و حقیقت انوار تجلیات ربانی بر ساخت درون ہر کدام خیان پرتو انداز شد و جمال
لایزال در دیدہ باطنی ایشان بنوعی جلوہ گر گشت کہ نقش ماسوی اللہ از صحیفہ سینہ مطلق محو گردید
و ہر دو از کاملان راہ و اصلان درگاہ شدند بار خدایا بحق بار یافتگان خلوت انس کردگار بحق
محرمان حرم و کعبۂ قدس کہ دیدۂ ظاہری و باطنی ما را بدین کحل ملکحل گردان و قطرۂ ازین زلال
در کام جان من بچکان **قطعہ** تا کہ اہل نیاز در رہ عشق + بحقیقت برند پے ز مجاز ۔
شاہ را نو عروس دولت و فتح + باد در محفل طرب دمساز +

خون چکانی قلم در نگاشتن از احوال یوسف و زلیخا علیہما السلام در اشتیاق صدق

حکایت جادو نفسان نکتہ طراز و داستان سرایان سحر پرداز بقلم گوہر بار بر صحیفہ روزگار چنین
نگاشتہ اند کہ چون عزیز سادہ لوح یوسف علیہ السلام را کہ دامان عصمتش از لوث عصیان و آلودگی
جریمہ منزہ بود بباشارت زلیخا کہ چون زرق پیشگان دغل سر تا پا مکر و حیلہ بود در زندان محبوس
فرمود و آن نازنین را کہ گنج حسن و خوبی بود مار آہنی بر پای نہاد **مثنوی** چو یوسف بود گنج
خوبی آری ۔ بود ہر گنج را ناچار ماری ۔ آن وحشت سرای ظلمانی کہ چون دل بخیلان و سینۂ
اہل ضلالت تنگ و تیرہ بود بفروغ طلعت آن پیکر روحانی روشن و نورانی شد و محبوسان
دیگر کہ با غلال غم و سلاسل الم گرفتار اسیر بودہ چون نشاوت کیشان ستمگر خون جگر میخوردند
بمشاہدہ جمال عدیم المثال آن بہشتی طلعت چون سعادتمندان فردوس بکمال دلخوشی و غایت

وخیرگی حکیم چشم بغضب سرخ کرد و تیز تیز بجانب او دید حکیم پرسید و عرض کرد که صاحب عالم سلامت
اگر شهزاده ببانوی حضرت که درین هنگام شبستان خاص را بدو آرایش داده اید مائل می بود
راضی می شدید که بدو سپرده آید شاه گفت بالله والله ثم بالله اگر نوباوه گلشن اقبال برجمال
آن عدیم المثال مفتون می شد فی الحال اورا از خود جدا ساخته به پرستاریش مقرر می فرمودم
چراکه بجهت سلامتی وحفظ بدن وارث تاج وافسر آینده هفت کشور رازنی درگذشتن چه قدر
کارست حکیم چون دید که شهریار قسم بپایی خورد و عهد و قول بسوگند اشتداد استحکام یافت
برزمین نیاز ناصیه سا آمده گفت اگر خداوندجان ناتوان مراد حفظ وحمایت خود گیرد رازی
که برملا افگندن آن باعث غبار خاطر عالی ست وموجب خوف وبیم عظیم نسبت باین حکیم ست
برمنصه اعلان جلوه گر سازم مرزبان گفت ترا ازین امان جان دادم اگر صد هزار دشنام
مغلظه وکلمات ناشایسته برزبان رانی وتوسن شوخی درمضمار گستاخی وانبساط بجهانی
ترا ببرگ گل آزار ندهم وبنظر تیز نگاه نکنم وباد گرم برتو نوزد وسر موی تو کج نشود حکیم باعتماد
التفات شاهنشاهی وتقویت عاطفت ظل الهی گفت بشنو که میدهم خبرت ٭ عاشق بانوی
تو شد پسرت ٭ دردجان گزای والم بی دوای عشق چنان برجان او استیلا یافته که اگر
امروز معالجه او نشود تا فردا پیمانه زندگی او لبریز خواهد شد گیهان خدیو بمجرد استماع این خبر وحشت اثر
بورطه تشنگفتگی وگرداب تعجب خاشاک وار سرگردان ماند وتا دیر انگشت حیرت بدندان حسرت
گزید وازان عهد وقول سراپای او ندامت گرفت وپادر تنگنای اندیشه فشرد که اگر ازین خواهد دل
برنمیدارد وارث ملک درطلاطم امواج مهاجرت جان می سپارد واگر آن خاتون را بدو عطا
میفرماید بدو وبلا مبتلا گردد اول درنائره فراق چون موم گداختن دوم مطعون ومردود خلائق
شدن وطبل رسوائی بیازار بدنامی نواختن که همخوابه را بقرة العین سپرد انجام کار رای رزین
وفکر دوربین او برین قرار یافت که دل از محبوب برگیرد تا لخت جگر باندوه گوناگون نمیرد درلحظه
آن هوش ربای جهان را درشبستان فرزند فرستاد چون مسیح در قالب مرده جانی تازه نهاد

تشخیص وتحقیق مرض شهزاده نمودم اما قابل علاج ومداوا نیست دوائی که موافق مزاج وباج اوست
بهم سازدن آن متعذر ودشوار ست شاه گفت بگو کدام مرض ست وچه دارو ست که بهم نمیرساند گفت
دلش درسلسلهٔ عشق زنی صاحب جمال بی نظیر گرفتار واسیر ست خنجر کرشمه ودهرهٔ عشوه جگرش
پاره پاره ساخته ۵ زدرد عاشقی بیمار گشته ۵ جگر مجروح ودل افگار گشته ۵ تا آنکه محبوبش بناه
یکخانه نشیند او بفراغ خاطر سویش نه بیند ناتوانی وسستی بصحت وتندرستی تبدیل نیابد شاه
گفت علاج او در کمال آسانی ست آن زن را بخدمت او مقرر باید فرمود تا شعلهٔ عشق که در
کانون سینهٔ او التهاب یافته بزلال وصال تسکین یابد ومنطفی شود حکیم گفت شوهرش چگونه
رضا دهد که همخوابهٔ او هم بستر دیگری شود واگر شهریار والامقدار بغضب وستم ازو نگیرد آئین
معدلت وقانون نصفت نقصان می پذیرد شاه گفت جفت او را مفت نمیگیرم بلکه صد زن
جمیله که بحسن وملاحت یگانه وبی همتا باشند باو انعام فرمایم وچندان دُر وجواهر در دامن او
ریزم که سر خجلت بگریبان فرو برد وآن زن را برضا ودلجوئی طلاق دهد حکیم گفت بادشاه
سلامت شهزاده والانژاد باهلیه این نامراد مفتون گشته وعنان اختیار از دست داده و
این کمینه را تا از جان رمقی در تن باقی ست رضا نخواهد داد که دست آرزوی کسی بدامن
عصمت رسد واگر شهریار ازو اپرس روز محشر پرو اندا شته بزور وتعدی میگیرد بنده خود را
بخنجر از هم میگذراند واز رسوائی وشرمندگی می رهاند شاه فرمود ترا بمرتبه ووزارت سربلند سازم
وخویشان واقربان را امرای عالیجاه وصاحب دستگاه میگردانم وترا صد هزار زن که بمراتب
در حسن وخوبی بهازو باشند عطا فرمایم تا او را از خود جدا کنی وبخدمت شهزاده گذاری تا
آن لخت جگر وقرهٔ بصر از بستر مرض برخاسته بر مسند نشاط واورنگ مسرت جلوه گر شود
حکیم گفت از عالم غیرت بعید ست که کسی همخوابهٔ خود را باختیار خود بطمع جاه وثروت بدیگرے
سپارد آری اگر بادشاه مرا از خلق کشد وبقتل رساند انگاه اینچنین تصور بخاطر گذراند یورت
واگر نه در زندگی خود مرآت اوقات خود را برنگ بدنامی ورسوائی تیره نتوانم کرد شاه از خشونت

پرتو بہبوط و بال گرفتار ست یعنی قرۃ العین سلطنت و ثمرۂ ناصیۂ خلافت را تکسری سخت و کاری شدہ
و مبدم چون شمع میگدازد و چون بدر میکاہد و خواب و خور کہ مدار زندگی انسان بر انست در و مفقود ست
شاہ بیمر و شنیدن این خبر وحشت اثر بغایت بیقرار و مضطرب شد و بنگامۂ جمعیت او بر ہم زدگے
راہ یافت فی الحال پیشکان دیار و حکیمان روزگار ہر یک جالینوس وقت و لقمان زمانہ بود فراہم
آوردہ گفت کہ مرض شاہزادہ را دریافتہ بمداوا و معالجہ ازالۂ تکسر او نمایند چون آن ماہ نولانی
ازین ابر ظلمانی برامدہ بر اورنگ کامرانی جلوہ گر شود شما را بخلعت فاخرہ و بذل جواہر و انعام
شایستہ و بنواز شہای گوناگون سربلند سازم حکیمان بخلوت سرائے شاہزادہ درامدہ انگشت بر نبض
او نہادند اثر حرکت و جنبش نبض محسوس نشد اندیشہ شگرف و فکر دقیق بکار بردند تشخیص و تحقیق
مرض نگشت قارورہ را نیز ملاحظہ نمودند پی بہ بیماری نبردند ناگزیر بحضور بادشاہ بعجز و تقصیر مقر و
معترف شدہ گفتند کہ او را مرض بدنی نیست کہ ازالہ آن بعلاج متوانیم کرد و نبض از تحرک ماندہ و از
کار رفتہ بیشتر ہر چہ چکم شود شاہ ایشان را نکوہش و ملامت نمود و زجر و توبیخ کردہ مرسوم و مشاہرہ
بریدہ ایشان را محبوس کرد یکی از انجماعہ کہ بذاقت و دانائی از ہمگی حکما تفوق و رجحان داشت
عرض نمود کہ اگر چند روز بخدمت شاہزادہ اشتغال (یا یک یعنی) نمایم تحمل کہ حقیقت منکشف شود شاہ التماس
او را پایۂ اجابت بخشید و فرمان داد کہ برود حکیم باز بخلوت سرای شاہزادہ شتافت و نبض ہمان
حالت اصلی یافت درین اثنا ربانوی شاہ کہ بمشاہدہ طلعت شہزادہ از خود رفتہ بود بر سم عیادت
قدم رنجہ فرمود ہمین کہ نظر شاہزادہ بران پری پیکر افتاد نبض در جنبش و حرکت آمد حکیم دست
بر نبض نہاد و دانست کہ نبض تندی جہد چون خاتون بعصمت کدہ خود مراجعت نمود باز نبض از
حرکت ایستاد بانو را بار دیگر بہانہ دران خانہ طلبید چون آن نونہال گلشن خوبی دران صفحہ
رسید نبض باز در حرکت آمد حکیم دانست کہ شاہزادہ در عشق او مبتلاست و این ہمہ بیمارے
و رنجوری از انجاست از انرو کہ در مفارقت و تنہائی سوز و گداز جدائی تحمل و شکیبائی ورزیدہ
کارش بدان مرتبہ کشیدہ فی الحال بخدمت شہریار آمدہ جبین نیاز بر زمین ادب نہادہ گفت

نغمه سرا و پرستاران خوش ادا بعیش و نشاط صحبت گرم کرد درین اثنا شهزاده از صفه تکده
خود برآمده در چمنی که پیوسته بآن بام بود سیر گلگشت مینمود ناگاه طلعت آن ماه که بر بام فلک رفعت
پرتو انداز بود دیده افروز او شد بمجرد مشاهده آن جمال نورانی چون کلیم از تجلی ربانی بیخود افتاد
پرستاران دویدند و گلاب بر رخش پاشیدند بعد اندیری ازان گرداب بیهوشی بساحل هوش
آمد و چشم باز کرد نیکو خواهان وفاکیش و حقیقت اندیش پرسیدند چه شده بود گفت دل من
ضعف کرد و جان در تن برهم خورد چنانکه خبر از خود نداشتم و باعث آن معلوم نیست با آنکه
اثر بیخودی و اضطراب هنوز در و باقی بود اما خود را از ترس افشای راز بتکلف پیش همرازان
و همدمان هشیار می نمود و آبی که در چشم او از شعشعه برافق آفتاب رخسارش گرد آمده بود
فرو خورد و بر زمین نریخت ؎ تا راز من عیان نشود قطرها ز اشک ؛ در پیش خلق دیده
گریان فرو برد ؛ اما ناوک مژگان در جگرش چنان کاری نشست که آرام و قرار نداشت
هر سر موی برانداماو سوزن گشت بستر اطلس و سنجاب در تنه پهلویش از خار مغیلان درشت تر بود
شب تا سحر ستاره شمردی و از بیقراری و اضطراب خوابش نبردی مهر خاموشی بر لب نهاده
در گرمی محبت چون موم میگداخت و ازین واقعه مشکله و حادثه دشوار یکسر ظاهر نمی ساخت
و ناله را در گلو و گریه را در دیده میگداخت فرد صد ناله هست در لب و نسپرده راه گوش ؛
صد گریه هست در دل و نشنیده نام چشم ؛ رفته رفته صاحب فراش گشت و زندگی بر وی
تلخ گشت ضعف و لاغری روز بروز افزایش گرفت و رخسار ارغوانیش زعفرانی نمود
و قوت و تنومندی بضعف و ناتوانی تبدیل یافت محرمان خلوتسرای خاص با ریاقتگان
سراپرده اختصاص که مجال گفتار و یارای التماس نزد پدرش داشتند زمین نیاز بلب
ادب بوسیده عرض نمودند که هر سوانحی که بظهور پیوسته باشد و در پنهان داشتن
مضرت مضمر بود در ستر و اخفای آن کوشیدن از حق سگالی و خیر اندیشی دور است
زبان حال عمر بادشاه بیفزاید آن گلدسته دولت و اقبال روی در پژمردگی دارد و اختر سعادت

وبہا وشعشۂ فروغ وضیا ساحت گیتی را منور و روشن میسازد اگر آنرا تبزو بج خود بنوازند
وبشرف ہمخوابگی سربلند سازند در مہد زرین نشانده باطمطراق شایسته وتقطیع گزین بدرگاه
گیتی پناه روانه سازیم چون جانبین رابطه یکجہتی ویکتا دلی بدرجۂ کمال واقصی الغایت
است بنا برآن بے حجابانه بمکنون ضمیر را بر منصه تقریر جلوه گر ساختم امید که این پیوند یگانگی
بوجه احسن واوضاع نیکو صورت یابد شاه باصفای این مژده جان فزا از کمال نشاط در بساط
دولتخانه نمیگنجید وایلچی را به بذل جواہر واشیای نفیس ونادر بنواخت وبنوازش گوناگون
والتفات از حد افزون وبمواعید بادشاهانه وعواطف خسروانه سربلند ساخت وظرائف
ونفائس آن ملک واشیاے گران بہا وتحفہ ہا وہدایا برسم ارمغانی فرستاد وپیام داد که
انچه مرکوز خاطر ومضمر ضمیر ہواخواہان حقیقی بود بملاحظه نازکی مزاج وہاج آنرا بلب وزبان
آشنا نتوانستند ساخت الحمد لله که بکشف باطنی وعرفان درونی دریافته اظہار آن فرمودند
ازین چه بہتر که آن والاگہر اقسر سلطنت را رونق بخشند وآن اختر سعادت اثر درین دیار
پرتو سعادت فگنند چون بنیاد زندگی به بی ثباتی ونا استواری منسوبست ہمان بہتر که سلک
این نسبت زود تر انتظام والتیام یابد ایلچی خورم وخوشحال از ولایت پرتگال بجانب اسپانیه
انتقال نمود وشاه را ازین سرگرمی ترغیب آگہی بخشید شاه اسپانیه بمکی اسباب کدخدائی و
سامان عروسی مہیا وآماده ساخته دختر را باحشم وخدم فراوان وخزائن ونفائس بے پایان
به پرتگال روانه ساخت شاه بدو منزل استقبال نمود وبکمال تعظیم وتبجیل نثارا فگنان
ونغمه سرایان بشہر در آورد ونظاره آن ماه پاره خنان مشغوف ومفتون گشت که ہرگز از
خلوت سبجت قدم بیرون ننهادی وپیوسته با او نشسته داد عیش وعشرت میدادی روزے
از روز ہا درہنگامی که مشاطه صبا دوشیزگان بستانرا بانواع حلی وحلل جلوه گر ساخته بود
وابر آذری پای نورسیدگان چمن را شست وشو داده بعزم شکار بصحرا ومرغزار بیرون
خرامید درین فرصت با نو باچندی از بہزادان ودلاوران بالای بام برآمد وباکنیزان

جدا باد دوست واصل ؛ قطعہ تا بمعشوق عاشق صادق ؛ از پس مرگ میشود واصل ؛ جلوہ گر
باد بر سریر نشاط ؛ آن جہانگیر عادل و کامل

در بیان استیلا عشق مجازی کہ در پایان کار بعشق حقیقی تبدیل یافت و عاشق صادق از خرابہ صورت پرستی در معمورہ خداشناسی شتافت

حکایت یکی از داستان طرازان دقیقہ بین و قصہ پردازان نکتہ آفرین کہ از احوال مرزبانان روزگار و کشورستانان عالیمقدار آگہی تمام داشت بقلم گوہر فشان بر صفحہ بیان چنین منگار دکہ در ولایت پرتکال فرمانروائی بود کہ گیتی پژوہان والا شکوہ کمر اطاعت بر میان جان بخدمت او بستہ و غاشیہ فرمانبری بر دوش نہادہ آن خدیو زمان را بعنایت الہی از برج شاہنشاہی اختری سعادت ریز سر زد کہ بپرتو فروغ طلعت انور عرصہ گیہان را از خاور تا باختر روشن و منور گردانید و از چمن نہار سلطنت گل نو شگفت کہ از نکہت آن شمام آرزوی خواص و عام معطر گشت ۵ ز درج سلطنت لعلی سزائے تاج شد پیدا ؛ کہ لولو زیر دریا از بن گوش آمدش لالا ؛ شاہ از دیدن آن شایستہ تاج و افسر و آن کوکب سعادت اثر گنج فراوان و خزینہ بے پایان بگدایان و بینوایان و ثنا خوانان و مدح آرایان عطا فرمود بہ نیرنگی تقدیر مادرش پس از چند روز صاحب فراش گشت ہر چند پزشکان دانا و حکیمان حاذق و نبض دانان مزاج شناس و قارورہ شناسان روشن قیاس در معالجہ و مداوا کوشیدند چون مدت حیات او سپری شدہ بود فائدہ نکرد و جان پاک کہ ودیعت ایزد یست بآفرینندہ سپرد و شاہزادہ را بحوالۂ دایۂ کہ بغمخوارے و تیمارداری از مادر مہربان تر بود فرمود و آن دریتیم را در صدف تجلیل و تکریم بانواع ناز و نعیم پرورش داد چون ماہ چہاردہ بدوازدہ سالگی رسید و از نشۂ ساوق بلاغت سرگرم شد و از درونش میل دیدن خوبان پری پیکر سر زد و دران ہنگام بدرگاہ شاہنشاہ ایلچی از مرزبان اسپانیہ رسید و پیام آورد کہ در درج عفت آن ملنداختر گوہریست کہ شایستہ افسر سلطانی و واسطہ عقد جہانبانی ست چہ گوہر کہ اختریست سعادت ریز کہ بلوامع انوا

وبرنگ نباشان بقوت او باشان قبرش را بگشاده چون تخته از لحدش برگرفت گنجی که دران
خرابه نهاده بودند اثری ازان نیافت چون بوم شوم دران ویرانه بوم نوحه سرائی میکرد و آئین
شیون را از سر نو تازه ساخته خاک بر سر و اشک از چشم تر میگردانید ۵ ندید از زن نشانی
اندر آن قبر ۵ بحیرت ماند آن مسکین بی صبر ۵ بفکر دور و دراز فرو رفت که آیا قالب پاک او را بروح
مقدس بعالم علوی خرامیده یا کفن دزدی او را از قبر کشیده و کفن گرفته برهنه گذاشت و طعمه
درندگان بیابان شد ازین عالم خیالات در دل او میگذشت و راه بوسعت آباد تحقیق از
تنگنای اندیشه نمی برد یکی از او باشان که از رموز عاشقی آگاهی داشت و کشش باطنی و جذب
درونی عاشقان صادق را میدانست گفت قبر عاشق را نیز واکنید ۵ پس انگه قبر عاشق نیز
بگشاد ۵ بدید اندر کنارش آن پریزاد ۵ چون قبرش را کافتند آن زن را در آغوش او یافتند
و یکدگر را بنوعی تنگ در برگرفته بودند که هیچ فرق نمانده بود و بلکه هر یکی بدیگری محو مطلق شده
و کار از دوئی به یگانگی کشیده و خطی باریک نشانی مابین آن هر دو نمایان بود ۵ چنان
پیوسته گشته زن بدانمرد ۵ کز و فرقی بدشواری توانکرد ۵ هندو از دیدن این حال شگفت
عبرت گرفت و بر خود لرزید و لعذر تقصیر نالید ۵ چو دید این حال هندو ماند حیران ۵ شد
از واکردن قبرش پشیمان ۵ بگفتا این بجز سر خدائیست ۵ کسی را زهره چون و چرائیست ۵
دانست که هر دو عاشق صادق و پاک بودند و بدرگاه ایزدی بعلو مراتب و سمو مدارج سرفراز
شده اند آن قبر را تعمیر نموده از سر نو آرایش داد و از روی عقیده و ارادت گزینی سر بر آستان
ایشان نهاد و بخانه مراجعت نمود و تا دم واپسین بجان و دل معتقد بود و از بادیه ضلالت
و شرک کفر برگشته در نزهت آباد اسلام قرار و آرام گرفت مثنوی مجازی عشق چون این
ساز دارد ۵ خوشا کو با حقیقت راز دارد ۵ خداوندا بحق آن دو عاشق ۵ که ما را نیز کن از عشق
صادق ۵ الهی زین شرابم جرعه بخش ۵ مرا زین تا زیانه تیز کن رخش ۵ عنایت کن مرا زین بادیه
مستی ۵ که تا گردم خلاص از قید هستی ۵ چو طرزی را شود این رتبه حاصل ۵ شود از خود

شکار خود ساخت و بطلب آن ماه که چون ماهی در برج آبی فرو رفته بود دام عظیم انداخت از بدائع
اتفاق و نوادر سوانح آنکه عاشق و معشوق هم آغوش یکدیگر در دام افتادند اگرچه رمقی از جان
در تن یکی از انها نبود اما یکدیگر را چنان تنگ در برگرفته بودند که بزور و تکلف ایشانرا هم جدا
نتوانستند ساخت همگی نظارگیان از دیدن شگفت فرو ماندند و قطرات تاسف از دیده افشاندند
و بر کشش درونی و جذب باطنی و عشق حقیقی و محبت صمیمی آفرینها کردند چون از ناصیه جوان
عاشق نور اسلام پرتو انداز بود او را شهید پاک انگاشته بخاک نهادند و شوهر آن جمیله میخواست
که آن بهشتی طلعت را بروش آباواجداد ضلالت کیش ناصواب اندیش برنگ دوزخیان در آتش
سوخته خاکسترش را در آب گنگ اندازد تا او را در طائفه آن قوم آبی از اسلام بر روی
حاصل آید مسلمانان از اندیشه تباه آن گمراه آگاه شده بهجوم آوردند و غلو کردند اعیان
روزگار و مشاهیر آن دیار و قاضی اسلام و رؤسا احکام فراهم آمده انجمن ساختند چون مجلس
عالی انعقاد یافت علما فتوی دادند که سوختن آن زن در هیچ مذهبی و ملتی جائز نیست ؎
مسلمان سوختن هرگز روا نیست ؛ ازین کردار بد راضی خدا نیست ؛ زیرا که آن پاک اعتقاد
هرچند از روی ظاهر بلباس کفر زیست میکرد اما باطنش چون تو انوار مسلمانی نورانی شده بود
کو دلیلی بالاتر ازین که بمحبت آن عاشق پاک خود را در ورطه هلاک انداخت و جان خود را
فدای او ساخت چون قرار جمهور بدین نوع افتاد دو دار نهادند و برآمد و آتش اندوه
از کانون سینه او زبانه زدن گرفت مایوس شده در ظلمت کده خود باز گشت زمره اهل اسلام
او را بروش مسلمانی کفن نورانی پوشانیده و عطریات و حنوط مالیده بجنب قبر عاشق بخاک
سپردند و بر حسن و جوانی تاسف خوردند چون نیر نورانی زیر خاک مدفون گشت و شب ظلمانی
بماتم او لباس سیاه در بر کرد و شوهرش بتقریب شکستن شیشه ناموس بسنگ اهانت و مذلت
از کمال حسرت و افسوس خواب نمی برد و سر ببالش نالش نهاده خون جگر میخورد چون نیمی از شب
بگذشت با دل دونیم برخاست و چند کس از اوباش محلت را با خود متفق ساخته رو بقبرستان نهاد

وانجوان بازیچہ طفلان شدو کودکان مردم آزار در کوچہ و بازار ہر طرف بر و سنگ می انداختند
و سر تا پای او مجروح می ساختند روزی از روزہا یکی از ہزالان ناراستی کیش و مسخرہ ہائے
افترا اندیش آن خستہ خاطر دلریش را گفت مطلوب تو کہ آبحیات از خجلت دہان او در نقاب ظلمت
مخفی و پنہان ست امروز بطلب آب بر کنار دریا خرامیدہ بود بتقدیر ربانی پایش بلغزید بآب اندر افتاد
و چون دُر یکتا و گوہر گران بہا در قعر نشست و غرقہ بحر شرف محبت شد بمجرد شنیدن این ماجرا
طوفان اشک از دیدہ بارید و چون ماہی بی آب از کمال اضطراب بر خاک طپید و برق صفت
از جای برجست و چون رعد خروشان و مانند سیلاب جوشان بر کنار دریا رفت و بی اختیار خود را
در آب انداخت و چہرہ عاشقی را آبی افزود یکی از نظارگیان این واقعہ شگفت و تماشا گران
این احوال شگرف آمدہ آن زن را آگہی داد و گفت چہ نشستہ خبر داری کہ عاشق صادق تو خود را
در آب انداخت و کالبد عنصری را از روح قدسی خالی ساخت تقریب آنکہ یکی از مفتریان شریر
و کذابان ناصواب اندیش باور سانید کہ مطلوب تو بسیر دریا برآمدہ بود پایش لغزید و در آب
افتادہ طعمہ نہنگ اجل شد او تاب نیاوردہ خود را در ورطہ ہلاک افگند ؎ ازین حالت
چو آن زن را خبر شد ؛ دلش زین واقعہ زیر و زبر شد ؛ چون این سخن در گوش کرد دریای
محبت بجوش آمد و بی طاقتانہ و مضطربانہ راہ دریا گرفت و بی محابا خود را در دریا دو غوطہ
خورد و دیعت ایزدی کہ عبارت از جان پاک ست بسپرد درین اثنا شوہرش کہ بامر ضروری
بیرون خرامیدہ بود رہ گرائے منزل خود شد و ازین واقعہ ناگہانے آگہی یافت
و پریشانی گوناگون و اصناف اندوہ بدو راہ یافت و غم و الم سراپائے او گرفت و آتش
در جان او افتاد و بدریا رو نہاد ؎ بسوی جوی شد بے صبر و آرام ؛ چو صیادان
بآب افگند صد دام ؛ چون اثری ازان گوہر نایاب ندید از صدف دیدہ لولو تر بارید
و از بے سنگی سنگ بر سینہ می زد ؎ ز بہر کوفتن سینہ سنگ بردارم ؛ ز سینہ نعرہ برآید
کہ سنگ آب شود ؛ یکی از صیادان را بر حال او دل بسوخت و ببذل دہی و استمالت جان او را

یکے از عارفان حقیقے بگذارش آورده که جوانے بود از ممالک
هندوستان بفضائل گوناگون آراسته و باصناف هنر و فنون پیراسته سرگرم ساوق
و آراستگی و آزادی خلوت نشینی زاویه خمول و نامرادی چهره کشای صور حقائق بر هم زن
هنگامه علائق نیرنگی تقدیر پای دلش در سلسله عشق اسیر شد و او را تعلق خاطر هندو زنے
بهم رسیده شعشعه بارقه محبت بر ساحت درون او پرتو انداز گشته رخت صبر و شکیبائی و
متاع فرهنگ و دانائی او را پاک بسوخت و چنان مشغوف و مفتون او گشت که یک لحظه
بے او زیست نتوانست نمود ؎ چنان گشت از شراب عشق مدهوش ؛ که کرد از دینی و
عقبے فراموش ؛ همیشه در خیال یار بودی ؛ بشب چون صبحدم بیدار بودی ؛ الحق آن جمیله
کرشمه سنجی بود که به نیم جنبش مژگان زلزله در بنیاد دین می افگند و تبسم پنهانی خون بیگناهان
آشکارا میریخت ؎ در زد دلها دو چشم پرفن او ؛ خون صد بیگنه بگردن او ؛ همواره آن بچاره
بر نگ سایه بدنبال آن خورشید مایه میگشت گاهی بجاروب مژگان خس و خاشاک از راهش پاک میساخت
و گاهی مژگان دیده چون پاکنداز زیر قدمهاش اندختے و در آن هنگام که آن فتنه ایام در خانه قرار و آرام گرفتی آن دلخسته
بر آستان نشسته آه غم آلود و نعره های درد آمود بر کشیدی ؎ چو در خانه گرفتی آن
زن آرام ؛ قرارش رفتی از جان و ز تن آرام ؛ و شب تا سحر در صفه تکده دیده که خلوتخانه
خیال بود خواب را اصلاره ندادی و چون ریاضت کیشان حقائق اندیش پهلو بر بستر استراحت
ننهادی و بر نگ پاسبانان پاس خانه آن آشوب زمانه میداشت و نوای ناله و فغان باوج
گردون می افراشت چون عشق حقیقی و محبت صمیمی از آلودگی هوا و هوس منزه بود در دل
آن زن عظیم سرایت کرده بغایت کارگر آمد چنانکه از و بیقرارتر شد ولیکن بهیچکس از دمسازان
و همرازان از کین و مکر ظاهر نمی ساخت و مهر خاموشی بر لب نهاده در گرمی محبت می گداخت
؎ عشقبازان اهل تقلید ند صاحب دل نیند ؛ ورنه خوبان از نیاز عاشقان غافل نیند ؛
فی الجمله انجام کار راز او بر ملا افتاده و آوازه طبل رسوائی اطراف و اکناف عالم بر گرفت

از غوث و قطب است بشہر کرامت طیران کردند درویش ماجرا طوفانی شدن جہاز و شکستن
آن و سلامت برامدن بر تختہ نشستہ و رسیدن بجزیرہ و دیدن شہدا یکیک از لجہ ضمیر بر ساحل
تقریر پیرون ریخت حاکم و ہمگی اہل مجلس بورطہ شگفتی فرو رفتند و شگرف حیران ماندند آخر الامر
بوثوق اعتقاد و ارادت کزین بمقبرہ شہدا خرامیدہ آن مزبلہ را کہ مانند پشتہ بلند و کریوہ
بزرگ بود کافتند در عین کافتن سر کلند بر پای شہید سعید خورد و سیلاب خون جوش زد
خاکہا یکسو کردند وجود مبارک او را درست و سالم یافتند و ہیچ عضوی از اعضایش نریزیدہ
بود و کفن ہمچنان تازہ و نوری از وی می درخشید کہ دیدہ نظارگیان روشن می شد
و آن خون ہر چند بجامہا پاک میکردند نمی ایستاد در جنب آن قبری دیگر پدید آمد آنرا نیز
کافتند بہمان حالت یافتند باعث شگفتی ہمگنان شد پس بانشارت حاکم خانہای دبا غان
در انداختہ عرصہ وسیع و میدان مسطح کردند و آن دو قبر مقدس را عمارت نمودہ بکنج نورانی
آرایش دادند آری نور علی نور اکنون آن مقام میمنت التزام زیارتگاہ خاص و عام است
و بسیاری از حاجتمندان فرو بستہ کار بکام دل میرسند معلولان گسستہ امید شفا می یابند
الہی بحرمت آن دو قرۃ العین مصطفیٰ و لخت جگر زہرا و مرتضیٰ و بحق شہیدان کربلا کہ جان
خود را بمحبت برگزیدگان تو در باختہ لوای سعادت کونین برافراختہ اند طرزے
معصیت آلودہ نامہ سیاہ را ازین نشتہ نصیبے بخش و ازین ساغر جرعۂ بکام آرزو بچکان
و دران ہنگام کہ جام زندگی من لبریز شود و مرا بمفرح ایمان سرخوش گردان قطعہ
تا شہیدان کربلا ہستند ٭ بکرامات در جہان مشہور ٭ شہ جہانگیر عادل و غازے ٭
جلوہ گر باد بر سریر سرور ٭ کار او تا ابد جہانگیری ٭ دوستش شاد و دشمنش مقہور ٭

باب دوم در عشق و محبت کہ وسیلۂ وصال بمطلوب حقیقی ست فوحہ سرائی

خامہ معانی نسنج بزبان صریر در نگاشتن احوال عاشق صادق کہ بسپردن
جان بامطلوب وصال حقیقی یافت و از لباس دوئی برہیدہ بجلیت یگانگی جلوہ گر شد

مرتبه ساخته اند ازین رهگذر ارواح اقدس ما در تنگنای عذاب گرفتارست ع روح را صحبت
ناجنس عذابست الیم ۞ رجاء در کمال وثوق ست که چون این سرگردان بادیه غربت بوطنگاه
خود با یمنی رسیده چهره نشاط افروزد و باغان پست فطرت بد طینت را ازان سرمنزل منتقل
ساخته بجرابه دگر آباد ان سازد و آن صفوتکده را از کسافت و آلودگی پاک کرده از سر نو
صفائی بخشد تا نائران اخلاص مند بتقریب فاتحه رسیده مستعد مستفیض گردند چون درویش
کلمات قدسیه مردان خدا گوش کرد انیمعنی را سرمایه سعادت ابدی دانسته بجان و دل
اجابت نمود پس او را گفتند قدم خود بر پایهای ما بنه و چشم صورت بین فرو بند و بکشا تا آن
مخفی قدرت ایزدی بر تو منکشف شود ۞ بنه پای خود را تو بر پای ما ۞ فرو بند چشم و دگر بر گشا
درویش بمجرد کشودن چشم خود را بر دهلیز خود یافت بقدرت ایزدی و تصرف مردان خدا معروف
گشته مراسم نیایش و سپاس بجا آورد آری ۞ مردان خدا خدا نباشند ۞ لیکن ز خدا جدا
نباشند پس کنیزک خود را آواز داد و البتهای او از نشه خواب از شهرستان شعور بعالم بیهوشی
خرامیده بودند چون آواز بلند کرد کنیزک برخاست و بانگ صاحب خود را که بگوش آشنا بود
دانسته در را واکرد و صاحب را دیده بی اختیار غلغل شادی بر آورد تا آنکه اهل عیال او
بیدار شده او را دریافتند شب ناکامی بروز کامروائی بدل شد و هنگامه نشاط را گرمی
و بازار خوشدلی را روائی پدید آمد همسایهاتر نم شادی شنیده بمبارکبادی هجوم آوردند
و زبان تهنیت باین ادا کشودند ۞ زهی ز آمدنت بخت مرحبا کرده ۞ فرشته روی ترا
دیده ودعا کرده ۞ بامداد ان که خدیو خاور برین رواق اخضر جلوه گر شد والی آن قصبه
بمجلسه خرامیده مسند دولت را آرایش و صدور حکومت را فروغ تازه بخشید درویش متوجه
محکمه شد حاکم بدیدن او بگرمخوئی برخاست و محفل آداب و تواضع آراست گفت که خضر
شیخ درین اندک فرصت چگونه مسافت دور و دراز پیمودند و بچه رنگ سیاحت خشکی و تری
نمودند آیا طی مکان و زمان واقع شد یا بطرز شهباز بلند پرواز هوای هویت که عبارت

وجبل داده بوالادرجه شهادت رسیده سعادت دوجهانی اندوخته اند ودیگر شهدای پاک
که نقد جان درراه خدا درباخته سرمایهٔ مغفرت بدست آورده اند اکنون بجزای آن بصحبت
فیض بخش این دو قدسی نژاد کام دل میرانند وبتلافی آن صعوبت وتعب که درمعرکه رزم
کشیده اند بکمال تنعم وعیش بسر می برند درویش گفت ای محرم حریم دولت واقبال وای
پرده دار سرادق جاه وجلال می توانی که ازروی غریب نوازی بنده را بتقبیل بساط کیر[illegible]
محفل قدسی ایشان سربلند سازی گفت زمانی بنشین که دعای ترا بموقف عرض شاهزاده ها
رسانم فی الحال آن صاحب بارگاه اجلال دعای اورا رسانیده درانحضرت عرش منزلت
سعادت حضور بخشید آن دو برادر گرامی اخلاق مصطفوی واشفاق مرتضوی را کارفرموده
تفقد احوال او نمودند که چه کسی واز کجائی واینجا چگونه افتادی آن بیچاره ازفغان (اول) آواره
سرگذشت محنت آمودهٔ خودرا ازنهانخانهٔ ضمیر برمنصهٔ تقریر جلوه گر ساخت شاهزاده ها از
اصغای ماجرای او متاثر شده بر سر رحم آمده پرسیدند که اکنون چه آرزو داری وخواهش تو
چیست بمکه میروی یا متوجه وطن میشوی گفت ای برگزیدگان درگاه ایزدی غالبا در صدق
نسبت من خللی وفتوری راه یافته که ازین قسم حادثه وواقعه مهلک درپیش آمده هنگام جمعیت
مرا برهم زد میخواهم که یکمرتبه بوطن گاه خود مراجعت نموده ازسر نو احرام آن حریم امن وامان
بسته روبراه آرم شاهزاده ها بشهدا که درپیشگاه حضور جلوه گر بودند فرمودند که کیست از
شمایان که بسر انجام دادن این امر سعادت سرمدی اندوزد وجوانان خوشرو که انوار بلند پایگی
از ناصیه احوال ایشان پرتو انداز بود پیش آمده مراسم کورنش وتسلیم تقدیم رسانده عرض
داشتند که بتوجه عالی حضرت این مهم را بیک لحظه فیصل میدهیم بشرطیکه او نیز کامروای نا گردد
شاهزاده ها فرمودند که شمارا بااین درمانده چه نوع احتیاج ست جوانان سعادت منش مکنون ضمیر
را برملا افگندند که قالب عنصری ما در قصبه پونی نزدیک دهلی مدفون گشته وتا تفحص صورآرام گزیده
ما آن سرزمین ست ودرجوار ما دباغان نجس توطن گرفته آلایش وچرک دباغی بهم آورده

ولی از آدمیان خالی یافت بورطهٔ حیرت فرو رفت که آیا این خانها منازل قدسیان عرش نشین
یا کروبیان اعلی علیین ست برچند درین باب اندیشه ژرف بکار برد راه بوسعت آباد تحقیق
نیافت چون کوفت و ماندگی سفر بروی استیلا داشت ناگزیر در یکی از ان خانها دلپذیر
در آمده گوشه گیر شد تا لحظه بیارامد و نفسی چند بآسودگی برآرد بر بستر خوابی که بغایت پاکیزه بتکلف
و نفیس بود یاد دراز کشید اما از غایت واهمه و رمیدگی خوابش نمی برد تا آنکه نیر نورانی سر از افق
ظلمانی کشیده و کواکب انور بر فلک اخضر جلوه ریز شدند درویش را از وحشت تاریکی و تنهائی
خوف و هراس بر دل پرده سواس استیلا یافت از ان خلوتکده بیرون شتافت و بنظارهٔ صحرا
که چون حوصله بلند فطرتان فراخ بود میگردد که ناگاه از دور مشعله های پر نور پرتو انداز شد
که در پس آن فوجی آراسته از سواران فرشته طلعت می آمدند و دو جوان صاحب جمال بر اسپان
ابلق نشسته با تقطیع گزین و شایسته پیشین پیش می آمدند و خلقی انبوه گرد اگرد آن دو والاشکوه
طرقه زنان راه می نوشتند نظم راه نوشتند نثار افگنان ٭ بر رخ افلاک غبار افگنان
چون دران نزهتگاه رسیدند آن دو والاشکوه در کوشکی جنت آئین فردوس تزئین نزول
اجلال فرموده بزم مسرت را سر انجام دادند و پردگیان نهانخانه عصمت که عبارت از مخدرات
بهشت ست با نواع حلی و حلل آراسته در پیشگاه حضور ایستادند و سپاهیان دیگر هریک در
صفوف تکدهٔ خود جاگرده چهرهٔ نشاط برافروخت درویش بیچاره از نظارهٔ این حالت غریب که
در نظرش خواب و خیال مینمود سخت در حیران و بغایت شگفت ماند یکی از پرده داران
حریم عزت پرسید که این دو جوان علوی نژاد که گویا از عالم قدس درین خاکدان ظلمانی
رو نهاده اند کیستند و آن لشکریان سعادت منش که بخدمت ایشان سر بلند اند چه کسانند
گفت آن دو برنا نو باوهٔ چمن زار رسالت و ولایت نیر اوج هدایت و کرامت برگزیدگان
کونین امام حسن و امام حسین اند رضی الله تعالی عنهما و آن حشم و خدم که می نگری شهدائے
دشت کربلا که از کمال وفاداری و حقیقت پروری با نکو سیده بختان شقاوت کیش داد جنگ

چند شبانه روز قطع مراحل و منازل نموده به بندر دیو رسید از دانایان آگهی طلب پرسید که موسم
سفر دریا کدام ایام ست گفتند سعادتمندان هندی نژاد در همین روزها بکشتی می نشینند و سفر
دریا میکنند درویش حقائق اندیش باصفای این مژدهٔ دلکشای باطلعت جانفزا در کشتی جا گرفت
کشتی بدریا میباشد و آن دریای معرفت بکشتی درآمد چون برخی از قطع الطریق دریا که عبارت
از فرنگیان ملاعین ست دران کشتی هم سفر بودند بشامت آن نکوهیده بختان تیره روز کشتی
طوفانی شد و از صدمهٔ طلاطم موج که سر باوج گردون می کشد یکبوهی خورد صد پاره گشت و
اصناف مردم بگرداب اجل فرو رفته طعمهٔ نهنگ و ماهی شدند مگر آن درویش دلخسته که بر تخته
نشسته چشم بر کرم ایزدی بسته باین ادا مترنم میبود ع کشتی شکستگانیم ای باد شرط برخیز
باری آن تخته را تخته تابوت خیال کرده و آنحالت را دم واپسین شمرده شرائط ایمان را تازه
میکرد و تسبیح و تهلیل بر زبان میراند چون نفسی چند از دست مایه زندگی او باقی بود حراست
ایزدی آن تخته را در پناه گرفته بساحل نجات برد درویش از تخته فرود آمده بجزیره رسید
که زمینش هموار و مسطح و پر از انواع گلها و سبزه بر گها **مثنوی** بهر گام در راه آن مرغزار ؛
روانه شده چشمهٔ خوشگوار ؛ ترنم زنان آب در جویبار ؛ زده کف بکف زان ترنم چنار ؛ و در آنجا
کوهی بلند پر از هر گونه اشجار میوه دار نمودار شد **مثنوی** چه کوهی که بر عرش سائید سر
محیط سپهرش بود تا کمر ؛ چو خورشید در وی روان چشمها ؛ کواکب بود رنگ آن چشمها ؛
ز بالای آن کوه گاه نگاه ؛ فلک چشمه و چشم ماهیست ماه ؛ درویش باطلعت پر نور
چون موسی بر کوه طور برآمده و تماشای صنع یزدانی و نیرنگی تقدیر میکرد بران کوه زمینی
یافت هموار تا چند فرسنگ پر از گلهای رنگارنگ گویا قطعهٔ از بهشت برین بروی زمین
آورده اند و در انجا چند قصر زیبا دلکش و رنگین و منقش که دیوارهای آنها طلا آمود
و بجواهر مرصع بود دیده افروز شد آن بیچاره از نظاره آن مقام تسکین و آرام یافت
در ساعت بدان نزهتگاه قدسی ره آورد چون نزدیک رسید خانها از اسباب تنعم مالامال

معنوی راست **باب دوم** درعشق ومحبت کہ وسیلہ وصال بمحبوب حقیقی ست **باب سوم** دربیوفائی وبی حقیقتی وپاداش آن **باب چہارم** درفضیلت دیانت کہ صیقل مرآت ایمان وزیور مرآت صدق وایقانست **باب پنجم** دروفا وحقیقت پروری **باب ششم** درپاداش تہمت وافترا **باب ہفتم** درداد گستری وعدل پروری **باب ہشتم** درفضیلت توکل وقناعت وعبادت **باب نہم** درفضیلت اکل حلال وصدق مقال **باب دہم** درباب استغنای ایزدی کہ آستین ردمی افشاند بر خرقہ پوشی کہ پا بدامان ریاضت کشیدہ سراز گریبان عجب می آرد **باب یازدہم** دربیان بخشایش الٰہی دربارہ سرگشتگان بادیہ ضلالت وگمراہی **باب دوازدہم** دربیان آنکہ طینت آدمی را باب غم سرشتہ اند ورقم الم برلوح جبین او نوشتہ وتخم مصائب بروز ازل درمزرعہ وجود او کشتہ **باب سیزدہم** درمذمت فقر اضطراری **باب چہاردہم** دربیان عجایبی کہ ازپردہ غیب بظہور می آید **باب پانزدہم** دربیان حقیقت سرود **باب شانزدہم** درکمال دانائی ورسائی اہل تنجیم **باب ہفدہم** درپاداش اندیشہ تباہ درحق مردم بیگناہ **باب اول** دربیان درجہ شہادت وقدرتے ونصرتی کہ آن زندہ ہائے معنوی راست

گذارش احوال شیخ ہندوستانی ودربائی طوفانی شدن کشتی تبقدیر ربانی وبرامدن بر تختہ نشستہ جلوہ گر شدن بجزیرہ سعادت اندوختن بصحبت شہدا ومراجعت نمودن بوطن بانت عالیشان

حکایت یکی از فضلاء کہ سرآمد نکتہ سنجان سخنور وسرحلقہ دوربینان ہنرپرور بود بگذارش آوردہ کہ درپیشین زمان شیخی از قصبہ لونی کہ بعبادت وریاضت ہمدوش وباتجرد وآراستگی ہم آغوش بود پیش نہاد مرکوز خاطر او گشت کہ بطواف کعبہ ملک متعاف فائز گشتہ سعادت ابدی اندوزد چون استیلاء شوق آن مقام میمنت التزام دامن گیر او شد طنطنہ ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا بگوش ہوش راہ دادہ بے آنکہ سامان زاد نماید راہ نوردبادیہ توکل شد ؎ درراہ عشق جز بتوکل قدم منہ ؛ آنست شرط رہ کہ توکل کنندگے

ریختہ بودند بنوک مژگان برچیدہ در سلک ربط منسلک گردانیدم و داستان
بر محل خویش بنوک خامہ سحر ساز و کلک جادو طراز آرایش دادم و این کواکب رخشندہ کہ چون
انجم بنات النعش متفرق و از ہم جدا بودند در رنگ اختران پروین فراہم آوردہ جلا بخش
دیدہ اختر شناسان روشن قیاس و مہندسان دقیقہ شناس ساختم و این گلہای دانش
نسیم را کہ در چمن زار فضل و افضال شگفتہ اند برچیدہ و گلدستہ رنگین آراستہ در نظر
نخلبندان گلزار معانی کشیدم و این مجموعہ حکایات نادر را **معدن الجواہر** نام کردم

ے چون شد این نسخہ لطیف تمام ٭ کردمش معدن الجواہر نام ٭ و این نگارخانہ معانی را
کہ غیرت ارژنگ مانی ست بہفدہ باب آرایش دادم بنام ایزد این چہ کواکب مضامین
رنگین و خیالات نازک ست کہ از افق حروف ظلمانی بر خاور و باختر بر تواند از گشتہ
و این چہ نونہال چمن زار فضل و افضال ست کہ ہر بیت امطار سحاب فیض لایزال
و سر چشمۂ عنایت ایزد متعال سر بفلک کشیدہ و این چہ نوعروس زیبا طلعت کہ انواع
حلی و حلل و پوشیدہ بکر شمہ سنجی و عشوہ گری جلوہ گر گشتہ ہوش ربای دیدہ وران
دوربین و نظارگیان نکتہ آفرین شدہ الحق این چہ چراغیست کہ از روغن مغز دماغ
دانش اندیشہ افروختہ شدہ از صدمۂ صد ہزار نفخ صور فروغ روشنی او قصور و فتور نمی پذیرد
این درختیست کہ بخون ناب جگر و نسیم فیض طبع سلیم بالایش یافتہ شاخہاش باغصان
سدرہ و طوبی ہم آغوش و طائران روحانی بر وی در مرغول و خروش اند باد خزان
حوادث و آفات نیم برگ او را کج نتواند ساخت گلزاریست پر از گلہای گوناگون صد قسم
پراز در مکنون از مطالعہ حکایات دلنواز و از خواندن داستانہای صنعت طراز شگفتگی
خاطر و نضارت دل حاصل میشود امید کہ این دوشیزگان معانی بزیور قبول خاطر نکتہ سنج
و ضمیر الہام پذیر شاہنشاہ محلی شدہ برا رائک آفرین و استحسان جلوہ گر گشتہ دیدہ افروز
جہانیان شوند **باب اول** در بیان درجہ شہادت و قدرتی و تصرفی کہ آن زندہ ہای

از ناصیهٔ بختمندان شعشه ریز و چراغ ماه نورانی برین طاق دخانی چون تجلیات ربانی بر کوه طور
پرتو افگن بود و شهاب جهت نگارش ارقام سعادت بر صحیفهٔ افلاک مسطر میز و مالک بساط نزهت آباد
گیتی را از خس و خاشاک حوادث بجاروب آتشین پاک میکرد شب بیداران تهجد گذار رو بقبله
ایستاده حاجتمندان فروبسته کار جبین نیاز بر زمین نهاده قدوسیان تسبیح خوان بعالم
ملکوت در غلغل و خروش کروبیان ذاکر در پیشگاه تقرب ردای نور بر دوش آسمان پرویزی
بود که جهت گرسنگان فیض لم یزلی دقیق رحمت می بخت و هوا بر خسارهٔ غنودگان بستر غفلت
بموجب بیداری قطرات شبنم میریخت افلاک چون صوفیان ارزق پوش در رقص و اهتزاز
ستارگان چون فراق دیدگان سوخته دل در سوز و گداز بانگ پاسبانان چون نغمه
خنیاگران نشاط افزا فریادسگان دافع سارقان حوادث و بلا شپرک بطلب آفتاب معرفت
در پرواز بوم از تاسف زندگی شوم در نالهٔ جانگداز در اینچنین شب پرنور که برخی از اوصاف
او مذکور شد این اندیشه در ساحت ضمیر پرتو انداخت که بنیاد منظر بیکر انسانی که مدارش
بر چار دیوار عناصر ست بر فنا نهاده اند و انجام کار بسیلاب اجل انهدام می پزیرد پس دانا را
باید که فکر بر اصل نموده درین خرابهٔ فانی شایسته یادگاری واگذارد تا اسباب دانش و بینش
آنرا بنظر هوش آگین درآورده از روی اخلاص بفاتحه و دعاء یاد آرند و نامش تا نفخ صور در
السنهٔ سخنوران مذکور در اطراف و اکناف عالم مشهور باشد چون یادگاری مطبوع ترا ز سخن
نیست بنا بر آن کمر تفکر بمیان جان بسته در نهانخانه خلوت نشسته گنج خانه اسرار غیبی را نقب
زدم و معانی تازه و نکات بی اندازه بر ساحت ضمیر از سقف آسمانی ریختن گرفت گاهی
فکر علوی نهاد جلوه گاه قدوسیان را پی سپر می ساخت و گاهی اندیشه سبک رو نزهت آباد
کروبیان را زیر پا می آورد تا در اندک فرصت بساجواهر و اهر معانی با غایت غواصی از اندیشه
بر ساحل تحریر آمد چون دیدم که دره های یتیم که زاده طبع سلیم اند جا بجا پراگنده و پریشان
افتاده اند در گرد آوردن کمر سعی بربستم و آن دُر دانه های مکنون را که چون عقد گسیخته جا بجا پاشیده

نارا استی سرنمیزند پس چرا اینہا ہمین نادرہ گویان خوش گفتار را بدین عیب کہ فی الحقیقت
ہنرست آماج سہام نکوہش وملام میکنند در عالم کون و فساد کدام کس خلعت وجود در بر
گرفتہ کہ آستین اقوالش بطراز نار استین مطرز ومعلم نیست مگر یکتائی باشد کہ دامن روزگار
او ازین لوث منزہ بود غالبا شکم آن نااہلان کہ معلولان امراض جہل اند از باد حسد پر شدہ
بیم تر قیدن دارد ناگزیر آن باد کہ مایۂ فساد ست از پس و پیش بیرون دادہ شکم خالی
میکنند واین را باد پیمائی خالی از حکمت نیست واز بخار بغض آن گندہ دماغان کہ بحر ست
نہ بخور صافی مغزان صحیح المزاج اگر بینی بگیرند جاے گرفت نخواہد بود کہ اگر شعر در شریعت
غرا وملت بیضا ناروا بودے پس قصائدی کہ فصحای عرب بنوک قلم در مدح آن نکتہ سنج
انا افصح العرب والعجم نگاشتہ اند چرا بسمع رضا شنودی وبشنیدن آن مکرر اشارت
فرمودی واکثری از صحابۂ عظام باین شغل والا اقدام نمودہ اند سیما آن فارس مضمار
فضل وکمال وجابک سوار عرصۂ علم وافضال شایستہ تشریف انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابہا
علی مرتضی بسا جواہر معانی کہ از بحور سخن رانی بروی آب آورد کہ در رشتۂ احصا واعداد نمیگنجد اگر بازار شعر بنا روائی کاسد بودی امام شافعی چرا دکانچہ فصاحت واکردہ جواہر
گران بہا بنظر بصیرت جوہریان خرد شناس وصرافان روشن قیاس عرضہ میداد
وحضرت آدم کہ ابو البشر ست چرا بمرثیہ ہا ویل چشمۂ اشک از چشم خارا میکشاد چنانکہ
آن راہ یافتہ سر منزل معنی امیر خسرو می سراید ؎ ما ہمہ در اصل شاعر زادہ ایم ؛
نے درین محنت بخود افتادہ ایم ؛
ترا بسنجی کلک ناہید نواد را دصاف شبکی در سعادت ریزی وفیض افشانی ہمدوش لیلۃ المعراج نوانگفت
بافزایش نور در انگیختن شادی وسرور ہمرنگ شب برات توان خواند
وسبب انتظام این جواہر آبدار کہ آویزۂ گوش اہل ہوش را شایستہ و
رونق وسزاوار ست شبی از شبہا کہ کواکب انور بر فلک اخضر چون نور دولت واقبال

خیالات نازک بر ضمیر الہام پذیر او می ریزد بی آنکہ استفادہ و استمداد از کسی در میان باشد
بدین تقریر محرم اسرار قدس خرد این طائفہ را نتوانگفت ؎ در حرم بارگہ کبریا ۔ پس شعرا
آمدہ پیش انبیا ۔ بعد از رتبۂ رسالت و درجہ نبوت مرتبہ بالاتر از شعرا نتوان یافت کہ
سینۂ شعرا مخزن اسرار الٰہی و مطلع انوار نامتناہی ست اما بشرطیکہ شاعر بتزکیہ و تصفیہ
باطن و ظاہر آراستہ باشد و ہموارہ در تہذیب اخلاق کوشند و جام مالامال عرفان و
حقائق نوشند و ناہید طبیعتش جز بترانہ توحید جہان آفرین و نعت سید المرسلین و مواعظ
دلنشین مترنم نباشد و صحیفہ خاطر از ارقام طمع چون حرف طمع از نقطۂ پاک دارد کہ
طمع و حرص آدمی را از اوج عزت در حضیض مذلت می اندازد و زبان فصیح البیان
خود را با لالیش ہجو و ہزل آلودہ نسازد اگرچہ بعضے از قدما بجہت تنبیہ و تادیب لئیمان
پست فطرت مرتکب این امر ناشایستہ شدہ اند اما درین شیوہ نامرضیہ پیروی و تقلید
ایشان ننماید تا ہمیشہ سخن حکمت آمیز و انفاس عنبر بیزش در دل ہر کس موثر و کارگر آید
و بنظر ہمگنان مقبول و ارجمند گردد و آنکہ بعضے از طالب علمان ناقص کامل ناموزون
چند کہ از فیوض غیبی واردات لاریبی بہرہ ندارند و ایشانرا از حدت طبع و فطانت خاطر
اصلا نصیبے نہ و از موزون تا ناموزون فرق نتوانند کرد و ہمگی ایام جوانی کہ خلاصۂ عمر
و زندگانی ست صرف نمودہ چند لفظ از صرف و نحو یاد گرفتہ در مجلس سادہ لوحان پست فطرت
کہ از انشا و املا محروم و مایوس اند لاف دانائی و بابائی میزنند و از بس کہ در مطالعۂ
شبہا دود چراغ خوردہ سودائی شدہ خبط دماغ بہم رسانیدہ طائفہ شعرا را تہمت آلودہ
کذب میسازند در طینت آن بدنہادان بغض و عناد مضمر ست و از قول ناصحیح ایشان
بوی کذب صریح بمشام ارباب صدق میرسد آن ہیچ ندانان شاخ خای و بیہودہ گویان
ہرزہ درای اینقدر نمی فہمند کہ شاعر مبالغہ کہ بجہت لطافت شعر و کیفیت بلند بکار میبرد
در مذہب فصحا و بلغا تجویز داشتہ اند آیا دران ہنگام کہ سائر انام با یکدیگر حرف میزنند

ضمائر یکدیگر چه طور آگهی یافتندی و چندین جلل معنی در کارخانه سخن رانی چه نوع یافتندی
و آز حی لایزال وحی بر انبیا و رسل چگونه وارد و منزل گشتی و آن متکیان ارائک نبوت و
مسند نشینان اورنگ رسالت ره نوردان بادیه ضلالت و جهالت را بسر منزل دین و
نزهت آباد یقین بچه طرز هدایت نمودندی و علمای عبارت آرای نکته پیرای معرکه بحث
و جدال و هنگامه قیل و قال را بچه رنگ گرم داشتندی و خنیاگران خوش آواز بتر انه
دلنواز در تن نشاط مرده و عیش افسرده بچه شکل جان تازه و روان نو دمیدندی سخن
نوریست ربانی که از سقف آسمانی بر ساحت ضمیر انسانی پرتو انداز گشته نسیمیست جانفزا
که از روزنه صماخ گوش در کاخ دل در آمده بستان سرای طبیعت را سرسبز و شاداب
می سازد و گنجیست باد آورد که مالک این گنج از اندوه و رنج فارغ زیست می نماید و از آفت
دزد و نقب زن و از تاراج و یغمای غارتگران ایمن می باشد بلکه انفاس عیسویست
که آن عیسی نفس را تا نزول عیسیٰ زندگانی جاودانی می بخشد و این فضیلت سخن که
بجز تحریر و تقریر آمد علی العموم ست بتخصیص آنها که عروس زبان را بزیور سخن پروری و
فصاحت گستری محلی ساخته انجمن آرای داستان پردازان نکته سرا و سخن طرازان
خوش ادا میکردند باز جماعه که از درگاه فیاض ازل و وهاب لم یزل بالقاب حجته الشعرا
تلامیذ الرحمن و العلما ورثة الانبیاء شرف امتیاز یافته اند ازین طائفه تا مردم دیگر
جهان قدر فرقست که از انسان تا حیوان الحق این گروه مورد الطاف الهی و منظور
نظار عنایات نامتناهی ست زیرا که مفتاح کنوز اسرار پنهانی و کلید گنج خانه معانی
زبان گوهر فشان ایشان ست و مصداق این معنی قول آن سرحلقه صادقان است
ان لله تحت العرش کنوزا مفاتحه السنة الشعرا نزد ارباب دانش و بینش مقرر و معین ست
که هیچ علمی از علوم بی معلم و تلمذ از اساتذهٔ کامل میسر و حاصل نیست بجز شعر که در بچه از تایدات
ربانی و فیوضات سبحانی بر طبع شاعر وا میشود که ازان راه بیگه و گاه مضامین رنگین و

مہر تن باصراف باز گفتی تہی گردد مگر ہمیان سخن کہ ہر چند بیدریغ خرج نمائی پر تر شود خوانیست پیش خواص
نہادہ وصلای عام در دادہ اما این لقمہ بکام ہر نااہل فرو نرود معدہ گرم باید کہ این را تحلیل برد
مصرع نان میدہ نہ قوت ہر شکم ست ؛ این گنج را نہ زحمت مار ست نہ حراست پاسبان
در کار اسکندر ذوالقرنین کہ در آرزوی آب حیوان ظلمت آباد گیتی را بپای طلب پیمود چون تصیبش
نبود رشحہ از ان جام تجرع ننمود و اصلا رہ بدان چشمہ نبرد واز غایت اندوہ خون جگر خورد
ازین آب زندگانی کہ ہر قطرہ او ہزار عمر جاودانی می آرزد غافل بود چون شیخ نظامی
علیہ الرحمہ بعد ہزاران سال قطرہ ازین آب در کامش ریخت عمر خضر یافت کہ ابد الآباد
پیمانہ زندگی او لبریز نخواہد شد از ان آبحیات بجز افسانہ بگوش اہل ہوش نرسیدہ واین
زلال ساغر مالامال ارباب فضل وکمال نوشیدہ آبحیات را ازین سر چشمہ سرمسار ست کہ از
خجالت در حجاب ظلمت مخفی ومتواریست زہی آبے کہ ہم رطوبت آب دارد وہم لطافت باد
وہم حرارت آتش مبنع در طینت خاکی نہادہ اند آبے ست کہ چون در جام مدح درآید
شیرین ست وچون در قدح ہجو افتاد شور اما شوریش نیز نمکی دیگر دارد کہ شور در عالم می افگند
دریائیست کہ در بحر شعر تموج وطلاطم ست گاہی بمروارید آبدارش تشبیہ کنند وگاہے بلشکر
خوشگوارش تمثیل زنند اما مروارید را پیش او چہ لطافت وشکر را نزد او چہ حلاوت در قلب در
جنب او رد وشکر از حسد او رشک مضمر اما شکر با وجود شکر سراپا شکر ست کہ با او در تشبیہ ہمکاسہ
ومروارید را باعث آبروئیست کہ در ماند با او ہم رشتہ نی نی لولو را از غیرت او جگر سوراخ و
شکر از رشک او بہ تنگ آمدہ دراب از حسرت میگداز د در فضیلت سخن ہیچکس را سخن نیست
زبان در توصیف او الکن وسخنوران را بتعریف او مہر بر دہن از ناطق تا لال آنقدر فرست
کہ از لعل تا سفال واز تمثال علما وجہال آنقدر تفاوتست کہ از پارگین تا سر چشمہ زلال و
از بحر تا بحور واز ظلمت تا نور واز شیون تا سور واز دیو تا حور حکیم سخن آفرین اگر ابواب نطق
بر بشر نگشودی از آدمی تا حیوان چہ فرق بودی ناچار با چار پایان ہم طویلہ نمودی واز سرائر

بود گرگ غنخوار تر از شبان	ز عدلش عجب نیست گر زین سپس
ہم آغوش شعلہ بود خار و خس	پر خویش بستر کند جبرئہ باز
کہ کنجشک بروے بخسپد بناز	ثنائے جہانگیر گیتے ستان ؛
چگونہ کند طرز کے بے زبان	الٰہی تو این شاہ عالے نژاد
کہ شاہے چنین کس ندارد بیاد	بتخت شہے تا قیامت بدار ؛

از آفات گیتے سلامت بدار ؛

داستان سرائی عندلیب قلم در اوصاف شقائق دقائق سخن کہ گلشن وجود انسان را آرایش از انست و سبب ترجیح و تفوق انسان از حیوان ہمان

بر ضمائر سخن سنجان دقیقہ بین و خرد پروران نکتہ آفرین مخفی و محجب نماند کہ سخن فرزندیست رشید کہ پدر خود را یعنی سخن پرور را تا نفخ صور بہ نیک نامی زندہ و مشہور میدارد پس لاجرم است کہ ہرگز انقطاع نپذیرد چرا غیست کہ از صرصر حوادث و آفات نمیرد بنیادیست دیر بقا آفتابیست با فروغ و ضیا از بس لطافت گوئی جانست کہ از چشم مردم نہانست باغیست نخلبند ریاض عشق و محبت نقاشیست نقش طراز نگارستان پند و نصیحت پیکیست پیام گذار دلہا بدلہا جاسوسیست از کشور جانہا بجانہا زبدہ کارخانہ اسرار الٰہی عمدہ فیوض واردات نامتناہی بسبب اسرار نہان بوسیلہ او بر فراز پیدائی جلوہ ریز گشتہ بسبب نکات دقیق بوساطت او حل و آسان شدہ اگر این لطیفہ غیبی از کتم عدم رو نمودی کار و بار ہمگی کائنات معطل و موقوف بودی مرغیست از نشیمن قدس پریدہ آہوئیست در صحرای معرفت چریدہ گاہی نسیمیست کہ دل را چون گل بشگفاند گاہی سمومیست کہ جگر را خاکستر گرداند یکی را بر سریر عزت نشاند و دیگری را بر خاک مذلت غلطاند کشتہ او حیات نپذیرد زندہ ساختہ او ہرگز نمیرد سخن را شہدست و مسک را شبرنگ باعث صلح و خشنودیست و موجب ستیزہ و جنگ گنجیست کہ ہر چند بر خواہندہ حریص بذل و ایثار کنی کمی و نقصان نپذیرد بلکہ افزونی و زیادتی گیرد ہر کہ

قوانین شهریاری وجهانبانی کاشف آیات ملک گیری وکشورستانی رافع رایات عدل و انصاف دافع آثار ظلم واعتساف نوباوهٔ گلشن کرم وسخاوت جوهر شمشیر تهور وشجاعت غص حاتم دانائی وهوشیاری مرکز دایرهٔ بختمندی وکامگاری رنگ زدای مرآت عی پیدائی ناصیه افروز خردپروری وهنرمندی والافطرت روشن قیاس حقیقت پژوه ابزدشناس مظهر انوار غیبی کاشف اسرار لاریبی حقائق دان معارف آگاه ابوالمظفر نورالدین محمد جهانگیر بادشاه خلد الله ملکه وسلطانه آرایش دهد تنویا

چه شاهی که شاهان والاشکوه

دوان دررکابش گروها گروه
همه سرافرازان گردن کشان

بمژگان بروبند آن آستان
دران دم که جلوه دهد برسریر

نماید جو برچرخ بدر منیر
جو شمشیر گیرد بهنگام کین ؛؛

زهیبت فتد لرزه در روم وچین
زشمشیر او غرق خون دشمنان

گرفتار خوار وزبون دشمنان
زخشم آورد چون گره برجبین

زبیمش خزد آسمان درزمین
کمربسته شاهان بدرگاه او ؛

نهاده سر سجده درراه او
کفش ابر نیسان بگاه کرم

فشاند برآفاق گنج ودرم ؛
جهانگیر شاهنشه بی نظیر

که زینت ازو یافت تاج وسریر
شهنشاه جم جاه گیتی ستان

که شد درتن ملک حکمش روان
کلید ظفر تیغ تیزش بمشت ؛

شه واین شه مابهفتاد پشت
زعدلش که باشد بقارا دلیل

بخرطوم روبد ره مور فیل ؛
بدوران آن بادشاه دلیر

شده دایه برغاله را ماده شیر
بصحرای انصاف عدلش چراغ

زطوفان صرصر بود بافراغ
بدورانش ازگرگ درّنده میش

کند دعوی خون فرزند خویش
بزلنگ را کو بود تا توان ؛؛

بسم الله الرحمن الرحیم

جهان جهان نیایش جهان داری را سزد که رایات جهانگیری فرمانروایان والاشکوه بر اوج
گنبد گردان برافراخت و عرصه گیهان را بنور معدلت و انصاف گیتی خدایان بزرگ نژاد
روشن و منور ساخت و صلوات بیکران بر شمع انجمن کائنات واسطه عقد موجودات که
بفروغ دین و پرتو یقین ظلمت آباد فانی را آرایش خلد جاودانی بخشید بیت کلک
دو زبان چه زهره دارد که وصاف محمدی نگارد ؛ و رحمت فراوان نثار صحابهٔ عظام و
اولاد کرام که انتظام سلسلهٔ اسلام وابسته بایشانست باد پس از نگاشتن حمد ایزدی و
نعت سرائی محمدی گزیده ترین شیوهای مرضیهٔ انسان آنست که چهره اوقات عزیز را بگلگونه
دعای خلود اقبال خلافت پناهی ظل الهی مالک الرقاب سلاطین عالم مرجع خواقین اعظم
مرشد انام مروج اسلام اورنگ نشین فرهنگ آرای عدو بند قلعه کشای جلالبخش دیدهٔ دولت
و اقبال مسند افروز بارگاه جاه و جلال غرهٔ ناصیهٔ سعادت و بهروزی قرهٔ باصرهٔ نصرت و
فیروزی طراز کسوت سلطنت و فرمانروائی فروغ طلعت کشورستانی و جهان کشائی ضابط

به عون صنایع مکین و مکان فضول خلایق زمین و زمان

گوهر آبدار دانش آموزی در لابه لای بهای حکمت اندوزی اندر موعظت مظاهری

معدن الجواهر

از صدف طبع غواص محیط تحقیق و اشناور بحر عظیم معانی پایه شناس جواهر علوم ملا طرازی سر برآورده

در مطبع نامی منشی نولکشور به بازگی طبع جلا یافته

فہرست کتب

اطلاع

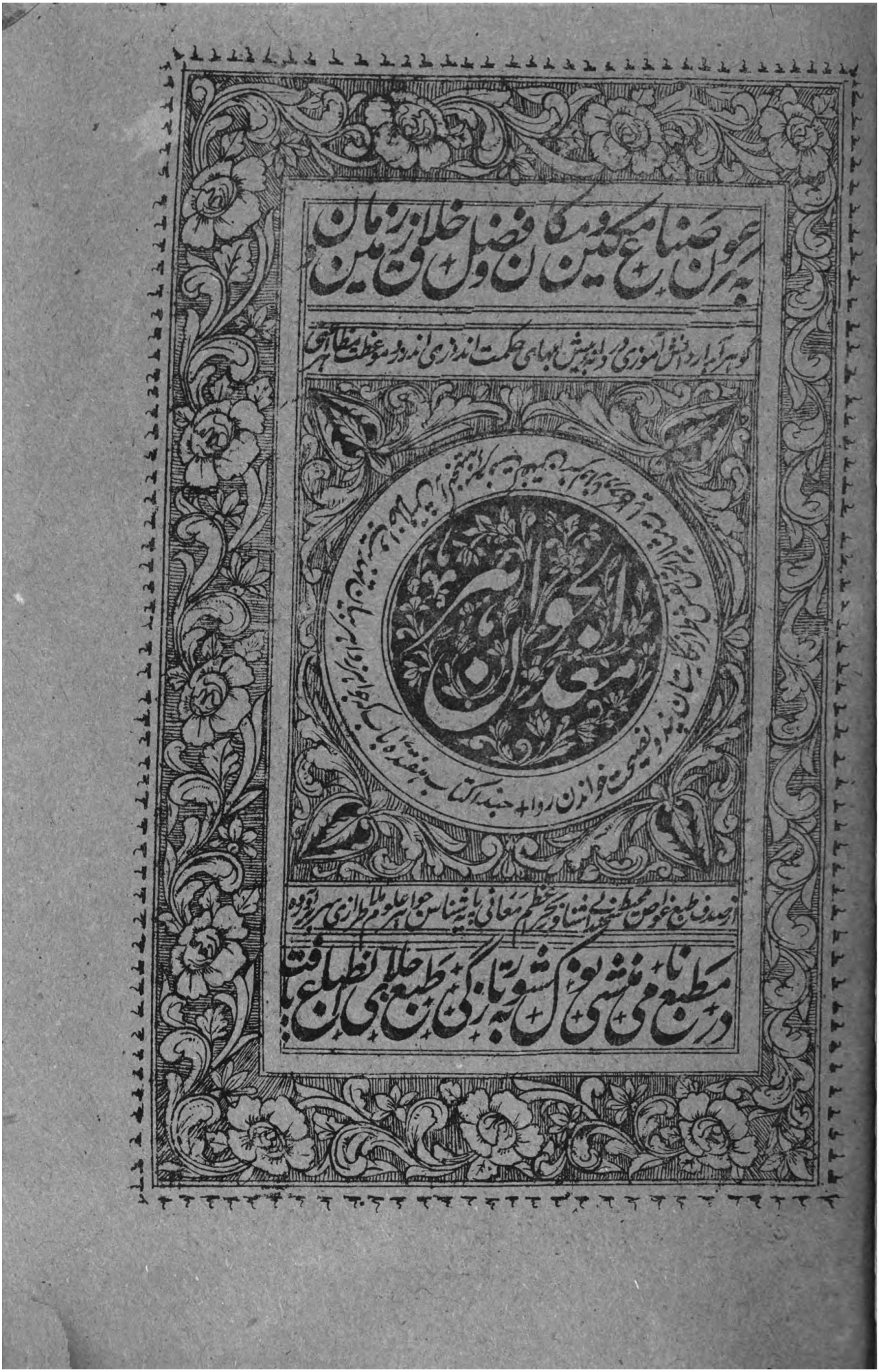
اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب اخلاق و موعظت و تصوف و مذہبی اسلام و مثنویات قصص نظم و نثر فارسی درج ذیل کرتے ہین

اخلاق و موعظت و تصوف کی کتابین فارسی

گلستان نثر — شیخ سعدی شیرازی —
ایضاً — کاغذ رنگین وعدہ —
ایضاً — متوسط قلم —
ایضاً — پر قلم و واضح و خوش خط —
ایضاً — چوب قلم — کاغذ سفید ولایتی عمدہ
ایضاً — ایضاً — کاغذ حنائی —
فرہنگ گلستان — تصنیف مولوی عبد اللہ الموسوی
گلستان مترجم — ترجمہ لفظ بلفظ ہوا ہے —
شرح گلستان — مصنفہ مولوی محمد اکرم علیانی
اخلاق محسنی نثر — تصنیف ملا حسین واعظ —
گلستان حکیم قاآنی — بجواب گلستان سعدی قابل دید ہے —
بوستان جلی قلم — مانند قلم اوسط قطعہ لائق دید ہے
اجنگ ایسی جلی قلم او خوشخط بوستان چھپی نہین کاغذ سفید —
ایضاً — کاغذ حنائی —
بوستان — دو مصرعہ خوشخط تصنیف شیخ سعدی بقلم جلی —
ایضاً — دو مصرعہ —
بوستان سہ مصرعہ — متن و حاشیہ مین ۳ مصرعہ ہین
ایضاً — دو مصرعہ — مطبوعہ مطبع علوی —
مثنوی شاہ شرف — از شاہ بو علی قلندر عارفانہ مضمون ہے —
مثنوی معنوی مولوی روم — چار مصرعہ ہر صفحہ
شرح مثنوی بحر العلوم — از تصنیفات حضرت مولانا عبد العلی بحر العلوم مرحوم یہ شرح حاشیہ التبیان ہے
لطائف معنوی — شرح مثنوی مولوی روم مطبوعہ کانپور —
اسرار الاولیا — ملفوظات و ارشادات حضرت شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ —
مجموعہ مثنویات فرید الدین عطار — جسمین رسائل ذیل ہین — جواہر الذات — میلاج — الہی نامہ — مختار نامہ — منطق الطیر — بلبل نامہ — تزہت الاحباب — مفتاح الفتوح — بی سرنامہ

پند نامہ —
تحفہ محمدی — مولفہ خواجہ امیر الدین عرف بگلی ال
حکایات و مواعظ عارفانہ مین بقلم نہایت جلی خوش خط —
مطالب رشیدی — مصنفہ حضرت شاہ تراب در طریق مجاہدات باطنیہ —
انوار محمدی — مصنفہ محمد امیر اکبر آبادی در بیان فرقہ اہل اسلام —
مثنوی سلسبیل — مصنفہ حکیم سنور حسین فیض حکیم تخلص —
اخلاق ناصری — مشہور علم اخلاق کی کتاب —
اخلاق محمدی — مصنفہ محمد علی نزدی اخلاق مین
مصباح الہدایت — ترجمہ عوارف مشہور کتاب
رسالہ ہدایت المومنین — موعظت مین —
سرور العباد — شرح قصیدہ بانت سعاد —
مجالس العشاق — باتصویر تصنیف سلطان حسین میرزہ شہنشاہ امیر تیمور گورکان ہے نظم و نثر و نکتہ عشق و شریعت کو ہم قالب و ہم پہلو کیا ہے بمذاق اہل تصوف —
مجالس العشاق — باتصویر — مطبوعہ حدید —
بہارستان جامی — بجواب گلستان سعدی
کیمیاے سعادت فارسی — امام محمد غزالی —
حدائق العشاق — مصنفہ ملا رضی در تاثیرات عشق —
اخلاق جلالی — محشی از ملا جلال الدین محقق دوانی — علم اخلاق مین — نہایت خوشخط —
منطق الطیر — تصنیف فرید الدین عطار تصوف مین —
پند نامہ — مصنفہ حضرت فرید الدین عطار تصوف مین
نظم اللآلی — شرح قصیدہ مالی —
نصائح دین —
گلشن اسرار — تصنیف مولوی نور علیصاحب در علم تصوف —
مثنوی بزم وصال — عرفان مین مصنف شاعر اہل زبان ہے —

INDIAN INSTITUTE OXFORD



Maʿdan al-jawāhir.

49 C 186

~~L 915 C~~

Indian Institute, Oxford.

The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

